

یا وارث هُو الوارثُ الکریم حق وارث

جلوه وارث

مشتمل بر حالات فیض جاتی
مخزن هدایات منبع کرامات قدوة
السالکین زبدۃ العارفین حضرت
حافظ حاجی سید وارث علی شاه
رحمته اللہ علیہ



حضرت سید علی رضا کاظمی
عمر میل بیالک رحمت
الله علیہ کری حضرت سید
کاظم و از پسر کاظم کو



حضرت سید علی رضا کاظم
عمر میل بیالک رحمت
الله علیہ کری حضرت سید
کاظم و از پسر کاظم کو
سیدن کاظم کیں کیں خوا
کیم لیک سید جو
گیر کیں اپنے دشت کی
کامل خوبی عالم باعث
وں فخر جو داخل
سلسلہ حضرت سیدالله
شاد سید رحمة الله
علیہ سید جوں لکن اسرا
صدر کو ایسیں من اے کا
مزاؤ ہے

بے کام وارت پاک علام
خوار عظیم اللہ ذکرہ کی
حکم بر کیا کیا اس کام کو
کوئی داری نہیں جانت
مدد کر کیجیے توں
حکم مرشد کا ارتکاب نا
کرست اگر کوئی بعض
شخص وہ کہیے کہیے اس
بے بے اون لیف مانو تو
مل لیجیے کا کہ وہ
حضرت رسول میں علام کا
کام غلام کرنا یہ بعض
مرشد کیجیے حکم کی
تعصیل کرنا یہ نا کہ
تعزیف اور وادہ واس وصول
کرنا

درائی میریش سب
دارشیو بر حکم مرشد کی
اتیاع لازم ہے صحت
مولیے اور وادہ واس ہے بر
بر کرس شکرہ

اَنْ تَحْكُمُ اَنْ لَهُ فِي هَذَا وَلَهُ مَنْ يَرِدُ
اَهْلَهُ اَوْ اَهْلَكَهُ عَلَيْهِ هُنْ مَنْ يَرِدُ

شاد محمد والمنه که این کتاب مستطاب مؤلفه و تربه
خان حکیم محمد صفدر علی صاحب وارثی الموسوم به

سُرِّيَّةِ الْجَنَّةِ
حَلْوَةُ الْقَدْرِ

شکل برحالت فیض آیات مخزن هدایات نفع کرامات
قدوة اسلامکین زبدۃ العارفین حضرت حافظ حاجی
سید وارث علی شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مَطْعَمُ الْكَلِيلِ لِلَّذِينَ يَرِيدُونَ حَلْوَةَ الْقَدْرِ
دِرْخَنْدَلْهَنْلَقْ بَلْتَنْ

حوالو ارش



سید راحیل شاہ وارثی الوارث گوال منڈی لاہور
والے جودیوہ شریعت کی لا تحریری سے نایاب
کتب وارثیہ لانے اور انکی وجہ سے جمیں یہ
کتب میر آئیں جیسے جیسے وہ کتب جمیں ارسال
کرتے رہیں گے ویسے ہی جم آپکی خدمت
اقدس میں پیش کرتے رہیں گے۔ اللہ انکو
جز اے خیر عطا فرمائے۔ آمين

فہرست مضمون کتاب جلوہ وارث

ردیف	مضمون	ردیف
۱	تہبید آغاز کتاب	
۲	حدروفت	۲
۳	ذکر ولادت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم	۳
۴	نضائل و مراتب اولیاء کرام از آیات کلام پاک	۴
۵	تفہیم آیات کلام پاک نہ کوہہ بالا	۵
۶	محبت	۶
۷	زب نامہ حضرت سلطان الاولیا	۷
۸	صفت جائے مولود حضرت سلطان الاولیا	۸
۹	ذکر پیدائش حضرت سلطان الاولیا	۹
۱۰	ذکر تعلیم حضرت سلطان الاولیا	۱۰
۱۱	ذکر اکبر شاہ صاحب زادہ قدس سرہ	۱۱
۱۲	ذکر وفات حضرت حاجی سید خادم علی شاہ صاحب قدس سرہ	۱۲
۱۳	دریان زیب کردن دستار خلافت و خرقہ پوشیدن حضرت سلطان الاولیا	۱۳
۱۴	ذکر خلافت حضرت ابو بکر درین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۴
۱۵	ذکر خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۵
۱۶	ذکر خلافت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۶
۱۷	ذکر خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہ	۱۷
۱۸	ذکر خلافت و امارت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۸
۱۹	شجرہ چشتیہ وارثیہ	۱۹

ب

نمبر شمار	صفحہ	مضمن
۲۰	۶۹	اقسام امامت و خلافت
۲۱	۸۱	روانگی حضرت سلطان الاولیا کی کہ وہ نہما پا پیدا و بر لئے حج دزیارت مقامات مقدسہ و دفعات سفر اور رواپسی
۲۲	۹۵	ذکر خدا مان حضرت سلطان الاولیا
۲۳	۹۶	ذکر قیام و اقامت حضرت سلطان الاولیا اپنے وطن دیوبند شریف میں
۲۴	۱۰۰	ذکر باریوں کا
۲۵	۱۰۱	ذکر چھپے باریوں کا
۲۶	۱۰۲	ذکر طلب کرنا حضرت سلطان الاولیا کا حضرت سید محمد ابراهیم شاہ صاحب نواسہ حضرت حاجی سید خاوم علی شاہ قدس سرہ کو
۲۷	۱۰۳	حلیہ بارک حضرت سلطان الاولیا
۲۸	۱۱۳	ذکر عادات حضرت سلطان الاولیا
۲۹	۱۱۴	ذکر نشست
۳۰	۱۱۵	ذکر استراحت
۳۱	۱۱۶	ذکر بیاس
۳۲	۱۲۰	ذکر استراحت
۳۳	۱۲۰	ذکر تدین
۳۴	۱۲۱	ذکر شاد کرنے کا
۳۵	۱۲۱	ذکر سرمه لگانے کا
۳۶	۱۲۱	ذکر خوشبو لگانے کا
۳۷	۱۲۲	ذکر نوم
۳۸	۱۲۲	ذکر خنچک یعنی ہنسی
۳۹	۱۲۳	ذکر قرات

صفحہ	ضمون	نمبر شمار
۱۲۹	ذکر اخلاق	۳۱
۱۲۶	ذکر عبادات	۳۲
۱۲۹	ذکر ضبط و اخفا	۳۳
۱۳۲	ذکر سواری	۳۴
۱۳۲	ذکر سن شریف	۳۵
۱۳۳	در بیان طریقہ بیت	۳۶
۱۳۶	ذکر مشہد عشق	۳۷
۱۳۶	ذکر خسرو کم	۳۸
۱۴۲	ذکر سعادت اولیا رکرام خواجہ گانچھٹ موعہ حضرت سلطان الاولیاء	۳۹
۱۴۶	ذکر اہل سلوک	۴۰
۱۴۶	ذکر حضرت سلطان الاولیاء کے نذر نہ قبول کرنے کا	۴۱
۱۴۸	ذکر خواجہ گانچھٹ رحمۃ الرحمہم کے نذر قبول نہ فرمائے کا	۴۲
۱۵۲	ذکر حضرت سلطان الاولیاء کا مجمع کیشہرے گھبرانے کا مزید ذکر خواجہ گانچھٹ	۴۳
۱۵۴	ذکر خواجہ گانچھٹ کے خرقہ رادادت و تبرک دینے کا	۴۴
۱۵۶	اسرار العشقیہ فی ذکر ارشادات الوارثیہ - تمہید	۴۵
۱۶۱	باب اول بیان نور	۴۶
۱۶۶	باب ددم - مشہد عشق	۴۷
۱۶۱	باب سوم ذات صفات اور صفات ذات ہو جاتی ہے	۴۸
۱۶۲	باب چہارم - حضرت آدم علیہ السلام کی آفرینش اور خلافت	۴۹
۱۶۴	باب پنجم - طور حضرت سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم	۵۰
۱۶۶	باب ششم - مفرجان	۵۱
۱۶۲	باب هفتم - خلافت حضرت ابو بکر صدیق بن مخیم اور تعلی عنه	۵۲

صفحہ	مضمون	نمبر شار
۱۸۹	ارشادات جو وقایا فوجا حضرت سلطان الاولیا کی زبان بیض ترجمان سے جاری ہے	۶۳
۲۲۸	درجات فقر	۶۴
۲۲۱	ذکر وفات حضرت آیات حضرت سلطان الاولیا	۶۵
۲۳۲	و اتفاقات وفات حضرت سلطان الاولیا	۶۶
۲۳۲	و اتفاقات وفات حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم	۶۷
۲۴۰	ذکر قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۶۸
۲۴۰	در بیان غسل و نماز جنازہ حضرت رسالتاً ب صلی اللہ علیہ وسلم	۶۹
۲۴۱	ذکر شرکائے غسل حضرت سلطان الاولیا	۷۰
۲۴۲	ذکر دربارہ کفن حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	۷۱
۲۵۳	پدیہ سلام بحضور حضرت سلطان الاولیا	۷۲
۲۵۶	نوحہ فراق حضرت سلطان الاولیا	۷۳
۲۵۹	در بیان سجادہ نشینی حضرت سید ابراہیم شاہ صاحب فوراً اللہ مرقدہ	۷۴
۲۶۷	ذکر سجادہ نشینی حضرت سید علی احمد شاہ عرف کلن میاں مدفیو پڑھہ	۷۵
۱۴۶	رسالہ علم ریسیا۔ ہمیسا۔ کیسیا۔ سیسیا	۷۶
۲۶۳	شجرہ مناجاتیہ قادریہ وارثیہ	۷۷
۲۶۸	صحیل نامہ کتاب جاگوہ وارث	۷۸
آخر	شجرہ نسب حضرت سلطان الاولیا	۷۹

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
اللَّهُمَّ إِنِّي أُوْصِيُكَ بِخُوبٍ عَلَيْهِ هُدًى مُرْسَلٍ

شَدَّادِهِ وَالْمَنَهُ كَمَا يُؤْتَ مُكَفَّلٍ
جَنَابِ حَكِيمٍ مُحَمَّدٍ صَفَرِ عَلَى صَاحِبِ دَارِثِ الْمُوسُومِ بِهِ

جلوه واث

مشتل برحالت فیض آیات مخزن بدیات نسبع کرامات
قدوة السالکین زبدۃ العارفین حضرت افظع حاجی سید
وارث علی شاه صاحب قدس سرہ الفرز

زیر اہتمام محمد احسان انجمن شیخ

مَطْبَعُ الْكَلْمَانِيَّةِ الْمُهَاجِرِيَّةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْدَهُ وَنَصْلَهُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

بعد حمد و شاد پر درود گار و درود سلام بر احمد مختار صلی اللہ علیہ و آله و آزادا جه و اصحابہ وسلم
پہ بندہ کمترین خلاائق ایسید وار حمت کرد گار عابز و مسکین عاشق وارث شفیع التذین
چیکم محمد صندر علی وار لیث بن شیخ سعادت علی عرف شیخ چسید ابن شیخ بہادر علی ساکن
موضع گردی تھیں نواب گنج ضلع بارہ بنکی وار دحال محلہ شیخا پورہ بہرا پ خاص غفارانہ
لرووالدیہ بخدمت جمیع صاحبان برادران اسلام پر مختصر رسالہ میلاد شریعت ممح حالات
اُس سمردار عالی وقار کے کہ جو پیارا ہے احمد مجتبی موصطفی صلی اللہ علیہ و آله و سلم کا
اور دوارا ہے حضرت علی عزیز کرم اللہ وجہ کا اور لاڈلا ہے حضرت فاطمۃ الزہرا
رضی اللہ عنہا کا اور انگھوں کا تارا ہے حضرات امام حسن و امام حسین علیہم السلام کا
یعنی صرایہ افتخار جاوہ ای وجلوہ نامے انوار رحمانی حاجی احریں الشرفین مرشدنا و پیدنا و مؤذنا
حضرت حاجی حافظ وار تعالیٰ شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیش کرتا ہے اور ناظرین سے ائمہ عارف ائمہ کہ
اگر کیس سرو خط پائیں قلم اصلاح سے فرادرست کر کے عاجز کو منون منت فرمائیں اور مورد
طعن و تشیع نہ فرمائیں بل مصدق اکابر انسان قریب مِنَ السَّخَّرَاءِ وَالْمُسْبَيَّانِ بِمِنْتَهَیِ

غلامہ مہبت آن ناظرین ۱۴ کرم کہ یک محوالہ بہیند و صد خطاب نہ شد

سماں اس

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَللَّهُمَّ وَاللَّهُ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِكَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
وَاهْلِ بَيْتِهِ وَآذُونَجِهِ وَاصْحَابِهِ الْاجْمَعِينَ وَسَلَّمَ

محمد پشم بر ایشان نیست	خدا را منتظرِ حمد نمایست
پریت ہم قاعدتی تو ان کرد	منا جاتے اگر باید بیان کرد
خدایا از تو نورِ مصطفیٰ را	محمد از تو عی خواهیم خورد

محب شان بعید برق ہے جس کا کوئی ہمتا و نظر نہیں۔ اسکی شان کیتاںی و بیشترالی
ہیں کسی کو مجال لفڑنہیں۔ جیسا کہ خود اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے قُلْ هُوَ
اَوْ سَهْدُ اللَّهُ اَكْبَرُ لَهُمْ يَكِيدُونَ لَكُمْ يُؤْكَلُونَ لَكُمْ يُغَيْرُونَ لَهُمْ يُنَاهَدُونَ
اَنْخَرَتْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے کہا کہ اپنے پروردگار کی تعریف بیان
فرمائیں کہ ایا وہ نقرہ یعنی چاند می یا طلا یعنی سونے سے بنائے یا اسوا اسکے جبقدر
اور اشیاء ہیں اُن سے۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے اُنحضرت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر
سورہ اخلاص نازل فرمایا کہ قُلْ هُوَ اللَّهُ اَحَدٌ یعنی اے محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
اپ کمیریجے کے میرا خدا تمام عالم کا خدا ہے اور وہ ایک ہے۔ اُس کا کوئی شرک نہیں

اور وہ اپنے ذات و صفات میں کوئی چیز نہیں رکھتا یعنی اندرا سکے کوئی چیز نہیں ہے
 اللہ الصَّدَقُ خدا ایک ہے وہی پشت و پناہ نیاز مندوں کا ہے۔ تمام عالم اُس کا
 محتاج ہے اور وہ کسی کا محتاج نہیں۔ بعض کا قول ہے کہ الصَّدَقُ کے معنی یہ ہے
 کہ اُس میں بوف نہیں ہے یعنی اندر اُسکے کا واؤک نہیں ہے نہ اسکا کھانے و پینے
 کی خواہش ہے کیونکہ اس جگہ اشارہ ہے ثبوت صفاتِ کمال کا۔ لم زل آخونک
 اشارہ ہے مجمع نقسان وزوال کا نصیب درویش کا یہ ہے کہ اختیار اپنے کو
 ساتھ صمد کے چھوڑے کہ تمام دنیا کو محتاج اُس کا معلوم کرے جیسا کہ جب تھی
 تھابے اختیار تھا۔ مولانا رومی فرماتے ہیں۔

بیہود راست ہوا بے اختیار	صد ہزار سال بودا ندر قطار
نیست رہ در بارگاہ کہ سیر یا	کے چنم در شرح جان زین منا
غاشقاں را نہ بہت دین نہستی	چیست مغربے فلک این شستی

لَمْ يَلِدْ یعنی کوئی اُس سے نہیں پیدا ہوا۔ وَلَمْ يُوْلَدْ اور نہ کسی سے وہ پیدا ہوا۔
 یعنی اپیشہ تھا اور راجیشہ رہیگا اور وہ قدیم ہے وہ حادث نہیں ہے۔ وَكَمْ يَكُونُ لَهُ
 كُفُوْ أَحَدٌ نہیں ہے اور نہ ہوا اے اور نہ ہو گا اندرا سکے کوئی۔ حدیث میں آیا
 کہ سورہ اخلاص اور ثلث قرآن کے ہی جو شخص ایک تہہ پٹھنے تو گویا این حصہ قرآن حکم کیا
 اور عین فہریں لئے لکھا ہو جیسا کہ یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اپنے پوروں کا کی
 تعریف میانے والے تھے تو خدا نے اپنے سوہ اخلاص نا زل فرمائی اور اسکے لئے کوئی یہ دلیل نظری حکم کی
 اور فرمایا قائل ہوں اللہ أَحَدٌ یعنی کہ میں مجھے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا ایک
 اس میں ایک کا دباؤ دتا ہے کیا۔ اور بعد کی نفی کی اور خدا کا پیگاہ و دیکھا ہو نہ ثابت کیا

اللہ تعالیٰ یعنی اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور بے احیا ج ہے۔ اسیں خداوند تعالیٰ
 کی جہانیت کی نفی ہے پھر لعَبِیلُ دَلْمَبُو لَدُ فِرَاکُر وَالدُّو لَدُ دُونُوں کی نفی فرانی
 پھر لَهَدَ کُنْ لَهَ لَکُفُوا اَحَدٌ اسیں جور و کی نفی فرمائی۔ جیسا کہ قرآن پاک کی ایک درسی
 آیہ کریمہ میں شریک باری کی نفی کی چنانچہ فرمایا ہے اللہ پاک نے تو کَانَ فِي هَمَاء الْأَرْضِ
 إِنَّا لِلَّهِ لَفَسَدَّاً تَآ اگر زمین و آسمان میں کی خدا ہوتے تو زمین و آسمان دونوں تباہ
 ہو جاتے۔ دلیل عقلیٰ وِإِلَّا اس آیت کے معانی کی صحت دلیل عقلیٰ طلب کرتا ہے
 اور اس امر کی صحت پر لفظ دلالت کرتے ہیں۔ اب دیکھئے حمد کے لائق وہ ذات سے
 کہ جنے اپنی ذات کو حیثیم اغیار سے پوشیدہ رکھا ہو اور اپنے حسن و جمال سے دیدۂ عقْلُكُو
 نامیانا بنا یا ہو۔ اور اپنی وحدانیت کو بذریعہ اپنے جیب کے مخلوق کو مطلع کیا کہ اے جیب
 بہرے نہ اپنی زبان سے مخلوق پر انہمار میری وحدانیت کا کر و بذریعہ سورہ خلاس کے
 اور پھر ظاہر کرو بذریعہ حدیث قدسی کے کُنْتُ لَكُنْزًا مَخْفِيًّا فَاجْبُتُ آنَ اُعْرَافَ
 فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ یعنی میں چھپا ہوا خزانہ تھا پس مجھے یہ خواہش ہوئی کہ میں چاہانا جاؤ
 پس اپنے جیب کے نور کو ظاہر کیا۔ کیونکہ آسمان و زمین و یہ جدہ ہزار عالم کا انہصار
 اسی نور سے کروں گا۔ اور ماں کی یہ جدہ ہزار عالم کا اپنے جیب صلے اللہ علیہ وسلم کو
 بناؤں گا اور پہلے اپنی وحدانیت اپنے جیب پر ظاہر کروں گا۔ تاکہ میرا جیب میری
 وحدانیت کو یہ جدہ ہزار عالم میں ظاہر کرے۔ اور جو قابلیت و قبولیت میری
 وحدانیت کی رکھتا ہو گا وہ میری وحدانیت و میرے جیب محمد مصطفیٰ صلے اللہ
 علیہ وسلم کو پہچان کر شید او فریضتہ ہو گا۔ مگر ہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے جیب کو
 اپنے نور سے پیدا کیا اور اندر ایک جاپ کے رکھا اور نام اُس نور کا احمد مجتبی ہے

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رکھا۔ اور اُسی نور پر خود فرنیقتہ ہوا اور فرمایا اے میرزا
 اللہ علیہ وسلم اگر نہ پیدا کرتا میں آپ کو تو ہرگز نہ بناتا زین و آسان و عرش و کرسی لے
 دے ستم و فرشتہ گان ملارا علی دابنیا داویا رواصفیا و علماء صلحاء و شهداء کو۔ اور اس
 واسطے یہ سب منظور ہوا کہ تم مجھے چپا نو اور تھاری ذات بابرکات سے میری مخلوق
 بمحکوم جان لیو سے۔ ان سب باتوں کا سبب عشق ہے کہ اگر نہ محبت ہوتی مجھکو اپنے
 تونہ اٹھا رہتا زین و آسان و سارِ عالم کا۔ پس معلوم ہوا کہ جو کچھ زین و آسان میں ہے
 وہ بسبب ذات والاصفات احمد مجتبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے۔ صحیح بخاری
 میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھسے فرمایا عمر نے جو شخص کے بیٹے ہیں اور
 انھوں نے کہا مجھسے فرمایا میرے باپ نے انھوں نے کہا مجھسے فرمایا اعمش نے انھوں نے
 فرمایا مجھسے جامع نے جو شادو کے بیٹے تھے ان سے فرمایا صحفوان نے وہ روایت
 کرتے ہیں عمران سے جو حسین کے بیٹے تھے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کَانَ اللَّهُ وَلَكُمْ كُلُّ شَيْءٍ عَيْدِرًا یعنی اللہ تعالیٰ تھا اور نہ تھی کوئی چیز سوار اسکے
 اے ایمان والواس حدیث کو خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز نہ تھی۔ اب
 سنو سبے پہلے اُس نے کیا بنایا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آول مالخلق
 اللَّهُ نُورٌ إِنَّ نُورَ اللَّهِ وَخَلْقَهُ مِنْ نُورٍ ای یعنی پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے
 بنایا وہ میرا نور تھا یعنی میں ہوں اور میرا نور اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے بنایا اور میرے
 نور سے کل مخلوق بنائی گئی جو کہ یہ جہا نہ را عالم ہے۔ اب سنو کہ اس حدیث سے
 معلوم ہوا کہ اللہ نے سبے پہلے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
 نور اپنے نور سے بنایا۔ اپنے نور سے بنائے کا یہ مطلب ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کا

سایہ ظاہر کیا اللہ کا نور جیسا تھا ویسا ہی رہ۔ ائمہ کا نور کچھ گھٹ نہیں گیا۔ ائمہ نے اپنی صفت کا نونہ انسان میں بھی رکھا ہے۔ انسان کا سایہ اور عکس آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے اور ایک ہال بھی گھٹ نہیں جاتا ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ائمہ کا پہلا سایہ ہے۔ یہ سایا پہلے نہ تھا۔ فقط ائمہ ہی تھا۔ اللہ نے اپنا پہلے سامنے ظاہر کیا اور اُس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا۔ تواب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب مخلوقات سے افضل و برتر ہیں۔ اب ثابت ہوا کہ آپ کی ذات تنہ ہے اور ہر دو جہان آپ کی فرع تو کیوں نہ فرمائے اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک ہیں۔ انَّ الَّذِي
يَسَّأَلُ عَوْنَكَ إِنَّمَا يُبَارِعُونَ اللَّهُ يَعْلَمُ أَمَّا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبُلُوكَ آپ سے یہ سمجھتے ہیں وہ بیعت کرتے ہیں مجھ سے۔ حدیث قدسی خلق تک منْ نُورٍ يٰ وَخَلَقْتُ الْخَلَقَ مِنْ نُورٍ لَّقَ يَعْلَمُ ائمَّةَ تَعَالَى لَئِنْ فَرَمَّاَكَهُ آپ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پیدا کیا ہیں نے تجھکو اپنے نور سے اور پیدا کیا خلق کو آپ کے نور سے۔ خلاصہ یہ کہ آپ عاشق ہوا اُس نور پر اور کامِ عالم کو شیدا کیا اور اُس نور کے جہنم نام احمد بنتی محجوب میں صلی اللہ علیہ وسلم و آیتِ المنْزَل و یا یہما المدثر قرار دیا اور کہا کہ ہبلا و نگاہ طریقہ اپنے ملنے کا۔ اسی وجہ سے کہ اقل ہی سے اُس نور کو اندر ایک بجا بس کے رکھا اس لئے کہ جبکہ ہبلا وسیں طریقہ اپنے ملنے کا اُس قت نک نہ آگاہ ہو محبوب میرا۔ اور جسم وقت منتظر ہو گا تو آگاہ کرو ہبلا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس طریقہ سے کہ جو میرے ملنے کا طریقہ ہے۔ اب شاش فراق نے شعلہ مارا اور اُبھر انfrac الفرق کی صدمہ المذہبی اُس وقت اُس نور یعنی اپنے محبوب ظاہر کرنے کا سامنہ کیا۔ اور یہ کہا کہ میں بھی دیکھوں اور اپنے مخلوق کو دیکھلوں تاکہ

اُس مخلوق کو معلوم ہو کہ یہی جدید ہیں امداد تعالیٰ کے اور یہی باعث ہیں نہ ہو خاتم کے
اب نہ ہیں لانے کا سامان یہ تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا کا البد بنایا اور انکی
پیشائی میں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جلوہ گر کیا پس خلعت تسلیم نور محمد بنی صلی اللہ
علیہ وسلم کا قامت والا بآسیادت حضرت حضرت آدم علیہ السلام پڑھیک ہوا۔ اور جامہ
تفویض ائمۃ احمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبدل آدم علیہ السلام پڑیبا ہوا اور
بعد درست ہونے قالب آدم علیہ السلام کے حق تجلی علانے روح کو اُس ہی خل
ہونے کا حکم فرمایا جس وقت شمع جمال بامال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشائی نورانی
حضرت آدم علیہ السلام میں دیکھانی الفور شل پر واثق کے مستانہ وار اُس قالب میں
اگر شرف و افتخار حاصل کیا اور اصلاحیاظاپنی لطافت و خیال کٹافت ظاہری
خاک حضرت آدم علیہ السلام کا نکیا۔ اُس وقت حضرت آدم علیہ السلام سر کو
بلند کرنے ہی کیا دیکھتے ہیں ساق عرش مجید پر کا الہ اکہ اللہ کل رسول اللہ
عملے امداد علیہ وسلم بخط نور لکھا ہے حضرت آدم علیہ السلام نے التماس کیا کہ باز خدا
یہ کو ن ساعت المقاوم ہے کہ نام نامی اُس کا بر ابر نام گرامی کے لکھا ہے۔ ندا ہوئی کہ لے
آدم علیہ السلام یہ محجوب میرا ہے اور خاتم النبیین اور پیشوائے مسلمین ہو۔ اور یہ
آدم علیہ السلام یہی محجوب میرا سبب طہور یہ را دریتیری اولاد کا ہو اکیوں کا نہ طہور اُس
محجوب کا بعد ختم کل اہمیاں کے کروں گا۔ اسی داسطے نام اُس کا خاتم النبیین و
شفیع المذنبین رکھا۔ اور جمال بامال اُسکے سے اپنے کو مسروک کروں گا۔ اور انکی
امت میں بڑے بڑے اولیاء اصفیاء والقیاء و اپدال و افتاد و علماء و صلحاء پیدا کروں گا
اور اُس کی اولاد میں بڑے بڑے درجہ کے طبیین و ظاہرین و صاحبین و شہداء ہوں گے

کہ اس درجہ کے کسی خاذان میں نہ ہونگے۔ بعدا سکے اپنے محبوب کو جا بے علحدہ کر کے بڑہ وصل سبنا دنگا۔ تاکہ وہ مجھے دیکھے اور میں اُسے دیکھوں۔ اور یہ کہونگا۔ عزل

لے مدد تھے مختار بنا یا پس نے رسے افضل شہر اپار بنا یا پس نے محرم واقف اسرار بنا یا پس نے عاصیوں کا تھے مختار بنا یا پس نے	تجھکو کوئین کا سردار بنایا یا پس نے شافع روزِ جزا فاسم آب کوڑ افسری دونوں جہاں کی ہو مبارک تک کو ہزمانے میں ہے گا تھے امت کا خال
---	---

اور وہ جس طریقہ سے جہاں کو دور کر کے مجھ تک آ دیگا وہی طریقہ اپنی اسرت کے ان لوگوں کو بتا دیگا کہ جو اسکی محبت میں شمار رواز خود رفتہ ہو گے۔ تاکہ وہ درجہ قبولیت نور احمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو چکر آتش عشقی محمدی ان کے دلوں پر شعلہ زدن ہو اور وہ لوگ پہ گئتے ہوں۔

ہر خطہ کھچا کرتا ہے ول سعیے محمد ہے بحدہ گھن و بشر کوئے محمد ہے پشم خدا سوئے گل روئے محمد بمحالے ہیں پھنے کوگ کوئے محمد مغور دیس ائی ہے خوشبوئے محمد ہے طاقی عبادوت ہیں اربوئے محمد	نہ سردار ہے گیسوئے محمد کیونکر نہ فلک سردار احمد پھر کائے گاہ انبوٹ میں کھلے پھول تو لاکھوں جنت میں نہ زدیا ہے دوزخ کے پری ہے شکست نفرت مجھے عنبرت نہیں کام کیوں کوئی وسیع میں کھلکھلے پھر س بخود
--	--

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ يَا أَمْرَيْلَكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَسَلَّمَ

خواصان بجا لوگ و محرمان اسرار لہما حلقہ لہا فلک لکھ لیوں بخیر فرمائیں

کہ تیجہ خلق نیں و آسمان و سماں پیدا شن جن و انس ذات خواجہ دو جہاں محبوب
 بس جانی ہے۔ اگر نقاش تقدیر صدقہ تصویر وجود محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نہ کھینچتا۔
 قلم ایجاد لوح مکملات پڑھنے لکھتا۔ اور تختہ بندی ہمپستانِ اسکان سے گل با تجمل ذات
 احمدی صلی اللہ علیہ وسلم مطلوب نہ ہوتا۔ کاشن اُرائے کاستان قدرت تختہ حدث
 پنجل آفریش نہ جاتا۔ اور اگر خورشید جمال مصطفوی مطلع قدم سے نورافشاں نہ ہوتا
 آفتاب و اہتاب منہظہ کردہ نیستی سے میدان وجود میں نہ دکھاتے اور
 اگر چراخ رسالت محفل شریعت میں صورت نائے شاہد وحدت نہ ہوتا۔ عرش و
 کرسی لوح و قلم عرشت سرائے ہستی میں پھرہ افروز نہ ہوتے۔ بلکہ کوتاں اماکن میں
 یعیان اور جواہر معدن میں شمال بیبل گاشن میں نالاں شمع انہن میں تاہاں تاکہ فلک
 سبیع خوار نہ ہوتے۔ پس ظہور عالم و دبدہ لَمَّا أَصْطَفَنَا اللَّهُ أَكْرَمَ صرف لطیفیں
 نور سید و الانب و ظہور روز و آنحضرت اللہ ابراہیم خلیل اللہ محض بکرت
 حضور اقی قلب ہے۔ اور اگر چہ ظہور افسر کا بعد ملائکہ اور تمام انبیاء و مصلیین کے ہوا
 گرد حقیقت وہی نور بے مقدم تھا۔ اس مقام پر ایک تختہ دیقش عارفانہ شیخ
 نجم الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے مرصاد العباد میں لکھا ہے کہ آفریش اس
 محبوب کی مثال شجر و ذات سید بشر انسان نہیں ہے۔ اور درخت لگانے سے غرض
 حصول بارور ہے۔ گوپل بیضاہر بعد درخت کے ہوتا ہے گرد حصل وہی شر
 یعنی نجم باعث و وجود شجر ہے۔ اگر نجم نہ ہو پیدا شن نہال محل ہو۔ اسی طرح اگر
 باعیان ابداع کو شجرہ امکان سے کمرہ ذات سرور بھی ادم منظور نہ ہوتا ہرگز
 جہنم بوستاں کوں و فاد کے نہ کرتا۔ چنانچہ خداوند عالم شان میں اپنے

جیب کے فرما آئے۔ لَوَّا كَلَمًا حَلَقَتْ هَلَافَلَوْكَ رِباعِي

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ	ہر جنپ کے آخر نبھو آمدہ
اسے ختم رسال قرب تعلیم دو رآمدہ	دیر آمدہ زر اہ دو رآمدہ

الصلوٰۃ والست لَهُ عَلیْکَ یا نَبِیِّ مُحَمَّدٍ حَلَقَ اللَّهُ عَلیْکَ وَاللَّهُ وَسَلَّمَ

روایت ہے۔ بالفاظ مفسرین و محدثین ثابت ہے کہ جب خلوت نشین خلوت کردہ
کائناں اللہ ولعیک مَعَهُ شَرْعٌ نے چاہا کہ نقاب اجھا بفات بے بدل صوف
کمال لم نزل سے دور کرے۔ اور ایک آئینہ خدا نامیتار کر کے اسیں جمال سما
و کمال صفائی دیکھے پس اپنے ہی نور بے کیفیتے ایک حصہ جدا کر کے بنظر محبت
دیکھا اُس نور پر چیخا فالمبہ اونی اور قطرات اُس سے مترشح ہوئے اور ان قطرات
سے ارواح انبیاء رواویا رواح ملکی و فلکی و حیوانی و روحانی و جمیع مکونات
علویہ و سفلیہ پیدا ہوئیں بعد ازاں اُس نور کو حکم ہوا کہ کُنْ تَحْدِلْ یعنی لے نور ہو تو
محمد۔ اُس نور کا السر و رہنے پر بیل ارشاد کن مثل ستون جھا ب عظیت تک
بلند ہو کر نہایت ارجمند چین ارادت زین طاحت پر رکھا سجدہ کیا اور پہ کلمہ
اَنْجَلِ اللَّهِ زبان اخلاق سے مشکلم ہوا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اسے نور میں سے صرف
عبادت کے لئے بھی پیدا کیا ہے۔ اور تیرا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم و خطاب
عبداللہ در کھا۔ اس مقام پر ایک نکتہ عارفانہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
خطاب کیم الدین اور حضرت علیؑ کا خطاب روزِ اندر کھا گیا اور محبوب رہب
العالمین کا خطاب عبد الدین بظاہر خطاب انبیاء موصوفین مغز و مکرم ہے بت
لقب صور عالم کے ہے۔ مگر بنظر مال دیکھئے تو اس خطاب سے افضلیت خاتم النبیا

صلے اللہ علیہ وسلم اور وہ پڑا ضعیف ہوتی ہے۔ اس لئے کہ بغیر اے ملظوظ
ایسیں کو نہ لائیں کہ لایم بدل دوں یعنی نہیں پیدا کیا ہے جن وانسان کو مگر صرف ڈاسٹے
عبادت کے۔ انضل تین مخلوقات وہ ہے کہ جو حق عبادت ادا کرنے پر نکر
غرض پیدا کیش جن وانش عبادت تھی اور ذات پاک حضرت سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم تجھے آفرینش پس غرض پیدا کیش یعنی عبادت تجھے آفرینش یعنی محمد صطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم سے بد رجہ کامل ادا ہوئی کہ خطاب عبد اللہ کا پایا اور دیگرانہیا
علیہ السلام حق عبادت جیسا کہ چاہئے ادا نہ کر سکے تو اس خطاب سے محروم ہے۔

الصَّلَوةُ فِي الْأَسْكَرِ كَمْ عَلَيْكَ يَا أَيُّهُنَّ صَلَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَامٌ

ردایت کی ابن عساکر نے کعب الاجرار سے کہ آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیث
علیہ السلام کو کہا کہ اسے بیٹے پیرے بود تم خلیفہ ہو۔ سو قائم رہیں یا بھی خلافت
ساختہ عمارت تقوی و عزوفہ و دلتنی کے۔ پس جب ذکر کرے تو اندر تعالیٰ کا تو
ذکر کرنا ساختہ اُسکے حیثیب محمد صطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ اس واسطے کہ میں نے
دیکھا ہے نام پاک آپکا لکھا ہوا ساقی عرش مجید پر۔ حالانکہ میں درمیان روح
اور مشیٰ کے تھا۔ پھر میں نے آسمانوں پر طوان کیا اپس آسمانوں پر آپکا نام لکھا
پایا۔ اور آسمانوں پر کوئی ایسی وجہ نہ دیکھی مگر یہ کہ دیکھا نام پاک محمد صطفیٰ صلے اللہ
علیہ وسلم کا لکھا ہوئے۔ اور البتہ بھیے اندر تعالیٰ نے بہشت میں جائے آسائش
دی چھترستول پر نام آپکا لکھا ہوا پایا۔ اور نہ دیکھا میں نے بہشت میں کوئی محل
اوہ نہ کوئی کوٹھری مگر یہ کہ پایا نام عبار ک حضرت محمد صطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم
لکھا ہوا اپسرا درج تھی میں نے دیکھا نام محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا لکھا ہوا سینور

شگرائیں دونگا بستے جو کچھ ہے پیرے ناک س

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جال تجھکو دوں ایاں بھی دوں جو کچھ تو مانگے اسکو دوں

اک بار سیاہے پھر تو کہاں دشمن مصطفیٰ

دیکھو عشق مجازی میں یہ کیفیت ہو جاتی ہے۔ شنوی میں مولانا روم فرماتے ہیں کہ لیلی خلیفہ کے دربار میں لائی جاتی ہے اور خلیفہ لیلی سے پوچھتا ہے۔ شنوی

گفت لیلی راخلیفہ کاں توئی اڑ گرخ بان تو افرؤں سیتی	گز تو مجنوں شد پر شیان غوی گفت خامشان تو مجنوں نیتی	ہر دو عالم بے خبر بودے ترا در طریقے عشق بیداری بدست
---	--	--

جاصل کلام یہ کہ لیلی سے خلیفہ نے پوچھا کہ وہ توہی ہے جس کیلئے مجنوون یعنی عقل کم کر دہ ہو گیا ہے۔ اور حسینوں سے تو کسی بات میں توزیادہ نہیں ہے پھر ہبھا بات ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ جب تو مجنوں نہیں تو خاموش ہی اگر تھکلو مجنوں کی آنکھوں میر ہوتی تو اس وقت دونوں عالم تیرے تر دیک بہ قدر معلوم ہوتے تھے میں اور مجنوں میں یہ فرق ہے کہ تو اپنی خود میں ہے اور مجنوں اپنی خود میں گذر گیا ہے۔ اس نے بھکو میر ہبھی خوبی کا اور اگ نہیں ہو سکتا اور مجنوں کو میرے سوا کسی پر نظر نہیں اس نے اُس نے اور اگ کر لیا اور طریقے عشق میں بیداری وہ شیاری پڑی بات ہے جس میں گھرت غیر اندلائیم ہے۔ پس جبکہ غیر اندلائی کا خیال دامنگیز ہو گا تو اندلائی کا خیال اور طلب اور اس طلب کا ذریعہ یعنی ال اندلائی تلاش اور پہنچان کہاں پیس رہو گی پس جبکہ دنیا کی محبت کا یہ حال ہے یعنی عشق مجازی کا تو عشق حقیقی کی کیا کیفیت ہو گی۔ کہ جس عشق کا کہ شرہ انسان کے دل میں اندلائی لے ڈال دیا ہے اُس کی کیفیت کے مثیل دیباںوں کے کوچھ گرد می و صحر انور دی کیا کرتا ہے یہ تو عوام کی حالت ہو۔ اور

جو خواص ہیں کہ جنکو اپنے حبیب اُنہیں ہم نہ سمجھتے مصلحت اللہ تعالیٰ و سلم کے نہ کو کب
 نظر لکھا ادا ہے وہ لوگ شب در در اسی مخلوقوں ہستے ہیں کہ ہم رفت و ہر فتح
 وہ شکل دل را میری لظوں سے جدا نہ ہو اور اسی کے فرقاً ہیں رخص تا بے
 انکل جائے ماؤں کو دنیا اپنہا کا خجال نہ دین کی خنزیر بھر ٹھوٹ غبفی کے اور انکی
 ہوا وہوس کو جدا کر دیا ہے۔ اگر باد ہے تو وہ شکل دل را کہ جبکا ذکر اللہ تعالیٰ ہے
 اپنے کلام میں کیا ہے اور اپنی مخلوق سے ہا کپڑ کر کے فرماتا ہے کہ جو مجھے مادر
 میرے جیسے چال رہا تو اس کا مقام دونخ ہے تو اے بچلہ مولازم ہے کہ محمد
 صطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور انہیں الہیت و عمرت و اصحاب کو جان دل سے
 پا درکتے رہو کر دیں یاد بخات یہی ہے کیونکہ ہر شام پر کلام پاک میں اللہ تعالیٰ
 اپنے جیسے یاد کرنے کے واسطے حکم دیا ہے۔ بدب یہ ہے کہ اپنے محبوب صلی
 اللہ علیہ وسلم کو ہر طریقہ پر خوش رکھنا چاہتا ہے۔ ویکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان
 اللہ و ملکی عکتہ یہ حصاؤں علی النبی یا یہا الدین امیں اصلوًا علیہ السلام و سلیمان
 سَلِّیْهَا هُنّی میں خود و دل کی چیز ہوں اپنے جیسے حبیب احمد فتحیہ محظوظ صطفیٰ اور علیہ السلام
 پر اور فرشتوں پر حکم کرنا ہوں کہ درود بھجو میرے جیسے حبیب پر تو اے ایمان والو
 کم کیوں غفلت کرتے ہو درود بھجئے رہو میرے جیسے حبیب پر۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک میری کل مخلوق سے میرا جیسے خوش نہ ہو گا ہرگز نہ
 داخل گزوں کا جلت میں۔ تو لوگ اپسی تدبر کر کہ خوش ہو جائے نبی تھارا تمہے
 کہ جیکی ذات پاک تے تم لوگ دنیا میں آئے اور اس کی امت میں داخل ہئے
 اور اس کے خوش گر لے کی تہ بیرون پہلا چکا ہوں تم لوگوں کو کلام پاک ہیں۔ اور

تمہارا بھی نعمت مکو تھا اپنے کلام سے۔ مگر انہوں نے بخفاہت کرتے ہو تو محبوب
محبت دنیا کے۔ اور ہمیں کہہ پکا ہوں کہ امّوں الکھڑا و آڈکھڑفتہ لیکن تم
بیہاں نہیں کرتے اور ہمیں پوچھتے ہوئی ہوئی نیند سے کہ بخفاہت کی نیندیں ٹپے
ہوئے ہو۔ دیکھو اللہ تعالیٰ قبل پیدا کرنے دنیا میں اپنے حبیب کے اور رانیا، کرام
اپنے حبیب کے اوصاف بیان فرماتا ہے۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْنَا رَحْمَةً وَعَلَيْنَا شَفَاءً اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

روایت ہو کتاب الحلیہ میں ابو قیم نے حضرت النّبیؐ سے کہ فرمایا جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وحی بھی حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کمیطرن
کہ کہد و بنی اسرائیل سے جو کوئی ملاقات کریں گا مجھ سے حالانکہ وہ منکر ہو گا احمد
صلی اللہ علیہ وسلم کا توہین داخل کروں گا اُس کو ووزن خیں کہا حضرت موعی سے
علیہ السلام نے اے رب میرے احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں جو اپدیا
افسوسل شافعہ نے کہ اے موسیٰ نہیں پیدا کیا ہیں نے کسی خلائق کو بزرگ تر اپنے
تر دیکھا احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ لکھا ہیں نے اُنکا نام اپنے نام کیا تھا
عرش پر گل اسٹنکے کر پیدا کروں آسمان و زمین کو۔ بیشک بہشت حرام ہے
میری تماہی نسلوق پر جوتا کہ نہ داخل ہوں اُسکے اندر احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور اُن کی امرت۔ عرض کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہ امرت اُن کی کوئی نہیں
فرمایا کہ وے رب بڑی حد کرتے رہنگے۔ وقت چڑھنے کے اوپنے پر اور وقت
اُترنے کے پنچھے کی طرف اور ہر حال پر اور باندھنگے ازاروں کو اپنے اور غوب
پاک کر سینگے اسخوں و پاؤں کو اپنے اور روزہ رکھنگے دنوں کو اور عبادات

کریں گے۔ اتوں کو میں قبول کر دنگا تھوڑا عمل اور داخل کر دنجا بہشت میں اُن کو میں
گواہی دینے سے لا الہ الا اللہ کے عرض کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداوند
مجھے بنی اُس امت کا کرنے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بنی اُس امت کا اُسی میں کا ہو گا
پھر عرض کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجھے کرنے امت میں اُس بنی کے۔
ارشاد ہوا موسیٰ سے تم پہلے پیدا ہوئے ہو۔ اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم تھکے بعد
پیدا ہو گئے مگر قریب اُو کہ اکھٹا کرو دنگا میں تکو اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
تو اے بھائیو کیوں غفلت میں پڑے ہو۔ از مے اس دنیا کو جھپوڑ کر اپنے بنی کی
محبت میں غلطان و پیچا ہو۔ اور شب ذ روز اُس کی یاد میں رہو تو اکہ راضی ہو
اللہ تعالیٰ تم سے۔ اور جگہ دنے تکو اللہ تعالیٰ جنت میں۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اسی طرح سے وہ نور پاک جو کہ اللہ تعالیٰ کا پہلا سایہ تھا اور جس کا نام احمد صلی
اللہ علیہ وسلم رکھا اور اپنا جنیب پڑایا اور اُسی جنیب کی ذات یعنی نور سے تمام
عالم پیدا کیا اور اُسی نور کو پیشانی حضرت آدم علیہ السلام میں رکھا۔ اور وہی فر
حضرت آدم علیہ السلام سے منتقل ہو کر حضرت شیش علیہ السلام میں آیا اور
حضرت شیش علیہ السلام سے حضرت نوح علیہ السلام میں داخل ہوا اور پھر
وزیر بارجہ منتقل ہوا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے حضرت اسماعیل علیہ
السلام بعد اُنکے نوبت پر نوبت حضرت عبد مناف سے حضرت ہاشم علیہ السلام
و حضرت ہاشم علیہ السلام سے حضرت عبد المطلب علیہ السلام اور حضرت عبد المطلب
علیہ السلام سے حضرت عبد اللہ علیہ السلام کے صلب میں داخل ہوا اکثر کی عنبر

اپنے اپنے مطلب کی درخواست حضرت عبد اللہ علیہ السلام سے کرنے لگیں جنت عبد المطلب علیہ السلام نے حضرت عبد اللہ علیہ السلام کا فکاح حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بنت وہب زبری کے ساتھ کر دیا۔ اور اسی شب کو وہ نور متبرک حضرت عبد اللہ علیہ السلام سے نشسل ہو کر حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کو مرحمت ہوا

ذکر ولادت

ارباب تواریخ سے منقول ہے کہ جس روز حضرت آمنہ خاتون حاملہ ہوئیں اُس رات کو تام عالم پر نور ہو گیا۔ جب ہمینہ رشیق الاول کا آیا حضرت بی بی آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کے دل میں عجوب طرح کی خوشی پیدا ہوئی۔ پارہ ہوئی رشیق شب کو نہ اُنی کہ ٹکڑا اُس لڑکے کی بشارت ہو چکی تھا بے بطن میں ہیں جب پیدا ہوں ناص مان کا احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم رکھنا۔ غیر نمل

آن وہ مطلوب کل وید العلام آنی گوہیں آن نور کسریا صل علی کا ہے نہور نهی ازل سے آنحضرت الور اصل علی نور سے جنکے منور ہیں ہیں فاسدہ ہم گنہ گاروں کے ما دا ہم کاروں گا جوش رسکے مولا سب کے آقا ہیں اللہ کے جنیں ادی اور طریقت سرور گون و بگان رحمت حق امت عاصی پی نازل گیوں نہ	آن وہ مقبول حق شان خدا آنے کوہیں سید گوہیں شاہ انبیا آنے کوہیں وہ نہور کن فکاں وہ حق نا آنے کوہیں وہ شہر درود کو خدا آنے کوہیں چین وہ شفیع عاصیاں روز خدا آنے کوہیں پیغمبر حسکے وہ دریا بجن ہم آنے کوہیں راز دان عرفت نور العدالت آنے کوہیں ای رحمت مصدد بیو دو سخاں لے کوہیں
---	--

آئیہ توحید عرفان بر ملا آنے کو ہیں پیشوائے مرسلان شاہ لوا آنے کو ہیں لچ پر دہ غیر بے جلوہ فضنا آنے کو ہیں	ہو وحش و طیزیں مژده کہ اب کلمہ پڑھو مج رہا ہے غافلہ دنوں جہاں میں یوں بھم عشق سب کو کیون ہو محبوب خالق تری
---	--

	ہوفنا اپنے میں ویکھو دیکھو لو اس کو عیاں وہ رخ انور جیب کبریا آنے کو ہیں
--	---

بارہویں تاریخ ربیع الاول روز دوشنبہ وقت صبح صادق جیب کبریا الحمد للہ
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطن اور سے فرش خاک کو منور فرمایا۔ اور حاشیہ کو
کوچہ گردی و صحراء نور دی میں بنتلا کیا۔

جیب کبریا صلی اللہ علیہ تشریف لاتی ہیں وہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ تشریف لاتی ہیں وہی بدر الدجی صلی اللہ علیہ تشریف لاتی ہیں وہی معینہ صلی اللہ علیہ تشریف لاتی ہیں وہی شمس الصنی صلی اللہ علیہ تشریف لاتی ہیں وہ دیکھو مہما قاصل علیہ تشریف لاتی ہیں	محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ تشریف لاتی ہیں کھڑا تنظیم کو ہوا صفا خلعت نہ کر اتنی مہر تاپاں ہو شرمندہ کہ جسکے روئے روشنی قرانے کو دو ڈکٹے کرے جسکی محبت میں کریمی خاک جسکے عیشو کی عاشق کے ہن کو مبارک ہاودیتا ہے صفا اہل محبت کو
---	---

سلام

اے شاعل سیل طریقت سلام ہو اے شہسوار عرصہ کثرت سلام ہو	اے نجت فلک تاج شریعت سلام ہو اے نجزن کنور حقیقت سلام ہو
نازل خدا کا تمپہ درود سلام ہو اے نور ذات حضرت عفار السلام	ہستی وہستی کا جہاں تک فیام ہو اے پیشوائے صادق الاقرار السلام

ابے عاصیوں کے قافلہ سالار اسلام | مصباح دیں خلاصہ ابرار اسلام

ہاں ذاتِ احمدیت کا جہاں تک بثات ہو

نازل خدا کا تمہرہ درود و سلام ہو

اَكْسَلُوَهُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ مُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

طفیلو ط حضرت نظام الدین اولیار رضی اللہ عنہ مسے راحتِ المحبین مولفہ حضرت امیر خرس و رحمۃ اللہ علیہ میں صفحہ ۲۶ پر منقول ہے کہ آپ کی والدہ تولد کے وقت تھا یہ دیکھا کہ مکان یک بیک نور ہو گیا۔ اور کل ملکوت زمین و آسمان کے سر جو ہوئے روایت ہے کہ اُس روز سیکڑوں بیو دی یہ دیکھ کر خینہ ایمان لائے۔ اوجس چھرہ میں آپ پیدا ہوئے تھے وہ اب تک موجود ہے۔ جو اُس میں داخل ہوتا ہے اُسکے جسم سے بوئے مشک و عنبر آتی ہے۔ اور اُسکے کپڑے سات دن تک معطر نہیں ہیں۔ یہ قول حضرت مجین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اور حضرت مجین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب تحریر فرماتے ہیں کہ جب عمر شریف آپ کی چار سال کی بیوی تو حضرت جہریل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ تم میرے حبیب احمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو علمی درہ لیجاؤ کر سینہ پے لکینہ کو خام آلات سے صاف کر کے مشک و عنبر ہشی سے پر گزرو۔ چنانچہ حضرت جہریل علیہ السلام نے ایسا ہی حضرت خواجہ مجین الدین نے تحریر فرمایا ہے کہ چاند و سورج کو جو نور دیا گیا ہے وہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے مقابل داہم رائی کے برابر ہی نہیں ہے حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ کون و مکان میں جتنے اشیاء ہیں ان سب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لکھا ہوا ہے اور انہیں

حکم ہے کہ تائیت نام مبارک آپ کا یقین رہیں۔ اور زمین و آسمان میں کوئی جگہ
ایسی نہیں ہے کہ جہاں آپ کا نام لکھا ہوانہ ہو۔ اور جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ اپنے چوپا کے ہمراہ سفریں جاتے تھے تو
حق تعالیٰ ابر کو حکم دیتا تھا کہ دھوپ سے آپ کو بچائے۔ اور سایہ کئے رکھئے اور آپ کا
یہ معجزہ تھا کہ جیسا آپ سامنے سے دیکھتے تھے ویسا ہی پشتے دیکھتے۔ اور بھی
آپ کا معجزہ تھا کہ آپ بیداری و خواب میں یکساں رہتے۔ اور آپ کی ایسی نبالي
شان تھی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر پیش تھیں اے محمد نبی پیدا کرنا تو زمین و آسمان
وساری مخلوقات کو بھی نہ پیدا کرنا۔ اور بر وز قیامت حق تعالیٰ وہی کہیا جو آپ کہنے
کے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جیب فرمایا اور محبت کا تقاضا بھی ہی ہے۔ اوز افراط حب کا
سبب بھی ہے۔ اور تحریر فرمایا کہ جب دن حضرت علیسی عالمیہ السلام نے مردہ کو زندہ
تو ان کو حکم دیا تھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک پڑھ کر مردہ پر
دم کرو حق تعالیٰ نے ان کے ہاتھ سے نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتے
مردہ کو زندہ کرایا۔

الصَّلَوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

کتاب روضۃ الواقفین میں تحریر ہے کہ ایک ہارڈنی تام منازل ریاضت
بسادی عیادت طے کیا اور بھر شہود میں مستقر ہو کر بوسیلہ برائی عشق معموقت
ملائکہ دارواج کو طے کرنا ہوا۔ مقام قرب میں پوچھا۔ اور عرض کیا کہ نبی محمدی صلحے
اول علیہ وسلم مجہر نظاہر کر جواب آیا کہ اسے عارف روحانیت امام علیہ می
عالم پرہم نے ظاہر کیا۔ اور خوف بسی وجہائے موتی ہماری درافت مسوبت

وَقَالَ النَّصَارَىٰ الْمُسِيَّحُ بْنُ اللَّهِ يَعْنِي نَصَارَىٰ لَئِنْ أُسْكُو فَرَزْنَدْ هَارَا قَارَوْيَا.
 اگر جمال رسالت احمدی صلی اللہ علیہ وسلم و کمال جلالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
 عالم پر ظاہر کروں تو تمام اموات خلقت پہنیں شجر و جگر گویا ہوں ملک و فلک کو
 قرار نہ ہے۔ زمرہ بنی آدم بلکہ عالم محمد پرست ہو جاوے۔ پس یہی مناسبے کہ ہنوز
 کمال روحانیت و جمال نورانیت پر دہ بشریت میں پوشیدہ رکھے کہ قتل
 ائمَّاً آنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ نہیں ہوں مگر شہر مثل تھا رے۔ لیکن جب قیامت ہوا و
 اسرار پوشیدہ ظاہر ہوں تب آفتاب جمال احمدی صلی اللہ علیہ وسلم مطلع بری
 روشن کریں تاکہ تمام عالم جانے کریے کون تھا اور مقصود ایجاد ہیجده نہار عالم سے
 کیا تھا۔ مثنوی

حکمت از ایجاد دو عالم چہ بود	تَحْمِيدَ رَأْكَنَدَ الْهَمَارِ بُودَ
گرنہ کہ نورش زقدم فاشتی	زَآدَمَ عَالَمَ شَارَ كَيَا فَتَى

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَكَ مَدْنَبَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 یہاں تک ذکر میلا دہنوی میں پیدائش نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم و پیدائش بردو
 جہان کی اقوال و کتب ہائے متداولہ سے تحریر کیا گیا۔ اب کتاب رسم حظہ
 اقوال شیخ عبد القادر جیلانی مشینا اللہ تحریر کرتا ہوں۔ ثوہ رسالت یار ب آئی
 شیعی حلقہ المکاریہ کہ مُنْ تُورِ کا لِلْإِنْسَانِ وَخَلَقَتْ لِلْإِنْسَانَ مِنْ لَبُؤْرِی
 ذائقی پس سوال کیا میں نے کہ کس چیز سے پیدا کیا تو نے اسے پروردگار میرے
 فرشتوں کو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ پیدا کیا میں نے فرشتوں کو نور انسان سے
 اور انسان کو نور ذات اپنے سے۔ اے عزیز حضرت سلطان الابیانے فرمایا

اَوْلَى مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورٌ وَرُوحٌ وَسَقْلٌ وَخُلُقٌ اِنَّا مِنْ نُورٍ اَنَّهُ دَانُوْمُسْنُونَ هُنْ
 نُورٌ مُّبِينٌ اُوْرُجِصْ جَلْهُ دَانُخُلُقُ مُرْتَبْ دارد ہے۔ اے عزیز اول جو چیز پیدا ہوئی وہ نور
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ یہی نور روح ہے اور یہی نور کل کا مصدر ہے۔ کہ
 لَوْكَاتَ لَمَا خَلَقْتُكُمْ لَكُمْ ذَلِكَ کُنْیَہ ہے اُسی از سے کہ پیدا کیا تام م موجودات کو
 تیرے نور سے یعنی اے محمد اگر نہ پیدا کرنا بھکو تو یہ موجودات جو تو دیکھتا ہے ہرگز
 ظہور ہیں نہ آتا۔ لَوْكَاتَ لَمَا خَلَقْتُكُمْ یعنی جو کچھ موجود ہے تیرے وجود سے
 پیدا ہوا وجود سے مراد ذات کے ہے یعنی تیرے اسی سبب کے یہ عالم پیدا کیا۔ بلکہ ظہور
 خدا میں میرے کا تیرے ہی نور سے ہے۔ لَوْكَاتَ لَمَا ظَهَرَتُ الرَّبُّ بُرْبُرَتْ پہ اشارہ ہے
 اُسی نور سے یعنی تام موجودات تھائے نور سے ظاہر ہوئی۔ اے عزیز جو نور انہ
 تعالیٰ نے ظاہر کیا اور اُس کا تام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا بلا میسم مخفی اُسکے یہی ہیں
 اس مقام پہ اشارہ مرتبہ حقیقت کا ہے۔ یعنی اپنے نور کو ظاہر کر کے دکھلانے کا۔
 پس انسان اکمل سے مراد احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ جملہ موجودات فرشتہ وغیرہ
 اُسی انسان اکمل کے نور سے ہوتی۔ جیسا کہ بزرگان دین نے تفسیر نور محمدی کی کہ
 اور جملہ موجودات اور موجودات کی پیدائش نور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرمائی
 پہ اشارہ انہ تعالیٰ کے محبوب کی طرف ہے۔ کہ جبکو انہ تعالیٰ نے جیب کر کے پکاڑ
 اور اُسی محبوب کے شان میں لفظ انسان کامل کا آیا ہے۔ اس وجہ سے انہ تعالیٰ نے
 فرمایا کہ فرشتہ ہے نور سے پیدا کیا اور تکو اپنے نور سے ظاہر کیا۔ نافرمان
 وَسَأَلَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنِّي جَعَلْتُ لِلْإِنْسَانَ مُطْبَعَتِي وَجَعَلْتُ سَارِئَتِهِ كَوَافِرَتِ
 مُطْبَعَتِ الْإِنْسَانُ یعنی اے غوث بزرگ میں نے انسان کو اپنا فراں بردار بنا

اور باقی کل سب شیا کو فرماں بردار انسان کا کیا۔ انسان مامور و محاکوم میرے ہے اور کل جہاں مامور و محاکوم انسان کا ہے۔ انسان امیر ہے و باقی اکو ان مامور۔ انسان حاکم اور تمام جہاں محاکوم ہے۔ کہ **إِنَّ اللَّهَ وَلَا إِنْسَانٌ يُلْكِمُ اللَّهَ فِي الْأَرْضِ**
اور نسبت انسان کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **إِنَّ جَاءَكُلُّ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً** قطعہ

نہ بخود سے ملا گا کہ نہ آدم	کہ نور پاک در دے بود عزم
اگر این سمجھتے دانستے عزیز اذیل	ہزار اس سجدہ آور دے دادم

اسے عزیز عالم کبرا میں حق سے بجانہ تعالیٰ اتنہ ایک شخص کے ہے اور انسان مانند سایہ کے جیسا کہ سایہ کو جنبش و سکون و قیام و قعود خود بخود نہیں ہے بخیز حرکت کسی شے کے ایسے ہی انسان کو بھی حرکت و سکون و قیام و قعود بخیز حرکت حق بجانہ تعالیٰ کے نہیں۔ کیونکہ انسان مثل سایہ کے ہے کسی چیز پر قادر نہیں ہے۔ اور قدرت ظاہری جو کہ انسان میں موجود ہے یہ عظیمہ بلکہ حکم حضرت حق بجانہ تعالیٰ کا ہے۔ **هُوَ الْحَقُّ الْعَقِيمُ كَمَا تَحْكُمُ شَيْئًا لَا يَبْدُونَ اللَّهُ جُو کہ اور پھر یہ ہوا ہے اسکے بھی وہی معنی ہیں۔**

پھول تو دانستے کہ ظلکستی	فاغنگ مردمی و گریستی
--------------------------	----------------------

اسے عزیز فرماں برداروں سے کہہ دے کہ کسی چیز سے مخالفت نہ اوجیسا کہ سایہ بھی وجوہ مطیع و فرماں بردار انسان کا ہے اور کسی وجوہ سے وہ مخالفت نہیں کر سکتا۔ اسی طرح انسان حضرت حق بجانہ تعالیٰ سے مخالفت نہیں ہو سکتا اسے عزیز اب تو دریافت کر کر راز و خطاب حضرت حق بجانہ کا ہے یا حضرت محبوب کا کیونکہ انسان اکمل کون انسان اکمل وہی نور جسکو پیس نے ظاہر کے

نام احمد مجتبی و محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رکھا اور قیام و قعد و سکون و حرکت تیرا
 ببب پرے ہے تو مجھسے کسی وجہ سے مخالفت نہیں کر سکتا نہ گفتاریں اور
 نہ کرداریں نہ احوال میں یعنی فرماناتیرا عین فرمانا میرا ہے اور حسبقدر کام تیرے ہیں
 سب پرے حکم سے ہیں۔ اسی بدبے جملہ اکوان د جہان فرمان برداشتیرا ہے۔
 اب تو میرے حکم کی وجہ سے ہر کام پر قادر ہے جو چاہے سو کرے۔ اے عزیز
 کس وجہ سے تو اپنے فعل پر قادر ہوا کہ جو تیرا فعل ہے وہ میرا حکم ہے۔ اسی طبقہ
 پر کہ مجھسے میں نے تمام عالم کو پیدا کیا اب جو تمام عالم کا فعل ہے وہ تیرا حکم ہے
 اسی طرح پر تو میرا محکوم ہے اور میں تیرا حاکم اور تمام عالم تیرا محکوم اور تو تمام عالم کا
 حاکم۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ تیری حکومت تمام عالم پر ہے صحیح ہے۔ مگر کل جہان کا
 حاکم ہیں ہوں۔ اور تمام جہان محکوم میرا ہے۔ ایسا ہی بخوبی میں نے تمام جہان کا
 حاکم بنایا اور تمام عالم کو تیرا محکوم۔ یا شوہدُ الْكَعْظَمِ نَعْمَلُ الطَّالِبُ آنَا وَنَعْمَمُ
 الْمَطَلُوبُ الْإِنْسَانَ وَنَعْمَمُ التَّالِبَ الْإِنْسَانَ وَنَعْمَمُ الْمَرْكُوبَ لَهُ سَارِعُ
 الْمَكُوبَ اے غوث بزرگ کیا اچھا ہیں طالب ہوں اپنے مطلوب کا اور کیا اچھا
 مطلوب جو انسان اکمل ہے وہی انسان اکمل میرا مطلوب ہو اور اُسی کا کیا
 اچھا فرکب تمام مخلوق ہے۔ کیونکہ میں نے احمد مجتبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو
 اپنے نور خاص سے پیدا کیا اور میں طالب ہوں اُسی مطلوب کا جسکے باعث
 تمام عالم ظاہر ہوا۔ اسی وجہ سے وہ رکب ہو اور تمام عالم اُس کا مرکوب ہے۔
 اے عزیز کیا اچھا ناز ہے مطلوب کا یعنی انسان اکمل کا اور اچھا ناز یا نی
 شوق و ذوق عاشق کا ہے کہ جب تکے ذوق و شوق میں تازیاں کرتا ہو ایسی نی

ذو رتا ہوا کیا اچھا فرمان دزمیان طالب و مطلوب کے رکھا کہ نیکو طالب منعم نہیں کو
مطلوب انسان اکمل۔ اسے عزیز دریافت کر کہ اگر حق سبحانہ تعالیٰ صورت محمدی و
لاراحمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر عاشق نہ ہوتا تو یہ فرمان دزمیان میں کیوں رکھتا کہ
یحییہ و محبوبتہ اور حکم کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ مُتُلِّ اُن کُنْدُجُنْجُونَ
اللهَ قَاتِئُعُوْنِي يَحِيَّكُمُ اللَّهُ اسے عزیز یہ خطاب طرف محبوب کے ہے اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا اچھا طالب ہوں تیرا۔ اور تو کیا
اچھا مطلوب ہے تیرا۔ اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا اچھا تو طالب ہوتا بعان کا
کہ جس قدر تیرے تابعان ہیں وہ سب تیرے مطلوب ہیں۔ بیت

عاشقان ہر چنپ مثاق جہاں ولبِ انہ	دلہرائی بر عاشقان از عاشقان عاشق نہ
عشق می سازد محبت حسن می نازد عشق	لکے آئے زیں دوستی عاشق یک دیگر نہ

گریبیتِ حصل سے ہے۔ اگر تحقیق نظر کرے تو خود طالب و مطلوب وہ خود
عاشق و خود عشوق ہے۔

پس جبکہ حضرت سرور کائنات خلاصہ موجودات سفیر مخاوات صاحب
قابل قوسین او ادنیٰ احمد مجتبیؑ محمد صطفیؑ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مژده لوكاں
لَهَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ كَاسْتَنْكَرْ حديث قدسی آنامِ نُورِ اللَّهِ وَالْخَلْقُ مِنْ
نُورِیؑ کی نوید طالبان دیدار کو حکم بخُن افراَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرْبَدِ سنا کرو
تحقیقت معنوی کی باطن میں حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ کے ظاہر ہو کر فرمایا کہ مانزیدہ

سلہ بر حدیث را دیت کر وہند ترددی وزعماً و عران بن حصین کرسول اللہ صلی اللہ علیہ و مسلم فرمودیجی پنجوں بیہ
از علیؓ نوبت تکرار دین لفظ کرد، لفظ بدرستیکار علی از من و من از وے ام داد دانی ہر ہون است

بعد از من۔ صراحت محدث صنفی ۱۶۷۳ھ - ۱۲

من علی انا علی ما منی و انا منہ وہ وہ ولی کل موسن بعد اسی و انا مدینۃ العلم و
علی بابها اور فرمایا من اراد العلم فاصل علم فلیات الباب پھر فرمایا انا دارالعلم و
علی بابها تعلیم سیم سے ہدایت مستقیم کی فراکر حیات النبی کام تمیہ اپنی ذات یعنی نور و
نور کے جو سایہ تھا حق بیانہ و تعالیٰ کا تحقیق کر کے قائم کر لیا۔ اور خطاب منسلا ف
علی طریقی فھو الی اور لقب علامے امتی کا بنیائی بنی اسرائیل کا نبیت
جملہ صحابہ عظام و اولیاء کرام و علماء شریعت و طریقت کے مختص فراکر مرشدی
و مترشدی یعنی پیری و مریدی کا کوبہ ہدایت انَّ الدِّيْنَ يَعْبُدُهُ اللَّهُ يَدُ اللَّهِ
نَوْقَ أَيْنَ يُهْمَدُ وَجْهُكُمْ وَابْتَغُوا لِلَّهِ الْوَسِيلَةَ کے تایوم القیام جاری کیا اور ہر
ایک کو حصہ دولت عرفان و مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ کا بوجب وحدت
وَاللَّهُ كَأَيْضِيهِمْ أَجْرًا لِحُسْنِيَّاتِنَّ کے علی الدوام عطا فرمایا۔ اب وہی حضرات پا بر کات
ناہجان مسلح شریعت و سالکان سالک طریقت و متزل رسیدگان ولایت
سرفت عارفان حقیقت و نفعیت یافتگان ایا لَكَ نَعِيدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ و
خصوصیت واران وَاللَّهُ يَخْتَصُ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمُ و
ما جدار ان خلعت وَلَكُمْ لُؤْلُؤٌ كُوئی شیع منَ الْخُوفُ وَالْجُوعُ وَنَقْصٌ مَنْ أَمْوَالٍ وَ
أَكْنَفِسٌ وَالثِّرَاثُ وَبَتِّرِ الصَّابِرِينَ الدَّنَّى وَاقِمْتْ وَزِيدْ گان یا کیا ہے

صلوٰہ حدیث نعمہ مردیست برداشتہ بزار و طبرانی دراوسط از جابر بن عبد الرحمن و برداشت طبرانی و حاکم و مذہب
در ضوف اور ابن عدی از ابن عمر و حاکم و نزدی از امیر المؤمنین علی یعنی ائمہ عنہ کے گفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم انا مدینۃ العلم و علی بابها من بنیہ علم و علمی نے اوست و در دادیت و گیرا مدد کہ فرمود من اراد العلم
فلیات الباب ہر خواہ علم اید کراز در در آمد و در دادیت دیگر نزد علی نزدی انا امیر المؤمنین علیہ مروی است کہ رسول
اللہ فرمود انا دارالحكمة و علی بابها منہم احکمہت و علی در آں۔ دیوان عن محمد ابن جعفر کی صفحہ ۱۳-۲۰۰

الَّذِينَ أَمْنَوْا سُلَيْمَانُ بِالصَّبْرِ وَالصَّلْوةِ طَرَانَ اللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ خَطَا بِدَارَانَ
 وَإِنْ كَانَتْ لَكَيْرَةً لَهَا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ مِنْهُمْ مَنْصَبٌ يَا فَنَگَانَ وَمِنَ النَّاسِ
 مَنْ يَتَخَذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ وَمَنْ كَحِبَّ اللَّهُ وَپَسِيرَزْ كَارَانَ
 وَمَا أَهْلَبَهُ لِغَيْرِ اللَّهِ مُشَتَّاقَانَ وَعِدَهُ الَّذِينَ يَظْنُونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُوا
 رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ خَاصَانْ خَصَوصِيتَ فَادْكُرُوا فِي آدَكُوكُمْ
 وَأَشْكُرُوا إِلَيْهِ وَلَا تَكُفُّوْنَ بِهِرَهْ مِنْ دَارِ بُوْتِي الْحِكْمَةِ مَنْ بَشَاءَ وَمَنْ
 يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقُدُّلَ أُوتَى خَاتِرًا كِثَيْرًا وَمَا يَذَّكَرُ إِلَّا أُولَئِكَ الْمُبَاهِيْنَ
 تَارِكَانَ شُوكَتْ وَجَاهَ زُرِّيْنَ لِلنَّاسِ حَبَّ الشَّهْقَ اِتِّيَامَ النِّسَاءِ وَالْمُبَاهِيْنَ
 وَالْقَنَاطِيرُ الْمُقْنَطِرُ لِمِنَ الدَّاهِبِ وَالْفَضْلَةِ وَالْخَيْلِ الْمُسُومَةِ وَالْأَكْلَاعَمَ
 وَالْأَسْرَى بِذَلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدَّاهِيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَأْبِرِ قُلْ أَعْلَمُكُمْ
 صَدَرَشِينَ مُجْلِسٌ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَيْئِلِ اللَّهِ لَا سُتَّ طَبِيعُونَ
 ضَرِّيَا فِي كَارِضٍ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ مَا عَنِيَاءَ مِنَ الْعَفْفِ تَعْرِفُهُمْ
 دِسِيَّهَا هُمْ لَا يَسْعَلُونَ النَّاسَ إِلَحَافًا تَاجِدارَانْ مُحْفَلَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَ
 اَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَخَلَصُوا دِيْنَهُمْ بِاللَّهِ فَأَوْلَئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ
 وَسَوْفَ يَوْتِي اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا وَسَيْلَهُ بَارِيَانَ قُلْ إِنَّمِنِي
 يُحِبُّونَ اللَّهَ فَإِنَّمِنِي يُحِبُّكُمُ اللَّهُ وَظِيفَهُ بِرْ كَرِيدَگَانَ وَكُنْدُمْ حِبْرَ أَمْمَةٍ
 اَخْرَجَتِ اللَّهُنَّاسَ تَامِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُوْمِنُونَ
 بِاللَّهِ لِأَفْضَلِ الْفَضْلِا اَوْلَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتُهُمْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةُ وَأَوْلَئِكَ هُمْ
 الْمُهْتَدِونَ كَمَلَ كَمَلًا وَمَا حَلَقْتُ اِلْحَنَ وَالْاِدَسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

تفہیم آیات قرآنی مذکورہ بالا۔ ریاتِ کعبہ (تفہیم مولانا یعقوب چرنی جنت الدین علیہ) یعنی اے بندوں یہ تھم سب کو کہ تم تیری ہی بندگی کرتے ہیں۔ بہت اہل معرفت کہا ہے کہ عبادت کے مراد ہم تن مشغول رہنا ہے۔ یعنی قلب کا شغل خدمت ہے۔

ہر کہ خود را دیدا و محروم شد	ہر کہ خود را دیدا و محروم شد
------------------------------	------------------------------

اور زبان کا شغل مدع سوالی ہے اور لفظ کعبہ عبادت کے ہے یعنی عارفون نے کہا ہے کہ بندہ کو چاہئے کہ اپنے عضو کو یاد آئی تے متھک رکھے جیسا کہ اپر کھا گیا ہے دل کو معرفت کے۔ آنکہ کوشش اسے نفس کو عبادت کے۔ زبان کو مجھ شاغل رکھے۔ ریاتِ کعبہ و نونوں الفاظ عبادت و عبودیت ہیں۔ عبادت کے مراد بندگی کرنا۔ اور عبودیت کے بندہ رہنا۔ جیسا کہ کہا گیا ہے ویسا ہی ہونا چاہئے یعنی قیرا بندہ رہوں میں۔ اسکی شرح یہ ہے کہ قیرے بندہ ہونے کا کام کروں میں جیسا کہ مال کی زکوٰۃ اور صد قم دینا عبادت ہے۔ اور اگر کوئی ظلم کر کے کسی کا مال لے لیوے اور وہ شخص راضی برضا ہے تو پیر عبودیت ہے عبودیت کے بھتے درجے ہیں مثلاً اسکے حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی شخص ظلم کر کے کسی کا مال ایک درہم لے لیوے۔ اور وہ بندہ راضی برضا ہو کے خاموش رہے تو تین لاکھ درہم از خود دیئے سے بہتر ہے۔ تو معاوم ہوا کہ عبودیت کے مراد بندہ ہونا ہے اور بندہ کا فرض یہیں راضی برضا رہنا ہے۔

بندہ وہی ہے خوب بتوابعت قدم ہے	انفس یحیا کی حکومت میں کمر ہے
--------------------------------	-------------------------------

اور علما رظاہر فرماتے ہیں کہ تم عبادت کرو ماکہ موت نصیب ہو موت بجائے خود

ایک نعمت دوست لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہنی آدم گھنٹا رہے اور فراز ہے
بنات ہو۔ علمائے بالمن فراتے ہیں کہ تم عبادت کرو تاکہ تھیں اپنیں کامیاب
نصیب ہو۔ وَاعْبُدْ رَبِّكُتْ سَعْتَنِي يَا تَيَّاكَ الْيَقِيْنُ اور جب تم بندہ اور تو
رضاءً وَسِلِيمٍ پر تکوہ رہنا چاہئے۔ جو کچھ تھا اے ساتھ حق تعالیٰ کرنے خواہ وہ تھا کے
لئے بہتر ہو یا بدتر ہے

بادو قبلہ در و توحید توں رفت رست
یار خدا نے دوست باید یا ہوئے ہویشن

قرولطف بہ نجائب حق ہیں دونوں کو یکساں جانے فردو

عاشقمر بر قهر لطفش محبد	لے عجب من هاشق ایں ہر دو خدم
-------------------------	------------------------------

مشیخ محقق خاوند سعید رحمۃ اللہ علیہ کابلی فراتے ہیں۔ اشعار

گر مل دوز فی بسوز دخاکساری گو بسوز	در مراجعت نباشد بستان گومباش
من سگ اصحاب کنغم بر مردالی یحیم	گر دہر در منی گارم استخوان گومباش
و مقام ذات مطلق کی محبت کا ہے بیجو دیت مقام قضا پر راضی ہئے کانام ہو	
اگر کمال طلب میکنی پو کارافتاد میں قضا عمر کنی در رضا کرو در بقضا	
چون و چرا کو چھوڑ دو تاکہ بندہ ہونے کافی حاصل ہو جائے سُبْحَانَ اللَّهِ	
اسٹری بعید لا اشارہ اسی کی بیرون ہے کرامت کا تاج اور امامت کی خلعت	
اسی کے باعث وجود محرود نہ لی کہ یا عبادی لاخوف علیکم الیوم و لکھ	
ان شمیم تجزیون فصلیت یا فتنگان و تایاک سنت عین اور اے اللہ مجھی	
سے میں یاری چاہتا ہوں و بس وال حصہ مستفادہ من التقدیر یہ ای نسی	

لَكَ أَنْ بَخْلَنَا عَابِدِيْنَ لَكَ كَانَ نَعَّا يُنْكَ يُبَشِّي اَسَے اَسْعَدِيْنَ عَيْنَ الْيَقِيْنِ طَلَبَ
کرتا ہوں میں تجھسے جیسا کہ علم الیقین دیا تو نے عابدین کو ویسا ہی عین الیقین تک

پروچاہ محفکو طبیت

گوش دلالت و چشم اہل صال	چشم صاحب حال گوش استاہل قال
دانش از علمت بقین از سخن	پختگی چوں در بقین منزل کن

یعنی مقام علم الیقین پر قیام مست کرا و عین الیقین کو طلب کریت

تاسوری نیست آں عین الیقین گریقین خواہی تو درک تشذیب

یا اللہ مجھکو وہ آنکھ دے کے ہر وقت جال تیرا دیکھوں۔

ذکر شیخ نہمان نوری رحمۃ اللہ علیہ ایک وقت نماز مغرب میں امام تھے جب
ایاں نعمد و ایاں نستعین پڑھا اُس وقت ایک نعرہ مارا اور بیوشن ہو گئے
اور گر پڑے۔ جس وقت ہوش آپ مقتدیوں نے کہا کہ اے شیخ یہ کیا حال آپ کا
ہوا شخ نے فرمایا کہ جب میں نے ایاں نعمد و ایاں نستعین پڑھا تو مجھے
خوف معلوم ہوا کہ کوئی مجھسے کہتا ہے کہ تو میری سندگی کرتا ہے اور مجھسے یاری
بھی طلب کرتا ہے اور بوقت بیماری طبیب سے دار و چاہتا ہے اور سلطان سے
یاری کا خواستہ گار ہوتا ہے یہ کیوں دروغ گوئی کرتا ہے۔ اہل دنیا الضرط
المُسْتَقِيمُ وَكُلُّاً مُحْكُمٌ رَاهٌ سیدھی یعنی پامداری دے مجھکو اور پر اُس را کے
جو وکھلا یا تو نے۔

قول حضرت علی مرضی کرم اللہ و جہہ قال الْأَمْرُ الْقُسْرِيُّ رَحِيمٌ اللَّهُ عَلَيْهِ
إِهْدِنَا أَمْسَى إِهْدِنَا إِلَيْكَ وَاجْعَلْ إِفْكَ الْنَّاسِ عَلَيْكَ وَكُنْ تَنْذِلْكَ دَلِيلَنَا وَ

یَسِيرٌ لِكُلِّ فَسِيرٍ کا یعنی وہ راہ و کھلا مجھکو کہ جن سے مشاہدہ ہو اور جمال اپنا دکھلا
 اور مرت پھیر اپنے جمال دکھلانے کی راہ سے اور مت پھیر میرے اقبال کو درگاہ
 جلال اپنے سے۔ اور کہ مجھکو وسیل پر اور آسان کر مجھکو اور پر راہ کے وَقَالَ
 عَمَاءُ الْمَعَانِي وَالْبَيَانُ الْمَرَادُ بِالصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ دِينُ الْأَسْلَامُ عَلَى طَرِيقِ
 الْأَسْتِعْارَةِ الْمَعْرُوفَةِ الْأَسْتِقَامَةِ الْأَقْوَالِ وَالْأَفْعَالِ وَالْأَحْوَالِ وَقَالَ
 سَيِّدُ الْطَائِفَةِ جَنِيدُ رَحْمَةِ اللَّهِ عَلَيْهِ كَنْ طَالِبُ الْأَسْتِقَامَةِ وَلَا تَكُونُ طَالِبُ
 الْكَرَامَةِ فَإِنَّ الرَّبَّ تَعَالَى يَطْلُبُ الْأَسْتِقَامَةَ لِقَوْلِهِ تَعَالَى فَاسْتَقِمْ كَمَا أَمَرَ
 وَالْبَنْفُسِ يَطْلُبُ الْكَرَامَةَ اسْتِقَامَةً ظَاهِرَهُ رِعَايَتُ حَدَّ وَشَرِيعَهُ هُنْ اُدْرِتَقَاتُ
 بِأَطْهَافِهِ مَاسِوًا الْمُدَرَّبُ هُنْ كَمَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبِّنَا اللَّهُ ثُمَّ أَسْتَقَامُوا فَكَلَّا
 خَوْفُ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَخْزُنُونَ ۝ ۝ ۝ مُرْدَةٌ عَظِيمٌ هُنْ خَاصٌ كَرَاهِلُ الْأَسْتِقَامَةِ
 كَمَا يَسْطِئُ اسْتِقَامَوْا وَلَنْ يَخْصُوا إِلَيْهِ لَنْ تَطِيعُوا كَمَ اسْكَادُ شَوَارِبَهُمْ
 يَخْصُصُونَ دَارَانِ وَاللَّهُ يَخْتَصُ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ
 الْعَظِيْمِ (الْفَسِيرُ حَقَانِي) وَيَكْبُرُ الْمُكْبُرُ وَرَحْمَتُهُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ
 الْمَدُّ وَرَأْسُكَ جَلِیْبُ رَسُولُ الدُّنْدُونَ احْمَدُ بْنُ حَمْبَلٍ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ پر
 سچے دل سے ایمان لائے ہیں اور ان کی محبت یہیں جان و مال اپنا نثار کرو دیتے
 اور اُسی کی جستجو ہیں شب و روز رہتے ہیں انھیں لوگوں کے لئے اللَّهُ تَعَالَیٰ فرمان
 کہ جسکو یہیں چاہتا ہوں کہ اپنی رحمت کے ساتھ خاص کروں یعنی نکال لو اُن
 لوگوں سے کہ جو محمسے اور میرے حبیب احمد جلبی صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سے جدایاں
 اور جو چیز مساوی رہے ہے اُس سے محبت کوئی نہ دا لے ہیں۔ اور ہر آفت میں

انجیں سے پناہ اٹھنے والے ہیں۔ پس محبت فی اللہ کرنے والوں کا مرتبہ حصہ صدیت کا
ہے۔ تاہ جدار ان خلعت وَكَنْبُولُونَكُمْ بِشَعْرِ مِنَ الْمُحْفَفِ وَالْبُجُوعِ وَنَقْصِ
مِنْ هَلَّامَوْالِ وَأَنَّهَا كَنْفُسُ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرُ الصَّابِرِينَ اسے ایمان والوہنے
جھڑخ کعبہ کو قبلاً بنائے ہیں اور نعمتیں تھاںے حال پر کیں ہیں اور مناخ الف انگلی
حقیقتے ناقوف ہو کر اعتراض کرتے ہیں اسی طرح ہمنے ہرمی نعمت یہ دنیا ہو
کہ تھاںے پاس تھیں ہیں کا آیات نار رسول ہبھیجا کہ جسے نہ صرف کلام پڑھکر لوگوں کو
سنایا بلکہ زکریہ نقوس اور تہذیب ارواح کی اور حکمت نظریہ اور علمیہ اور
کتاب سکھا کے اور بہت سی باتیں تکو سکھائیں کہ جس کا اثر تمنے دیکھ لینا۔ اور
اے ایمان والوہنے کہتا ہوں تھے کہ مرد انگو بمحضہ اور صبر کرو مجھ پر اور نماز پڑھو
تو بیشک میں ساختہ ہوں تھاںے اور مت کہوان لوگوں کو مردہ کہو اندھہ کی
راہ میں ہر سے ہیں یعنی ان لوگوں نے اپنے دین کے واسطے جاد کیا اور اپنی خانہ بیو
ہلاک کیا وہی لوگ دنیا میں شہید کہلاتے ہیں اور زندہ ہیں۔ وہ جو لوگ
نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی نورِ خدا۔ خدا یا ثا اول مخلوق اللہ نوری و
مِنْ نُورِ اللَّهِ وَخَلَقَ اللَّهُمَّ مِنْ نُورٍ يُ پُرِعَاشَقُ ہو کر اپنی خواہشات دنیا والذات
وَأَرَادَشُ دنیا کو رک کر کے اپنے منشوق حقیقی کی ملاش میں اس جسم خاکی کو فنا
کر کے ہر وقت جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرق میں بجالت سکر یعنی مہو
ر رہتے ہیں۔ ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے حیات ابدی کا مرتبہ عطا فرمایا ہے۔

در گرد نہ میسر دا نکہ دلش زندہ شد پہ شق

تمبت است جب سر پرہ عالم دوام نا

کس لئے بیت

اک شہر گان خنجر تسلیم را | ہزار از غیب جان یگرت

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پیشک میں تمہارا امتحان کرو نگاہ بردا لیقہ پر کہ فحلا مازل کرو نگاہ
تپر کہ نہ برسے پائی جس سے خشک ہو جائیں گے باغات پہل دار اور تالاب کنوں
کہ جس سے نفع اٹھاتے ہو تم پھر بھی تلوگ نہ یاد کر دے مجھکو اور یہی کتنے پھر گے
کہ تباہ گروایا خشک سالی نے پھر پہ کرو نگاہ کہ تمہارے والوں کو اور تمہاری جانوں کو
بذریعہ داؤں کے تلف کراؤ نگاہ۔ اور بذریعہ بیماری کے تمہاری جانوں کو اور
تمہارے عزیز واقر باؤں کی جانوں کو ہلاک کرو نگاہ۔ اسپر بھی تلوگ نہ یاد کر دے
مجھکو اور نہ اپنے رسول کے حکم کو بس لئے کہ اسلام عشق الہی کا نام ہے اور
عاشق نام مقاصد میں ناکام ہے۔ عشق کا جب کوئی نام لے دے پہلے اپنی رزو
کے درخت کو ہڑ سے کاٹ دے بقول حافظ شیراز رحمۃ اللہ علیہ ۵

ز مصحف بِنْخَ دلدار آیت بِنْخواں
کہ آں بیان مقامات کشف کثافات

بِهِ جَبَ آيَهُ كَمْسَهُ وَالَّذِينَ يُنَجِّ جَاهَدُوا فِيْنَا النَّهْدِيْنَ هُمْ سُبْلَنَا
وَأَقَامَتْ وَرْزِيدَگانَ يَا يَهَا الَّذِينَ أَصْنَوْا سُتْعِينَوْا بِالصَّابِرِ وَالصَّابِرِ
إِنَّ اللَّهَ مَمْ الصَّابِرِينَ اے ایمان والواس بارگراں کو وہی شخص اٹھا سکتا
کہ جو اسرہ اللہ سے فراغت حاصل کر چکا ہے۔ اور اپنے نفس کو پھیان لیا ہے
بمصدق حدیث مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ پس انھیں حضرت کو
السَّدِّل شان کی قربت حاصل ہے۔ وَلَنْ كَانَتْ لَكَ بِرْزَلَهَا عَلَى الَّذِينَ

البُشَرَ يَهْ دُشْوَارِ ہے مگر اپر ان لوگوں کے دشوار نہیں ہے کیونکہ پہچانا جن لوگوں نے
اللہ پاک کو اور اُسکے جدیب کو اے امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نہیں
برگزیدہ کیا تھا اور امتوں سے کہ وہ لوگ کسی نبی کو مانتے ہیں اور کسی نبی کو نہیں
مانتے اور تم رب کو مانتے ہو اور تم اپنے نبی کے سچے عاشق ناز و فرام بردار ہو۔
کیونکہ جب طرف تکو تھارا بنی حکم دیتا ہے بلا چون وچار تسلیم کرتے ہو۔ اسی طرح
ہر بات میں تھا امت درست طبعیتی پورا و کامل بنایا تاکہ تم رب لوگوں کے لئے ادائی
بنو اور تھلوگوں کا ادائی و گواہ تھارا بنی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جو کچھ اندھائی
تمھارے نبی پر بطور القایا وحی کے نازل کرے تم ان پر ظاہر کردا اور جو لوگ اپنے معبود
حیثیتی اور اُسکے جدیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سچے دل سے ایمان لائے ہیں یعنی
تصدیق کامل ان کو حاصل ہو گئی ہے وہ لوگ ایسے ہیں جب طرح عقلمند مریض اُس
چکم کے نسخہ کو بلا جبت و تکرار قبول کر کے دو اکوپی لیتا ہے کہ جسکو دل سے چکم
حاذق منفید جانتا ہے اسی طرح سچی تصدیق والے بے کھٹکے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے حکم کو قبول کر لیتے ہیں اُنکے سسم وہمت ملکی کے خلاف ہو یا موافق۔
وہی لوگ ہر وقت یہ کہتے ہیں۔ مصروف

جائیں گے اُس طرف کو جدھر پا ریچے

کیا اچھا قول ہے کسی بزرگ کا بیت

رسانہ درگ دنم انگنہ دوست	می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست
--------------------------	--------------------------------

یہ بات بخیر عاشق خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی۔

منصب یا فتحگان و مَنَ النَّاسُ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنَّدَادًا يُجْهِنُمْ

لکھت اڑیو اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ خدا کے سوا اُسکی مخلوق سے مثل عناء صرف نسلیات وارد اسحاق لائکر وغیرہ کو خدا کا شرک کر کے لفجع و ضرر کا مبدل ع تصور کر کے اُنہے بھی محبت کرتے ہیں جیسے خدا ہے یہ انھیں لوگوں کا کام ہے کہ جن لوگوں نے خدا کو خدا نہیں جانا اور اُسکے رسول کو رسول نہیں سمجھا اور پسے دل سے اپسراہیان نہیں لائے۔ کیونکہ اپنے نور اپاہیان کا آفتاب نہیں چمکتا۔ اور وہ لوگ کہ جنکو تصدیق کامل ہو چکی ہے کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیچان کر اور عاشی صادق بنگرا اپنے جان دمال کو شمار کیا ہے بلکہ اگر نام عالم پیسر ہو اُسکا بھی اپنے مشوق نے شمار کر ڈالیں۔

بیعت خود ہر دعا لگستہ	نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز
پس بھی لوگ اپنے مشوق حقیقی کی عبادت کرتے کرتے اپنا ہو دعا کر ڈالتے ہیں۔	اُس وقت پر انھیں لوگوں کو خاص اخواص کہتے ہیں۔
رسٹہ اند رخا رچوں شد سوختہ	رسٹہ اند رخا رچوں شد سوختہ
پس اور ایسے زم بگویند یا کہ نار	رسٹہ اند رخا رچوں شد سوختہ

اور جو لوگ دنیا کے کاموں کی امید پر غیر احمد سے محبت کرتے ہیں اُن کو حصل معلوم نہیں کیونکہ معلوم ہو وہ تو فما ہونے والی چیزوں سے محبت کرتے ہیں اس کا حال اُن کو قیامت میں معلوم ہو گا اُس وقت پر کفت افسوس ملکر کہتے گئے کہ ہمne خداو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں نہ پیچانا اور نہ ایمان لائے اگر ایمان لاتے تو اس مصیبت میں کیوں گرفتار ہوتے۔

محبت علماً نظاہر کے نزدیک ایک قسم کا ارادہ ہے اور خواہش جو ممکن الوجود کی حیز
کے ساتھ مستغل ہوتا ہے اور خداوند کیم ممکن نہیں بلکہ واجب الوجود ہے اُسکی
محبت کے یعنی نہیں کہ اُسکے حکم فا حکام اور اُسکے رسول کی اتباع اور اُسکے رضا
و سیم کو محبوب جانے۔ مگر محققین کے نزدیک محبت ایک کیفیت اضطراری ہے
یعنی روح کا میلان از خود خواہ کوئی غرض ہو یا نو یہ کیفیت ارادہ کے علاوہ ہے
اور بھیدا سپس یہ ہے کہ روح کو جمال و کمال کے ساتھ میل طبعی ہے جیسا کہ حضرت
آدم علیہ بنیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کالبد بنا یا گیا۔ اور ان کی پیشانی میں نور محمدی صلی اللہ
علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے رکھا اور روح کو حکم دیا کہ اندر جادو ح نے جیسے ہی جمال
با کمال کو دیکھا شیدا فرنیقہ ہو کر داخل کالبد ہوئی۔ یہ وہی اضطرار روح میں
ابتدک باقی ہے اور تماقیامت رہیگا۔ اور یہی میل عالم کے ہر چیزوں میں رکھا گیا ہو
اس لئے کو اکب و افالک سرگردان ہیں پس حبقدر انسان میں خوبصورتی ہوتی ہے
اُتنا ہی دل اُسکی طرف کھچتا ہے۔ جب حُسن جمال ظاہری کی کیفیت ہے تو جمال و کمال
حقیقی جسکا یہ ایک ادنیٰ جزو ہے اب اُسکے طرف حبقدر روح کو میلان طبعی ہو
کم ہے جب اجسام کا یہ حال ہے کہ ہر شے اپنی صل کی طرف بغیر ارادہ بیقرار ہلکری
تو وہ اُن صل کل کی طرف کیوں کریقرار نہ ہوے۔ ہاں البتہ جب کفر و معصیت کے
حجاب درمیان میں آجائے ہیں تو جمال حقیقی دکھلائی نہیں دیتا۔ پڑونکہ اولیا و انبیا
یہ حجاب دور ہیں اس لئے وہ اُس جمال حقیقی پر فدا ہیں۔ پھر ان میں سے درجات
جد اگانہ ہیں۔ اولیا و انبیا سب کے پیش رو ہیں۔ جب محبت محیت ہو جاتی ہے
تو قافی اللہ و بقایا اللہ کا فرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ انھیں کی شان میں اللہ تعالیٰ نے

فرمایا ہے عبادی کا خوف علمنکم الیوم وَ لَا أَنْتُمْ تَحْرِنُونَ اور عشق ذات کا ہمارے
جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح دینی دنیوی خوبیوں کی تعلیم
فرائی اُنسی طرح بنی آدم میں سے پیشہ عشق الہی کا درسہ جاری کیا۔ اسی وجہ سے
اویما، اندھا سامت میں بہت گذے۔

پڑھیں زکار ان وَ مَا أَهْلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ يعنی وہ چیزیں خیراللہ کے نام سے
پہنچانی گئی ہو دہ حرام ہے۔ اب مقصود ہما یا ہے کہ جن لوگوں کا یہ حصہ تھا ذوق قبل اک
دو سو اائد ہے یعنی صفات اربی فنا کر کے اپنی نظر و نہیں نور محمدی صلی اللہ علیہ
و سلم یعنی جو نور اائد تعالیٰ کا تھا جسکو اللہ نے اپنے دکلام قدسی سے بتلا دیا تھا
سو اسکے اور کچھ باقی نہ رکھا۔ **پڑھیں**

صراطِ عشق پر از بس کہ ہٹابت قدم نکا	دشمشیر قائل پہنچی خول جاتا ہو جمُون کا
-------------------------------------	--

پڑھیں

در گذر از علم و فتل و خویشن	باش ثابت پیش ربِ دوالمدن
انھیں لوگوں کو اائد تعالیٰ نے پرہیز کاران کا مرتبہ عطا فرمایا بقول حافظ شیراز حمدۃ اللہ	
ہرگز رہے کہ اند خستم زدا شدیں	ثار خاک رو آں نگار خواہ سمد کرد
یعنی جو کچھ اسوا اللہ ہے اُس کو معموق پر ثار کر دینا چاہئے۔ عاشق کو بالکل پاک صفات رہنا چاہئے۔	

مُشْتَأْقَانِ وَ عَدَهُ الَّذِينَ يَظْنُونَ أَنَّهُمْ مُّلَاقُوا رَبِّهِمْ وَ أَنَّهُمْ
الَّذِينَ لَجَعْوَنَ اور گمان کرتے ہیں وہ کہ پروردگار سے ملنے والے ہیں اور یقیناً
اُس کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

ظن۔ وہ مقام کہ جس مقام کو حسن الاب کہتے ہیں یعنی جگہ بازگشت کی ساتھ نیکیوں کے یعنی اللہ تعالیٰ فرata ہے کہ صبر کے ساتھ دنار کے ساتھ مجھ تک آنے کی کوشش فنماز و صبر سے مراد دنیا کو فنا کرنا ہے یعنی جب افعال دینہ کو فنا کر دیا تو گویا پایا اپنی جگہ کو کہ جس جگہ سے آیا تھا۔ یہ اشارہ طرف ازل کے یا اُس چیز کے کہ جس کے اطمینان پیدا ہوا یعنی نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس وقت قربے حاصل ہوا انھیں باتوں پر عاشقانِ آنی وجد کرتے ہیں۔ بلکہ خیال کرتے ہیں کہ ہم کو یقین کاں ہے کہ جس حجاب عالم ناسوتی میں ہم چند ہیں۔ اگر احکام آئیہ واحکام محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیل کریں اور عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دل میں ہمارے ازل کے دن سے اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے اور جماعت ناسوتی کو ڈال دیا ہے کہ جسکے وجہ سے اُس کا دیکھنا غیر ممکن ہے۔ جب تک اُس جماعت ناسوتی کو آتش فراق جو کہ درینہ اندر دل کے چلی آ رہی ہے اُس کو تذکرے جماعت ناسوتی کو خاک کر کے درجہ مُؤْتُوْفًا قبْلَ آنَّ مُؤْتُوْفًا حاصل کر کے اُس وقت اللہ کی طرف واپسی کا خیال کریں اور اللہ سے ملنے یعنی قرب حاصل کرنے کے لئے اسی عشق محمدیہ کو تذکرے اور اپنے محبوب میں فنا ہو جائے اُس وقت قرب آنی حاصل ہو گا۔ انھیں یہ ہے عاشقانِ خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت قرب آنی و واپسی کا خیال کرتے ہیں۔

خاصمان حصوصیت فاذ کرو اذ کرو سکم و اسکر والی کا نکفر و
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم ذکر کرو میرا جیسا کہ ذکر کرنا چاہئے یعنی جیسا کہ میرے جیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ذکر ظاہر و باطن سوتے وجاء کئی۔ اور

ہر طرح کی تکلیفات کو میرے واسطے منظور کیا اور کسی وقت مجھ کو نہ بھولا اور سیدر و رضا پر قائم رہا دیکھو دیکھو میں خود اپنے جیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کل مالاکہ انبیا دا ولیا کو حج کے ہر وقت ذکر کیا کرتا ہوں۔ ایسا طرح اگر تلوگ میری دمیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنے اپنے دلوں میں رکھوا اور ہر وقت اسی ذکر و فراری مشغول رہو تو اُس وقت پھر مجھ کو لازم ہو گا کہ تلوگوں کی محبت کا ذکر ہم یہاں اپنے محبوبے کریں کہ تمہاری امت میری اور تمہاری یاد میں مشغول ہے یعنی میرے حکم اور تمہارے بنی اوتے پر کامل ایمان لائے اسی وجہ سے ان کو مرتبہ عین الیقین کا حلال ہوا اور اگر اس طرح پر ذکر و فکر کے ساتھ محبت میں مشغول ہے تو حق الیقین کے مرتبہ کو ہوئے خدینگے تو کیوں نہیں تلوگ میری نعمتوں پر شکر کرتے ہو۔

بہرہ مسند ان یوں الحکمہ من یکشاء و من یوت الحکمہ فعدلوتی
خیرا کے نتیجاً و ماضا کر رکھا اول والا کتاب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری حکمت
یعنی میرے ان نکتوں کو بجز خاص ان خدا کے دوسرا نہیں سمجھ سکتا کیونکہ حکمت کے معنے
علم قادر اک نفس الامری و عدل و لواب دونوں ہیں خاص ان خدا وہ لوگ ہیں کہ
جنہوں نے خدا و خدا کے محبوب احمد مجتبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں
اپنا جان والان شارکر دیا ہے اور شب و روز محبوب ہی کے تصویریں شفول ہتے ہیں
تاریخان شوکت وجاه زین للناس حب الشهوات من النساء والبنين
والقناطیر المعنطرة من الذهب والفضة والخیل المسومة والاعلام
والحرث وذلك میتاع الحیوة الدینیۃ واللہ عنده الامان فل
او نبی کو یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پ کہہ یعنی میرے بندوں سے کہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم لوگ فنا ہونے والی چیزوں سے محبت کرتے ہو جیسا کہ عتویں
واولادیں وسنا و چاندی و چھوڑنے و چار پائی و کھینتی و عیش و آرام کی چیزوں ہیں۔
اب اگر تم لوگ جو چیزوں فنا ہونے والی ہیں ان کی محبت چھوڑ کر میری و میرے جیب
صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گرفتار ہو اور ہر وقت میرا ہی دم بھرو تو تم لوگوں کو
قیامت کے دن وہ چیزوں نبغا جو کبھی فنا ہونے والی نہیں ہے اُسکو بقا ہے اور اگر
نہ ایسا کیا تو دیکھو گے کہ جو کچھ ہونا ہے ہو گا۔ اور دیکھو گے اپنی نظروں سے ان
لوگوں کو کہ جنہوں نے ایسا کیا ہے کہ قیامت کے دن وہی لوگ انوار الہیہ کے
حلقہ میں بیٹھے ہونگے۔ اور انوار الہیہ کی پنجھا و ران حضرات پر ہوتی ہو گی۔ اور وہ
یہ کہتے ہونگے۔ بیت

امقیمان کوئے دلدار یم	رُجُّ بِدِنِيَا وَ دِيْنِ نَبِيِّ آرِیْم
<p>صَدِرَ رِئِيْسِ مُحَلِّسٍ لِلْفَقَرِ أَيْدِيْنِ أَحْصِرُ وَارِيْفِ سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرُبَّاً فِي الْأَرْضِ يَحْسِبُهُمُ الْجَاهِلُونَ أَغْذِيَاءَ مِنَ التَّعْقِفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيَّمَا هُمْ كَلَّا يَسْكُنُونَ إِلَّا تَنَاسَ إِلَحَافًا ۝ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسے لوگوں کم عرف و نکو کھانا کھلاو کہ جو کسی نے سوال نہیں کرتے اور تا بعد ارمی کرو انھیں کی کیونکہ وہ سوال کو حرام جانتے ہیں کس لئے کہ وہ لوگ رضا و تسلیم رہیں اور میری عبادات میں شب و روز مشغول رہتے ہیں۔ اور انھیں فقروں نے اپنے مال و اسباب دنیوی کو مجھ پر اور میرے جیب صلی اللہ علیہ وسلم پر صدق کر کے اور اپنی اولاد و اعزاز کی محبت کو چھوڑ کر کے اسے امیرے جو کچھ ہے ترک کر کے میرے جیب کی محبت میں سرگردان و پریشان ہیں اور کسی طرح کی خواہشات اور</p>	

لذات دنیا وی اُنکے دلوں میں باقی نہیں ہیں۔ اسی سببے اُنکے ہپروں پر انواعِ قدر
ایسے چکتے ہیں کہ جنکو دیکھ کر انسان شیداد فرقیتہ ہو جاتا ہے اور وہ یہ چاہتا ہے
کہ کسی وقت اُنے جدا نہ ہو اور ہر وقت چھرمہ دلفریب کو دیکھا ہی کروں۔ یہی لوگ
خاصاً خدا و محبوبان کہریا ہیں۔ اور یہی لوگ تعلیم یافتہ احمد مجتبیؒ محدث مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔

۱۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْخَوَافِيُّ أَنَّ رَجُلًا مُؤْمِنًا مُعْتَصِمًا بِاللَّهِ وَأَحْلَصَوْا دِيْنَهُمْ
لِلَّهِ فَأَوْلَئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ وَسَوْفَ يُوَفَّ إِلَيْهِمُ أَجْرًا عَظِيمًا
جِنْ لُوْلُوْنَ نَفَرَ مِنْ كَامُونَ سَعَى إِلَيْهِمْ دِيْنُوْنَ سَعَى جُوْكِجِهِ سُولَيْهِ اللَّهِ كَهُوْ
أَوْ رِسُولُهُ أَنْتَنَ کَوَادَهُ أَوْ رِسُولُهُ کَرَمَهُ سُولَيْهِ اللَّهِ کَهُوْ
مَرْضِبُوتُ پِكْرُهُ اللَّهِ أَوْ رِسُولُهُ کَرَمَهُ سُولَيْهِ اللَّهِ کَهُوْ
أُنْ کَیِّمِتُهُ مُجَبَّتُهُ مُجَبَّتُهُ مُجَبَّتُهُ مُجَبَّتُهُ مُجَبَّتُهُ مُجَبَّتُهُ
أَوْ آگے دیگا اندھا یا ان والوں کو نہت ڈرا ثواب اور وہ خاصاً خدا کوں ہونگے
مثل اصحاب کبار یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاریار والہبیت
الہمار یعنی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما اور اولاد آپکی یعنی حضرات امیینین
علیہم السلام اولاد امیین مثل حضرت زین العابدین وغیرہم رضی اللہ عنہم میں سے
بڑے یاد داشتیں لکھتا ہوں یعنی حضرت سید مجیدی الدین عبد القادر جیبلانی
رحمتی اللہ عنہم و حضرت خواجہ معین الدین حشمتی رحمتی اللہ عنہم و حضرت حاجی الحبیب
سیدوارث علی رضنه اللہ عنہم وغیرہم رحمتی اللہ عنہم

وَسَبِيلَهُ يَارِيَانَ قُلْ إِنَّكُنْتُمْ مَجْبُونَ إِلَهُكُمْ فَإِنَّمَا يُسْعَوْنَ مَمْنُونَ يُحِبِّبُكُمُ اللَّهُ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہدیجے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ اگر تم دوستی کرنا چاہتے
اللہ سے تو تابع داری کرو میری تاکہ دوست رکھے اللہ تعالیٰ تعالیٰ تھیں۔ محبت خداو
رسول لازم و ملزم ہے گو کہ کنے کو دوہیں والا درحقیقت ایک ہیں۔ بعض کوئا
اندیش کج فہم بلا تو سُل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال معرفت و مشاہدہ حق
چاہتے ہیں۔ اور ما بین محبت اللہ اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرق
سمحتے ہیں۔ اُن کا عقیدہ صریح خط پر ہے بلا تو سُل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
کمال معرفت ہونا دشوار ہے اور خلاف طریق احمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے
اور موجب زیان و پر آزار ہے۔ پس اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ اُن لوگوں سے
کہ جو لوگ میری محبت رکھتے ہیں وہ تم سے بھی محبت کریں تاکہ میں محبت کر دے اُن سے
اور عشق بناوں میں اُن کو اپنا۔ یہ وہی لوگ ہیں کہ جنکی شان میں یہ آپ کریں
نازل فرمایا جیسا کہ صحابہ عنظام و مآل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وا لیار اللہ وغیرہم
کہ اول سے عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ اگر فسق تھے نہ عاشق
ہوتے اپنے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں باکمال پر تو کیوں اللہ تعالیٰ فرماتا کہ یہے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے عاشق سے مجھ کو محبت ہو۔ جس شخص نے مجھوں خدا
امحمد پر تشارکر دیا ہے وہ درجہ عشق و قیمت میں اکاظاہ ہریں وہ عاشق معلوم ہوئے
گرماطن نیں کل اختیارات اُسکو عطا فرمائے۔ بہیت

اویارا ہست قدرت ازالہ	تیر حستہ بازگردانہ زراہ
کور راصحا حب لال بنیا کندہ	بیخوراب علی سینا کندہ

حضرت ابو علی شاہ تکندر قدس سرہ الغزی فراتے ہیں۔

اویسا اطفال حق اندازے پسند	تا تو انی روے ایشان را مگر
----------------------------	----------------------------

روایت ہو کہ جنگِ احمدیں غازیوں کے شہید ہو جانے کا شور ہوا۔ تو ایک عورت انصاری جسکے باپ و بھائی شوہر دبیٹا چاروں شہید ہو گئے تھے مطابق اُس کو انکا من نہ تھا بلکہ وہ دیافت کرتی پھر تین بھنی کہ حضرت محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم میرے پیارے محبوب کہاں ہیں۔ جب حضرت کے قریب آئی تو جامہ مبارک کا گوشہ پکڑ کر عرض کیا کہ میرے باپ و بھائی و شوہر دبیٹا آپ پر قربان ہوئے ذرا فسوس نہیں خداوند کریم آپ کو سلامت رکھے اور میں بھی آپ پر قربان ہو جاؤں تو میرے دل کو تسلی ہو۔ دیکھو شہید اے محبت کو اللہ تعالیٰ نے کیسے کیسے دبجے عطا فرمائے ہیں۔

وَظَيْفَهُ بِكَرْزِيدَگَانِ كُنْتُمْ خَدِيرَ أَمَّةٍ أُخْرِجَتِ النَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمُعْرَفَةِ وَقَنْهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ اللَّهِ يَعْنِي اللَّهِ تَعَالَى فَرَأَمْهُ إِمَامٌ مُحَمَّدٌ مَصْطَفِيٌّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّ كَهْوَمَ كُلَّ امْتُوْنِ سَمَّ بَهْتَرَ کَهْوَپِیدَا ہوئی ہیں اور لوگوں نیں یعنی اور زیبیوں کی امتوں سے۔ کیونکہ تم لوگ پیروی کرتے ہو اپنے رسول احمد بن حنبلی مُحَمَّدٌ مَصْطَفِيٌّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی اور محبت کرتے ہو اپنے رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے اپنے جاؤں والوں اور اولادوں سے زیادہ۔ اور مارنے والا اور زندہ کرنے والا اوپریدا کرنے والا ورزی دینے والا رب العالمین کو سچے دل سے جانتے ہو اور انکار کرتے ہو اُن چیزوں سے کہ جنکو تھا سے بھی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حرام و کروہ و بدعت سیئہ کہا ہے۔ اور ایمان لائے پسے دل سے اللہ اور

اُسکے رسول پر اور جانتے ہو کہ اگر ہم محبت کرنا چاہیں خدا سے تو پہلے اُسکے محبوبے
محبت پیدا کریں تاکہ ہم اللہ تک پہنچیں۔ تو تمکو لازم ہے کہ میرے محبوبی اللہ
علیہ وسلم سے ایسی محبت کرو کہ اپنی جان اور مال داولاد کو قربان کر ڈالوں پر
اور بھول جاؤ جو کچھ ماسوا اللہ کے ہے اور عبادت کرو میری تو حاصل ہو مرتبہ
عبدیت کا تکملو اور پہنچو تم محبوب تک تو بنالوں تک میں مشوق اپنا۔ عاشقانِ جلال
احمدی کی تو یہ کیفیت ہوتی ہے کہ نظارہ جمال بالکمال کیلئے ہر ساعت یچین بنتے ہیں
اور بیتاپی و بقیر ارمی میں یوں رطب اللسان ہوتے ہیں۔ غزل

بیتابِ دلم اے شاہِ امّمٰ چھب نیارمی کا جلوہ دکھا دوزرا

آکودہ سنج فراق مننم مرے دل کی لگی کو بھجا دوزرا

لولاک لامہ و صفت ترا اے کالی کملیا والے پیا

شتناق ہوں اب ہو دید عطا ریخ پاک کا پردہ اٹھا دوزرا

بلوائے مدینہ میں شاہ عرب اسی راب کرو دیدار سے اب

سمتا ہوں یہاں میں رنج و تعصباً امری دل کی لگی کو بھجا دوزرا

کٹی عمر فراق میں یاں سگری دکھلا دوزرا شیرب نگری

شیدلے تو ام فخر اختری نہیں لاتی ڈگ بستلا دوزرا

او قادہ دلم ایں کوہ الہ اے ہر عجم لے پیارے پیستم

شب ہجر نے ڈھایا ہے جو روستم کیس کس سے پیا بھلا دوزرا

فیض کشاپاں مقام ملکوتِ افضلِ الفضل اُولیٰ اکٹ علیہ ہر صلواۃ

عَنْ رَبِّهِ حَوَّرَ حَمَةَ قَدْرَ اُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝ وَ اكمل الکمال وَ لَخَلَقَ

الْجُنَاحُ وَالْأَنْشَاءُ لَا يَعْبُدُونَ اللَّهُ تَعَالَى فَرَآتْمَاً هِيَ كَمِينَ نَفْسِي جَنَاتٍ وَانْسَانَ كَوَاسِطَةٍ
نَهِيْنَ پَدَا كِيمَا كَوَهُ لَوْكَ مِيرِي عِبَادَتٍ نَكْرِيْسِ - بِلَا كِيمِينَ نَفْسِي عِبَادَتٍ كِيمَا سَطَے
پَيْدَا كِيمَا - مَگَارْفُوسِ يِيْهِيْسِ كَوَهُ جَوْحِي عِبَادَتٍ كَاهِيْسِ تَلَوْكَ ادا نَهِيْنَ كَرَتَيْ عِبَادَتٍ سَتَے
مَرَادَهْمَهْ تَنَ شَغُولَ رِهْنَا هِيْهِيْسِ لِيْعِنِي قَلْبَ كَا شَغَلَ مَعْرِفَتَكَهُ لَهَهِيْسِ - رَوْحَ كَا شَغَلَ شَاهِيْفَ
كَهُ لَهَهِيْسِ - اوْ لَفَسَ كَا شَغَلَ خَدِيْتَهِيْسِ - مَگَرْفُوسِ خَدِيْتَهِيْسِ اِنْكَارَ كَرَتَاهِيْسِ تَوَانْسَانَ كَوَهُ
لَازِمَهِيْسِ كَهُ هَرَدَقَتَ لَفَسَ كَوَهُ مَجْبُورَ كَرَتَاهِيْسِ خَدِيْتَهِيْسِ مَرَادَهْمَهْ رَوْزَهَ حَجَّ دَذِكَوَهَ غَيْرَهُ
وَغَيْرَهُ بُوكَهُ زَبَانَ وَهَاتَقَهُ وَپَیْرَوْلَ کَهُ ذَرِيْعَهُ مَسَهُ اللَّهُ تَعَالَى کَيْ خَدِيْتَهِيْسِ عِبَادَتٍ
کَرَنَاهِيْسِ - اَبَ لَفَسِ بِبَ اَپَنِي تَكْلِيفَ کَهُ اِنْكَارَ كَرَتَاهِيْسِ تَوَانْسَانَ کَوَهَچَاهِيْسِ كَعِبَادَتٍ
شَغُولَهِيْسِ اَوْ رَاسَ لَفَسَ کَهُ کَنَهُ پَنَهُ چَلَهُ اوْ لَفَسَ کَوَهُ تَكْلِيفَ دِیْکَرَ اَپَنِي قَبْصَهِيْسِ
لَاسَهِيْسِ - اُسَ وقت اَنْسَانَ اللَّهُ تَعَالَى کَيْ خَدِيْتَهِيْسِ مَسَهُ اَكْمَلَهُ بُوكَهُ -

جِیْسَا کَهُ مَعْدِنَ جَوْدَ وَ سَخَافَسِحَ حَلَمَ وَ حِیَا وَ سَتِیْگَرَ عَاصِیاَنَ سَرَدارَ صَفَوَتَ اَصْفَیَا هَادِی
اَگَرَهُ اَتَقْیَا وَ لَیْلَ المَتَّبِحِرِینَ کَفِيلَ الطَّالِبِينَ رِهْنَهَاَهِيْسِ کَالِلَاسَ بَاصَدَقَ وَ لَیْقَنِینَ پَرَایِت
فَرَاهِيْسِ عَارِفَانَ کَالِلِیْنَ لِيْعِنِي حَدِیْلَجَاهِيْسِ رَوْزَگَارَ صَفَاتِ حَمِیدَهُ وَ اَوصَافِ پَنْدِیدَهُ
جَنَابَ تَقْدِسَ آَبَ قَطْبَ زَمَانَ مَقْبُولَ بَهْرَدَانَ سَلَطَانَ الْعَارِفِينَ بَرَانَ الْمُفَقِّهِينَ
مَعْرِفَتَ آَگَاهَ حَاجِيَ الْحَمِيرِیِّنَ الشَّرَفِیِّنَ وَ اَقْفَتَ رَمَوزَ جَلِیَ وَ خَنْبَرَ حَضَرَتَ حَافَظَ حَاجِيَ
سَبِیدَ وَ اَرْشَ عَلَیِ رَضْنِیَ اللَّهُ تَعَالَیَ عَنْهُ حَسَنِیَ اَسْحَدِنِیَ کَیْ مَقْدِسَ زَاتَ ہُوَ - اَوْ رَاسَ
مَقْدِسَنِستِیَ کَهُ حَالَاتَ حَیَاَتَ اَزْوَادِتَ تَاؤَفَاتَ بَالْتَفَصِیْلِ مَیْںَ اَپَنِي عَلَمَ وَ
تَحْقِیقَ کَهُ مَطَابِقَ بَهْرَیْنَ نَاظِرِیِّنَ کَرَامَ کَرَتَاهُوَلَ - (وَیَاضِحَهُ کَهُ اُنَّ حَالَاتَ کَبُودَ گَرَاصَحَبِرَ الْحَکِیْمَیْهِ
ہُرَکَهُ تَحْرِرَ کَنَانَسَتَ سَبِیدَکَرَصَوتَ دَهَ وَ اَقْعَابَ ضَرُورَتِیَ مَصْدَرَ قَلْبِنِدَ کَهُ جَاتَهُ مَیْںَ جَبَسَهُ لَوْگَ لَاعْلَمَهُ)

نسب نامہ حضرت وارث علی رضی اللہ عنہ

آل حضرت سرور کائنات سفیر موجودات احمد بن علی محدث صافی اصل ائمۃ علیہ وسلم میں ہیں آپ کے جلد مجدد سید اشرف البی طالب عرف سید شرف الدین نیشا پور سے بنانہ ہاکو خا بادشاہ کے کرمادا تھے عنا د ولی رکھتا تھا منع اپنے اہل و عیال کے قصبة کنستور کو لے جو کہ ضلع بارہ بُنگی متصل بدن سائیکر کے ہے کنستور کے پچھم جانب پانچ درخت انبہ لگے ہوئے تھے اور وہ مقام تیخ انہیہ کر کے مشہور تھا انہیں درخول کے تیچے قیام فرمایا اور اُسی کے قریب فی الحال کرب و بلاہے کہ جہاں پر تغیریہ دفن ہوتے ہیں بعد چندے اُسی مقام پر مکان تیار کرایا کہ جب کا ایک صدر دروازہ جسکو چھانک کہتے ہیں اب تک موجود ہے۔ اور وہ دروازہ مشہور بنام مکان سید علاء الدین علی بزرگ ہو۔ او جبقدر اولاد ترقی کرتی گئی اُسی قدر مکانات تیار ہوتی گئی اور اس مقام کا نام رسول پور رکھا گیا۔ جو اُسی وقت سے رسول پور کے نام سے مشہور ہے اور اولاد سید اشرف البی طالب کی رسول پور و کنستور و دیوی و جروں وغیرہ میں جو دہنے اور حضرت سید اشرف البی طالب عرف سید شرف الدین کی اولاد میں سے حضرت سید عبدالاحد رسول پور سے دیوی شریف ضلع بارہ بُنگی میں مع اپنے اہل و عیال کے تشریف لائے اور حضرت سید وارث علی رضی اللہ عنہ آپ ہی کی اولاد میں بہ نسب نامہ آپ کا یہ ہے۔

حضرت مولانا حافظ حاجی سید وارث علی بن حضرت مولانا سید رمضان علی عرف سید قریان علی بن حضرت سید سلامت علی بن حضرت سید کرم اللہ بن سید میران جد

بن حضرت سید عبدالاحد بن حضرت سید عمر نور بن حضرت سید زین العابدین بن حضرت پدر عرشاہ بن حضرت سید عبدالواحد بن حضرت سید عبدالآد بن حضرت سید مخدوم علاؤ الدین والد شاہ علی نزگ بن حضرت سید عززالدین بن حضرت سید ارشت ابن طالب عوف سید شرف الدین بن حضرت سید محروق بن حضرت سید ابوالقاسم بن حضرت سید علی عسکری بن حضرت سید ابو محمد بن حضرت سید محمد جعفر بن حضرت سید محمدی بن حضرت سید علی رضا بن حضرت سید قاسم حمزہ بن حضرت سید امام موسی کاظم بن حضرت سید امام محمد جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر بن حضرت سید امام زین العابدین بن حضرت سید امام حسین بن حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ (شوہر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)۔

حشفت جامی مول حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جائے ولادت حضرت سلطان الاولیاء کا قصبه دیوہ شریف ضلع بارہ بنگی ہے ۔ عارفان زماں خاک پاک جائے مول دشیرین کو صافی قلب و صفائی باطن کیلئے اکسیر جانتے ہیں ۔ اور وہاں کی آب و ہوا میں خاک پاک جائے مول دکو ملا کراں شھنشہ کو اضافہ کر کے خمیر اسکا اٹھا کر پیالہ بنائ کر ساقی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور یوں شور و فل مچاتے اور کہتے ہیں کہ شراب مجستے جام ہمارا بھر ک عطا فرمائی تاکہ تھے پی کرست ہوں اور خدا کے جیب کی معرفت حاصل کر کے خدا کو پہچاون ۔ اور فراق کو دصل اور دصل کو فراق سمجھوں یہ کیون کر دہاں کی آب دہوا کا تبرہ نہ ہو کہ

حضرت سلطان الاولیاء آل احمد مجتبیہ محمد مصطفیٰ جیب کر پاصلی اللہ علیہ وسلم داولاد
حضرت علی مرضیٰ کرم اللہ وجہ و حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا و حضرت حسین علیہم السلام
کے باغ کے ثمریں۔ حضرت سلطان الاولیاء حسن و حمال میں یک تاریخی زمانہ تھے بین
سبب علویان مثل پروانہ کے ائم شیعہ مشیتستان پر شمار ہوا کرتے ہیں اور عاشقانہ
زمان زیر دیوار اسکے خاک نشیں ہو کر یہ شور و غل مجاپا کرتے ہیں ۵

آپ کے واسطے ہے حکم رسولِ عربی ہو درود اورسلام آپ پر لے آل بنی
--

اور بیانی فراق سے یچن ہو ہو گریوں عرضی والجگا کرتے ہیں **غزال**

صورت وای دکھاد و بندہ نواز دارث روزانہ دکھا کر جس سے کیا تھا بے خود دل چاہتا ہو دکھیوں دہ پیاری پیاری صور وہ نے کہ جس سے بخود عاشق ہیں سب تکھا	دواری سے اب چھوڑا دو بندہ نواز دارث پھر جوہ وہ دکھدا دو بندہ نواز دارث بہر خسدا دکھدا دو بندہ نواز دارث مجھکو بھی اب پلا دو بندہ نواز دارث
---	---

در پر غور بیٹا، یکس تیرا صفا کھڑا نہ سیکھا اب لگا لمبندہ نواز دارث

پر صبیہ ضلع بارہ بنگی تحصیل نواب گنج میں ہے اور ضلع بارہ بنگی کے اوپر اونچی کے
کوئے پر چار فرنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ تی عجوب مردم خیر تھی یہاں ایک
نہ ایک ولی اللہ ہوتا آیا ہے۔ اور آبادی بڑے بڑے سادات صحیح النسب علیا
و فضلہ و فتنی و صلحاء و رؤسائے ذیشان کی رہی۔ اور اب بھی ہے۔ گواب وہ آبادی
جیسا کہ چاہئے اور تھی نہیں ہے۔ مگر ایسا ویران بھی نہیں ہے۔ اب بھی ان خاندانوں کے

لوگ آباد ہیں۔ اور سبب مزار پر انوار حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ کے ہر ولایت دشمن دیوار سے بکثرت زائرین آتے رہتے ہیں۔

ذکر سید الشھر حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ

حضرت پدِ سلامت علی صاحب بنے نکاح حضرت مولانا قربان علی عن عرب سید رمضان علی کا سیدہ بی بی سکینہ رضی اللہ عنہا عرف بی بی چاندن بنت سید اسد علی ساکن جو راس ضلع بارہ بُنکی سے کردیا۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ بی بی چاندن بنت شیر علی ساکن تصبہ دبوہ سے کردیا۔ لیکن جب مولف نے خود حضرت سلطان الاولیاء سے دریافت کیا کہ حضور کی والدہ ماجدہ کا کیا نام تھا تو آپ نے فرمایا کہ سکینہ پھر ہیں نے پوچھا کہ حضور کا نام کہاں تھا فرمایا جو راس میں ہمارا نام تھا۔ اور سید شاکر اللہ شد ولومی ہمارے نام تھے۔

جن سے سیدہ بی بی رحیم النساء پیدا ہوئیں بعد کو زور بخش قلب عاشقان حضرت سید وارث غلی کا صلب حضرت پید قربان علی سے جُدا ہو کر سیدہ بی بی سکینہ کے حوالہ ہوا اور محل کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ چند ماہ گزرنے تھے کہ حضرت سلطان الاولیاء کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ سب کو بہت بڑا فراق ہوا۔ جب پورے ۹ ماہ مدت محل کے گزر گئے آمد آمد کا انتظار ہونے لگا۔ علویان اُس شیعہ شہنشاہی نثار ہو یوں لے کتے ہیں کہ آج ہم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی بنی فاطمہؑ میں سے ایک ایسا شخص عالم وجود میں آئیں ہوں الہمے جو ایک عالم کو اپنا شیدا و فریضہ بنایے گا اور ہر جگہ اسکا نام نامی روشن و ہو یہا ہو گا۔ ناظرین کرام یہ اُسی گاہستان

محمدی کا ایک خوبصورگ ہے جسکی دمک صبا لیکر تمام عالم میں پھرگی۔ یعنی اُس نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ ہے جو نورِ خدا سے ظاہر ہوا جسکو باعث تخلیق عالم کا مرتبہ دربارِ حدیث سے دیا گیا۔ اُسی نور پاک کی ایک تیز روشنی سرزین دیوہ تمام عالم پر پڑنے والی ہے۔ رباعی

کہ زگس آنکھ کھولے کیوں کھڑی ہو	صبا لکھیلیوں سے کہہ رہی ہو
کہ جو باغِ محمد کی کلی ہے	ظہور اُس گل کا اب ہو گا جہاں نہیں

ارباب تواریخ لکھتے ہیں کہ یکم صفر المظفر ۳۲۷ھ کو حضرت سلطان الاولیاء سرگردہ القیاق واقف روز خنی و جلی سیدنا وارث علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطن اربعہ دنیا میں تشریف لائے۔ یہ روز و لادت میں اختلاف ہو۔ غشی خدا بخش صاحب نے اپنی کتاب تحفۃ الاصفیاء میں یہی تاریخ و لادت تحریر فرمائی ہے اور میان فضل حسین شاہ صاحب سجادہ لشیں حضرت منعم شاہ رحمۃ اللہ علیہ فراتے ہیں کہ میں حضرت سلطان الاولیاء سے آٹھ سال چھوٹا ہوں میری پیدائش ۲۶۷ھ کی ہو اس حساب سے حضرت سلطان الاولیاء کی ولادت ۳۲۷ھ میں ثابت ہوتی ہے۔

اور یہ قول صحیح و مستند ہو اور حضرت سلطان الاولیاء نے اسی ۳۲۷ھ میں تشریف کامن جامِ سیحانہ وحدانیت و مشتاقان فیوض نور رسالت کو اپنا جمال جہاں کا دکھلایا۔ یعنی اپنے قدوم مینت لزوم سے سرزین دیوہ کی خاک کو سرفراز فرمایا۔

وارث علی علیکی شان ہو یا شانِ خدا ہے	و یکھو تو خدا سے نہ محمد سے جدا ہے
کیا شانِ خدا شانِ خدا شانِ خدا ہے	ہر ذرہ میں ہم دیکھتے ہیں جلوہ نا ہے

بلغ محمدی کے نمر کی بہار ہے	تفظیم کو اٹھونہ اٹھو انہیں ہیا ہے
-----------------------------	-----------------------------------

غزل

صہبای گلشن میں کستی آئی وہ آج رونق فراہوئے ہیں
 کہ ہیں جو وارث بنی علی کے وہ لمح رونق فراہوئے ہیں
 ہمارے مولا ہمارے آقا ہمارے الک ہمین حم و جان کے
 کریں گے روشن جودین احمد وہ آج رونق فراہوئے ہیں
 ملک نلک پر زمیں پا انسان تمام عالم یہ کہہ رہا ہے
 کہ جد جنکے بنی علی ہیں وہ آج رونق فراہوئے ہیں
 یہ منتظر تھا تام عالم کب آئیں دیکھیں ہمارے اگرم
 وہی مکرم وہی عظیم وہ آج رونق فراہوئے ہیں
 عجب طرح کا خالج ہے یہ کہ عشق احمدیں کہتے ہیں رب
 جو گل ہے گل بونستان احمد وہ آج رونق فراہوئے ہیں
 طریق احمد پہ خشکے دن چلسینگ کرتے کہ آؤ آؤ
 یہ دیکھو آگر بندی کا جس لو وہ آج رونق فراہوئے ہیں
 سینگھ میریں یہ صد احمد کہ نفسی سی سکا پیٹنگ رب
 جوشانِ لاخوف ہو سراپا وہ لمح رونق فراہوئے ہیں
 صفا زبان کو کہاں ہوتی کہ وصفت اسکا بیان ہوتے
 کہ خود شناخوان خُدا ہے جبکا وہ لمح رونق فراہوئے ہیں

سلام

اسلام اے وارث بنی علی	اسلام اے حضرت وارث علی
-----------------------	------------------------

اٹلام لے زیب بستان دل	اٹلام لے مرتضی کے نور چین
اٹلام لے فائل کنل کے پین	اٹلام لے ہاد شاہ دل با
اٹلام لے سر لقوں کے مرقا	اٹلام لے عاشقوں کے دل نوا
اٹلام لے حاصیوں کے پارنا	السلام لے دین ایسان ما
اٹلام لے دارث جاتان ما	
آپ کے داسٹے ہے حکم رسول عربی	
	ہود رو دادر السلام اپنہ جو ہیں آں بنی

میاں فضل حسین شاہ سعائکن قصبه دیلوی سجادہ نشین حضرت شمع شاہ رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں کہ ہیں نے سنا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ ہیں نے بلا خود پنے فونہال کو دودھ کبھی نہیں پایا۔ اور ہم تو اگر کبھی بلا دھن دو دھن پلانا چاہ تو یہ کہ فونہال نے دودھ کی طرف رغبت تحریکی آپکی والدہ ماجدہ فرماتی تھیں کہ رمضان المبارک کا اعلیٰ آیا تو دن کو میرے فونہال نے دودھ کی طرف التفات نہ کیا پس معلوم ہوا کہ آپ روزہ سے ہیں اور بوقت افطار آپ دودھ پیتے ہیں۔

اسی طرح حضرت سلطان الاولیاء نے اپنی والدہ ماجدہ کا چند گاہ دودھ پیا تھا کہ آپکی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا جدہ کرمہ یعنی بی بی لاحست النساء نے دایم فربن مقرر فرمایا اور حضرت سلطان الاولیاء کی پروش میں شغول ہوئیں حتیٰ کہ سن شرف آپ کا جب پانچ سال کا ہوا خود بخوبی آپ اکنکشتب ہوئے۔

معرف علم

بغرض تعلیم حضرت سلطان الاولیاء کو آپکی جدہ کرمہ نے مولانا امام علی صاحب

ساکن قصبه ستر کے غسلع بارہ ہنگی کے پرداز کیا۔ اور بعد ادھی قاعده آپ کو شروع کرایا گیا
 آپ کہذہ ان بسا کا تھا کہ تھوڑی تدبیت میں آپ نے اپنے سینہ بے کینہ میں قرآن مجید
 فرقانِ حمید کو رکھ لیا یعنی حافظ ہو گئے۔ اور کتب متداولہ عربی و فارسی سے بہرہ
 ہوئے۔ زمانہ تعلیم میں آپ کے اُشاد مولانا امام علی صاحب پنگ و ڈوز اپنے
 ہاتھوں سے بنا بنا کر حضرت سلطان الاولیا کو اوڑائے کے واسطے دیا کرتے تھے
 لوگوں نے یہ دیکھ کر مولانا مدرسہ زیادہ حصہ حضرت سلطان الاولیا کی تعلیم کا
 پنگ بازمی میں خرچ کر دیتے ہیں ہمیں سبب تعلیم میں کمی ہوتی ہے شاگی ہوئے
 مولانا نے بخوبی اکہ آپ چشم ظاہری میں سے حضرت سلطان الاولیا کی تعلیم کو نہیں
 دیکھ سکتے۔ انکی تعلیم مدرسہ فیضی فرماتا ہے انکا سینہ برکات علوم ظاہری دباطنی سے
 معلم حقیقی کی تعلیم سے جھٹرا ہوا ہے اور یہ واقعہ بیان فرمایا کہ میں ایک روز رفع حاجتے
 واسطے گیا۔ پلٹ کرایا تو سنایا کہ آپ سورہ یوسف مرضی اجھیں پڑھ رہے ہے تھے۔
 اُس وقت میں آپ کی جدہ مکرمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا کہ صاحب
 صاحب کو میں نہیں پڑھا سکتا۔ اور یہ واقعہ بیان کیا۔ اُس وقت حضرت حاجی
 سید خادم علی شاہ صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ آپ جس طرح چاہیں
 پڑھائیں۔ صرف تعلیم ظاہری کی ضرورت ہو۔ کیونکہ وہ مادرزاد ولی ہیں۔ اُس وقت
 مولانا صاحب موصوف نے فرمایا کہ آپ کی جدہ مکرمہ نے کیا مجدوب کو میرے
 سپرد کیا۔ کہیں میری عاقبت نہ خراب ہو جائے۔ کیونکہ میں ڈرتا ہوں۔ ایک روٹ
 اور واقعہ سند کہ ایک روز میں نے آپ سے ناراض ہو کر کہا کہ آپ بہت کھیلاتے
 ہیں اور پڑھنے میں دل نہیں لگاتے اُس وقت آپ کو جذب پیدا ہوا اور میرے طرف

مخاطب ہو کر فرمایا کہ مولانا صاحب مجھے سب یاد ہے جو آپ فرائیں میں پڑھ کر
شناہوں۔ اُس روز سے مجھے خوف معلوم ہوا کرتا ہے کہ کچھ میری نسبت کسی دو
آکی زبان مبارک سے نکل نہ جائے کہ میری عاقبت خراب ہو۔ بعد نومولانا صاحب
والپس آگر بہت تسلی و شفی سے پڑھاتے ہے۔ جب آپ کا سن شریعت ساتھی کا
ہوا توجہ مکر مخترع نے بھی انتقال فرمایا۔ اب ظاہر ہیں کوئی سر پست آپ کا
باقی زندہ بخراپ کی ہمیشہ صاحب کے اور حضرت حاجی سید خادم علی شاہ نور الدین
مرقد پر کے۔ اور یہ یقینت حضرت سلطان الاولیاء میں پیدا ہوئی ایمیات

شب آنکہ چشم روک کشند	سحرگاہ ان بصیرارونہ ساند
دلش سرگرم ذوق زہر پرسہ	چوزہ ادعا دت گوش خجیز
شدی چون بید لان سرگرم ہے	گھے سوے حرم کردی نگاہ ہے
نمودی پیشتر ذکر نہیں	بل میداشتی فکر نہیں
بان مرغ بسل می پیشی	چونا م پاک احمد می شنیدی
کسے گفتے جو نش دنگیر است	کسے گفتے ولی بے نظیر است
کسے گفتے کسے سحرش نمود است	کسے گفتے کو عشقش در بر دو دست
و سلے راز دل او سری نہی یافت	غرض ایں گونہ ہر س گشتگو داشت

غرض کا شخص ہر طرح کی گفتگو کرتا تھا مگر اس را راتی سے کوئی آگاہ نہ تھا۔ لیکن
دن حضرت سلطان الاولیاء کی ہمیشہ صاحبہ سیدہ بی بی رجم النبائل نے اپنے شوہر
حضرت حاجی سید خادم علی شاہ قدری سرہ العزیز ہے دریافت کیا کہ کیا بھائی میںے
مجھوں و دیوانہ ہیں۔ یکونکہ دیوانوں کی طرح شب درود اپنے خیال میں سرگردان و

پریشان رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بھائی بھی عطا فرمایا تو وہ مجھوں پر دیوانہ
اُس حقیقت ناس سے فرمایا کہ یہ صاحبِ جزا نے مجھوں ہیں اور نہ دیوانے اور کہیں کہ
شیدا و فریضہ۔ بلکہ عاشق خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ کو ایزد کا شناخ
ولی مادرزاد پیدا کیا ہے۔ الفرض تین سال تک حضرت سلطان الاولیا کی بھی
کیفیت رہی حتیٰ کہ سن شریف گیارہ سال کا ہوا۔ پس کامت انتساب مظہر
جاء وجلال مطروح فضل و کمال شمع شبستان دانش چراغ آفیش عالی قیمت
عالم حقیقت موحد خدا آگاہ حضرت حاجی سید خادم علی شاہ قدس سرہ الغریبی
ایک روز حضرت سلطان الاولیا کو غایت رسم ظاہری کی ہدایت سے بحکم و ابتغاؤ
لکیتِ الوبیہ بکہ بعیت کر کے نعمت معرفت و حقیقت سے مالا مال اور تصفیہ
یا طعن کو شمش مشیع کے ساتھ اقل بدلت میں و شغل و اشغال میں مشاق و ذکر
و فکر میں طاق، دل اور تجھیات سے روشن و سینیج خدینہ اسرار الہیم سے پُر و کر دیا۔

ذکر کردیم نکر پیدا شد	نکر کردیم حق ہو پیدا شد
-----------------------	-------------------------

حضرت سلطان الاولیا را توں گواں قدر رادائے نوافل میں مشغول ہوتے کہ
پائے مبارک آپکے درم کر جاتے۔ یوں اس قدر ذوق و شوق نے ترقی کی کہ
ہر وقت انوارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سامنے رہنے لگے۔ اور اُسی عالم استغراق میں
اگر پڑاتے ہے

ندارم ذوقی رندی ہئے چالاں پاک دا مانی	مرا دیوانہ خود کن بھر بنگے کہ میسد انی
---------------------------------------	--

اور روز و روز یہ پڑھا کرتے غر نزل

آتشِ آمد پیدا ہے و جسم و جہاں کی سرو شست
رخت و جسم و جانش نبھرم خدا را باز رہیں
کہ این چھاتش بود کہ آمد مصال زم مصیرت
اگرے می بود پہاں زیر خاشاک دخڑد
خاتم آئے زخم شاید کہ سوزم کم شود
دل درون عینہ ام پس جو دل دھر پخت
کہ این چھاتش دل کے جنم بھر دھر پخت
کہ این چھاتش بود کہ آمد مصال زم مصیرت
ما فہت کی شعلہ ام بھو دنکاں دپ پخت
در تزم آتش فشاں د وہ فنا کہ اختر پخت

اور کبھی عالم حیرت میں آکر مد نیہ منورہ کی طرف رُخ کر کے پڑھتے اور در در کر نام
احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم زبان فیض ترجمان سے یہ تعریف نزل

غیسر از تو که دل بر دی دل نانی خواهم	من یار ترا دارم غیس ارنی خواهم
من عاشقی دیدارم دیت ارنی خواهم	گر جاؤه دی بزول نقدہ دو جہاں گویم
تو دانی و من دانم امہ سارنی خواهم	سیر کم مر اباتست با غیسر تو چون گویم
من عاشقم دیدار غافل عقبے طلبند غافل	دنیا طلبید غافل عقبے طلبند غافل

الفرض اسی خیال میں جا لد اور منقولہ وغیر منقولہ جدی و آہانی کو قصہ ہے کہ رو سا پہر
تقییم کر دیا کہ اپنے قصہ مذکور میں موجود ہے۔ اسی اشارہ پس جناب تقدس اے
زیدۃ الا ولیا خلا صحتہ الائقی حاجی سید خادم علی شاہ صاحب بغلانست
جسمانی مبتلا ہوئے اور سرایہ حیات متعار کا دل سے جاتا رہا خدام آپ کو بسوار
فنس مع سلطانی الا ولیا برائے علاج لکھنؤی گئے اور جا کر مسجد میں جو کہ متصل با قصبا
وینا بازار کے واقع ہے قیام فرمایا۔ کیونکہ آپ کا قیام اسی مسجد میں ہی شیخہ را کرتا تھا
اور لکھنؤ میں آپ کے مریدین و معتقدین بہت کثرت سے تھے ان سبھوں نے آپ کا
علاج شروع کیا۔

ذکر اکبر شاہ صاحب مدینی قطب قلب سرہ

ایک روز ذکر جلال صفات و حماہزادنات جناب معرفت پناہ حضرت اکبر شاہ تدرس
مدین کا کہ قطب شہر تھے حضرت حاجی سید خادم علیشہ علیہ الرحمۃ سے لوگوں نے
بکھا۔ آجنباب مع حضرت سلطان الاولیاً قطب صاحب مدوح کی زیارت کو زیارت
لے گئے حضرت قطب صاحب کا قیام مسجد بساطیان واقع چوک بازار لکھنؤیں تھا
جرن قوت دروازہ مسجد پر پہنچے اول قدم حضرت سلطان الاولیا نے مسجد کے نہ
رکھا۔ جیسے ہی قطب صاحب صوف کی نظر حضرت سلطان الاولیا پر قطب
صاحبے اٹھکر آپ کو آغوشیں لے لیا اور حشم مبارک و پیشانی مبارک کا بوسہ
دیکر اور سورہ صورت تفسیر معانی تدیری ولایت کی تلاوت سے فارغ ہو کر حضرت
 حاجی سید خادم علی شاہ نور الدین مرقدہ سے کہا کہ اگر چونکہ من ہزار سال تک
گردش کرتا ہے تو بھی مثل حضرت سلطان الاولیا کے یعنی مثل ان صاحبزادے کے
کوئی شخص ظہور نہ کریگا۔ یہ صاحبزادے سر اپا نور احمدی صاحب اللہ علیہ وسلم ہیں۔
صرف قالب خاکی میں پھاں ہیں۔ تاکہ ہر ایک پھانے سے عاجز ہے۔ شعر

جمال مصطفیٰ طاہر کیا ہے اُسی کا نام وارث رکھ دیا ہے
--

اور فرمایا کہ جب قدر جلد کیسے مکن ہو تو بیت میں حضرت سلطان الاولیا کے کوشش
فرمائیے تاکہ جواب ذریمان سے اٹھ جائے گو کہ تعلیم کی کوئی ضرورت نہیں ہو کیونکہ
یہ صاحبزادے ولی ما درزاد ہیں۔ مگر ظاہری تعلیم کی ضرورت ہو کہ راستے ہے جیسا

اُنہجایں حضرت حاجی سید خادم علی شاہ صاحب خود ہی واقع تھے مگر بب
ارشاد قطب صاحب موصوف کے اسقدر کوشش لیٹنگ کے ساتھ مشغول ہوئے
کہ چند ہی روزیں آپکی تعلیم ظاہری و باطنی کی تکمیل کر دی اور فیوض دریکات سینیہ
جو سلسلہ بسلسلہ چلا آرہ تھا حضرت سلطان الاولیا کو مستفیض فرا کر جیسا بات اُنماد
جس سے انوار الٰیہ کی برکت سے آپ کا قلب روشن و منور ہو گیا۔ اور اپنے سایہ حمایت
لے لیا۔

شعر

از نورِ اوجہاں آباد و عصمه	منور باد ایں مہتاً دم صور
----------------------------	---------------------------

ذکر وفات حضرت حاجی سید خادم علی شاہ قدس سرہ

المرام جنوقت حضرت سید خادم علی شاہ قدس سرہ العزیز بدلائے عوارض ملک الموت
ہوئے۔ علاج لئے اپنا کام نہ کیا تھب ایک دن حضرت حاجی سید خادم علی شاہ قدس
سرہ العزیز نے تمام طالبوں کو اپنے سامنے طلب کر کے بعد تفہیم و تقیم مراتبات فقر
ہر ایک سے رخدمت دامی چاہی اسکے بعد تادریثنا و صفتی اللہ تعالیٰ اور ذکر
ونعمت سردار دو عالم محترم صطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشغول ہے۔ آخرین کلمہ
توحید ہے اُوازہ لند پڑھ کر راہی تاک بقا ہے۔ طویل روایت نے نفسِ شن سے
مکمل رجائب ریاض فی جنت علیہ پرواز کیا اور اس کا بعد خاکی کو سرشار
جام وحدت نشا مادہ مکمل تفہیم دائیقۃ الموت کے مدھوش فرمایا اِنَّ اللَّهَ وَلَا إِنَّ
لِيْكُمْ رَاجِعُونَ ۝ دفعتا شور قیامت بپا ہوا اور ہر ایک گریہ و زاری میں تبلابہ ای
صاحب تواریخ تحریر فرماتے ہیں کہ بتایخ ۲۷ صفر المظفر ۱۴۳۵ھ اللہ کو لا شی ایک

اپنے مخدوم ایام کی مسجد قصاباں سے اٹھائی گئی تاہم جاؤں شاہی ہم رکاب لاش
مبارک روں و علائے فرنگی محل و سید فدا حسین بینائی و جملہ ایسا کین شاہی
ہمراہ پرچل واختشام شاہانہ اُس جنازہ حضرت کو گولہ گنج میں پہونچایا اور حسروقت
لاش مبارک کو قبر شریف میں اٹا را ہفت ضرب توپ کافیر ہوا۔ گان ہوتا تھا کہ
کسی سلطان کا جنازہ ہے شعن

یہے ہر کس کہ بست از قسم عشق پس از مردن شود مشہور آنات
--

دریان زیب کر دن دستار بر سر مبارک و خرقہ پوشیدن
حضرت حاجی حافظ مولانا سید ارشad علی شاہ رضی اللہ عنہ

ذخیرۃ الاصفیان فارسی مصنفہ نشی خدا بخش صاحب ساکن دریا آبادی خلیع باہ عکی

مرید حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ مطبوعہ انوار محمدی پر یہیں لکھنؤ

۳۹۳ صفحہ ۲۷

برائے ادائے فاتحہ خوانی و بستن دستار خلافت و جائشینی جناب غفار آہ
تاہم، دوسرا شہر لکھنؤ گردہ فقراء جمع ہوئے۔ مسمی مناجان دار و غیر خانہ جات
شاہی ارادت کیش و مرید خاص اُس فردوس مقیم کا تھا کہ ایک دستار کشتی نفرہ یا
رکھا کر طڑہ پیش رتیں ڈال کر اُس جلسہ میں لا کر رکھا کہ یہ صاحبان جس شخص کو قابل
اس خلوت کے دیکھیں عطا فرمائیں۔ حاجی غلام حسین نامے جو کہ خدمت ہنریاب
معقولہ کے رہتا تھا اُس کو خیال تھا کہ میں قابل اس خلوت کے ہوں۔ بدین سبب

۵

روسا شہر سے تحریک ستابندی اپنے نسبت کی اور اس قول سے وہ آگاہ نہ تھا
گلزار اسلام مقصود پارون سرمش خویش ساخت سرنوشت را

آخر کاربج کم شیلت ایزدی و عطیہ سرمدی دفعہ سید سعادت علی بن سید
محمود محقق بن سید غوث گوالیاری و جانب اکبر شاہ صاحب و امید علمی شاہ صنا
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین باتفاق یک دگر اُس دستار کو لیکر بہم ائمہ الرحمٰن الرحمٰم
کمک فرق مبارک حضرت سلطان الاولیاء پر باندھا ملک گفت احسن فلک گفتہ و
اور یہ قطعہ پڑھا قطعہ

مبارک ہو یہ دستار مبارک شاہ ولایت شاہ وارث پر	یہ فی ارش علی شاہ ولایت شاہ وارث پر
یہی تو سر ولیت ان محمد اور علی کے ہیں	حیدر فاطمہ کے جلوہ آرا شاہ ارش پر

بقابلہ مولف وزیر دیگر صاحبان مثل شیخ حیدین علی صاحب نمبر وارموضع سادہ مسو
صلح عبارہ بنکی حضرت سلطان الاولیاء نے بتذکرہ خلافت فرمایا کہ مُناہنا بوقت
خرقه پوشی ہکو دو کرتے پہنچئے گئے ایک قادر یہ دوسرا چٹیہ حب میں بازار سکت
نکلا ایک کرتہ کبا پچی کو دیکر کباب کھالیا۔ اور دوسرا حلوا می کو دیکر شیرینی کھالیا۔

یہ اپنے اسرار بھری بات فرمائی کہ کسی کی سمجھتے ہیں نہیں آسکتا کہ کبا پچی کی نسبت
کسکی طرف کیا۔ اور حلوا می کی نسبت کس کی طرف کی۔ ہم لوگ ناہیں ہیں بینا نہیں ہیں
اگر چشم باطن کی آنکھ ہوتی تو یہ ہرگز ہرگز زبان سے نہ نکلتا کہ اپنے بیب بخوب
عشق الہی کے دونوں خرقتے تھے کر دیے۔ کیونکہ آپ مجد و ب سالک تھے۔ صرف
مجد و ب نہ تھے۔ یہ کام مجانین کا ہے۔ اگر آپ مجد و ب سالک نہ ہوتے تو مرشدی
و مسترشدی کا سلسلہ آپے جاری نہ ہوتا۔ کہ مجد و ب شیخی کے لائق نہیں ہے اسکا

ذکر موقع پآویگا۔ اور بھر فرایا کہ بروز سوم حضرت حاجی سید خادم علیشاد
 صاحب قدس سرہ دہاں پر میں موجود نہ تھا کیونکہ مجھکو خواہش دستار بندی کی
 نہ تھی۔ اور نہ میرا خیال دستار بندی و خلافت کی جانب تھا۔ میں سیر کرتا ہوا
 اُس طرف کو آنکھلا اور اُس مجلس میں جب روسا شہر نے نسبت غلام حسین
 دستار بندی کا تذکرہ کیا اُس وقت درویشوں نے کہا کہ ایک لڑکا سید صاحب
 مغفور و مبرور کے ساتھ رہتا تھا امید ہو کہ وہ سید صاحب کا عزیز ہو۔ وہ
 کہاں ہے وہی قابل دستار بندی و خلافت کے ہو اُس وقت اکبر شاہ صنان
 قدس سرہ الغزیز نے فرمایا کہ وہ تو اور زادوی ہے۔ ایک تباہ سید صاحب
 مغفور میرے پاس اپنے ہمراہ لائے تھے اسکو ضرور تلاش کرنا چاہئے اُسوقت
 ایک سوار کو حکم دیا گیا کہ تم ہجپانتے ہو جاؤ اور تلاش کر کے جلد اُس لڑکے کو
 بیہاں لاو۔ اُس وقت میں سیر کرتا ہوا قریب مجلس کے آگئا تھا۔ ایک سوار پہنچے
 میرا تھہ پڑک مخفی میں ٹھپلا دیا دہاں پر نواب محمدی قلی خان صاحب بھی موجود
 ایک مرتبہ جب آپ بھر پنج میں تشریف لائے اور نواب محمدی قلی خان پڑا۔
 ناپارہ سے داسٹے ملنے حضرت سلطان الاولیاء کے آئے اُس وقت آئے
 نواب صاحب کی عظیم کی اور فرمایا کہ نواب نواب آپ بھی تو موجود تھے جب پنج
 دو کرتہ پہنچے گئے۔ اُس وقت نواب صاحب کہا حضور صحیح ہے آپ خلیفہ سید
 صاحب مغفوکے ہیں۔ اب حضرت سلطان الاولیاء کے ان ارشادات ہے بھی
 تصدیق خلافت ہوتی ہے اور شجرہ چشمیہ و شجرہ قادریہ سے جو آپ اپنے مرید
 عطا فرماتے تھے اپنکا خلیفہ ہونا حضرت سید حاجی خارم علیشاد قدس سرہ کا ہابخت

کیونکہ بعد وصال حضرت سلطان الاولیاء کے لوگ بیان کرتے تھے اور اب ہی
 بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلطان الاولیاء کسی کے خلیفہ و سجادہ نشین نہ تھے اُن کی
 عشق کی منزل تھی اور اکثر حضرت سلطان الاولیاء فرماتے تھے کہ ہمارے یہاں پر
 خلافت و سجادہ نشینی نہیں ہے کیا ہم پرزاوی ہیں مؤلف کرتا ہے کہ ہمارا ہیں نے
 حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے نہ ہے کہ جب لوگوں نے
 ذکر خلافت کا کیا اُس وقت آپنے فرمایا کہ ہمارے یہاں عشق ہے کیا ہم پرزاوی
 ہیں اور جب لوگوں نے زیادہ اسرار کیا تو آپنے فرمایا کہ جسکے قدموں پر ہزاروں
 عالم گرے اُسی کو سمجھ لینا یا ایک مرتبہ ظہور اشرف صاحب کن ایمپیٹی ضلع بارہ بنکی
 نے مشہرت کی کہ ہم کو حضرت سلطان الاولیاء نے اپنا خلیفہ بنایا اور حکم دیا کہ تم ہمارے
 خلیفہ ہو۔ سڑہ شرہ یہ خبر موضع گردیہ ضلع بارہ بنکی میں پوچھی اُس وقت والذما
 مؤلف و شیخ محمد امین الدین ریس گردیہ داسطے دریافت کرنے اس خبر کے حضرت
 سلطان الاولیاء کی خدمت میں حاضر ہیں۔ حضرت صاحب کہ کہا کہ کیا حضور نے
 ظہور اشرف صاحب کو خلیفہ بنایا۔ یہ خبر سنکر ہلوگ آئے ہیں کہ حضور سے
 دریافت گریں۔ حضرت نے فرمایا کہ ہمارے یہاں عشق ہے خلافت نہیں ہے۔
 کیا ہم پرزاوی ہیں۔ آپ کافر مانا صحیح ہے۔ اور مؤلف کو اس امر کی کاٹھہ
 تصدیق ہے۔ مگر یہ الفاظ خلافت و منزل عشق کے جوز بان مبارک سے حضرت
 سلطان الاولیاء کے برآمد ہوئے خالی اذا اسرار نہ تھے۔ اگر یہ الفاظ خالی اذ
 اسرار ہوتے تو ہرگز اندھہ تعالیٰ منزل عشق و درجہ خلافت کو اپنی ذات خاص پر
 محفوظ نہ کرتا۔ اور عالم ناسوست میں اُس کا اظہار نہ کرتا اور اُس منزل عشق و خلافت کا

ذکر اپنے کلام پاک میں نہ فرماتا اور اپنے جدیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا انہمار اسی کلام پاک میں نہ فرماتا اور دیگر ان بیانیار مسلمین سے بھی اس کا ذکر نہ فرماتا۔ اور یہ عشق و خلافت بزرگان دین کے خاندانوں میں جاری و قائم نہ ہوتا۔ پس علوم ہوا۔ کہ یہ سلسلہ خلافت قائم کر دہ حضرت رب العزت جل شانہ و عز برائے جسپر خود کلام پاک شاہد ہے۔ امدا یہ طریقہ تاقیامت جاری و قائم رہیگا۔ وکیوں کتاب الطاف الرحمن بتفہیم القرآن مصنفہ حضرت مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محلی قدس سرہ صفحہ ۶، الحایۃ ۶۴ مطبوعہ نامی رپس لکھوڑ ۱۳۷۰ھ

ترجمہ اور جب کما تھا سے رب نبی ملائکت کے کرم
نہیں میں خلینہ کر دیوں الی ہیں۔ کہا انہوں نے
کہ یہ نہیں ہیں ایسے شخص کو بنایے گا جو ساذ کرے اور
خوبی کرے۔ حالانکہ ہم تسبیح کرتے ہیں تیری تبریز کے
ساتھ اور پاکنگی کرتے ہیں نیکے لئے۔ فرمایا انہوں نے کہ
یقیناً میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو۔ اوسکے
اگلے جل شانہ حضرت آدم کو نام اسمار پھر ان کو
ہیش کیا ملائکت کے دربار اور کہا کہ بتاؤ مجھے اسماء
آنے اگر تم پسے ہو۔

وَلَذِقَ الْرَّبُّ لَهُ لِلْأَنْتَكَ كَفَارِيٌّ
جَلَ عَلَىٰ فِي أَهْلِ رَحْمَةٍ خَلِيفَةٌ مَا قَاتَ
أَبْتَجَعَلَ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيُسْتَوِدُ
الرِّسْمَاءَ وَمَنْحَنُ لَمْسَبِحَجَّهُ لَهُ وَ
فُقَدِّسُ لَكَ طَقَالَ يَنِيْ أَعْلَمُ مُكَلَّا
تَعْلَمُونَ وَعَلَمَ أَدَمَ كَاهْلَةَ كَلْهَا
تَشَعَّضَهُمْ عَلَىِ الْمَلَائِكَةَ قَنْقَلَ
أَنْسَوْنِيْ بِأَمْهَاءَ هَشَّهَا عَادَ
كُنْتُمْ صَدِيقَتِيْنَ

جب اما دادہ آئی انہمار خلافت حضرت آدم علی ہمینا علیہ السلام کا ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی قدرت کامل سے پیدا کیا اور انکے سینہ بے کینیہ میں عشق محبوی یعنی محبت محبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھا۔ کہ آنکھ کھلتے ہی نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کہ ساق عرش پر خدا کے نام کیسا تھا تحریر ہے۔ بدینوبھی اس نام پاک کی حضرت آدم کے دل میں محبت اور عظمت پیدا ہوئی۔ حتیٰ کہ اپنے اولاد کو بھی وصیت کی کہ جیب اللہ کو کسی وقت نہ بھولنا۔ جب اللہ کا ذکر کرنے والے سکے جیب کا بھی ذکر کرنا۔ جیسا کہ حافظ شیراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ بیت
دوش دیدم کہ ملاہک دریخانہ زدنہ
گل آدم بہشتند پیار زدنہ

مطلوب یہ کہ کالمیں نے دیکھا کہ فرشتوں نے شراب خانہ کے دروازہ کو کھٹ کھٹایا اور حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی کو گوندھا اور پیالہ بنایا یا دوش سے مراد ابتداء تو ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق کلام پاک سورۃ الحجہ میں رب العزت کا ارشاد ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَّأٍ مَسْعُونٍ یعنی ہمنے حضرت آدم کو خشک مٹی از قسم لای سیاہ بوگرفتہ سے پیدا کیا۔ اب حضرت حوا کو اپنی قدرت کالم سے حضرت آدم کی بائیں پلی سے پیدا کیا اس وقت اللہ تعالیٰ نے عقدہ یعنی نکاح دبڑا حاملان عرش کے کر دیا اب زوج موجود ہوا اولاد ہوئے ملک جب قاہیل نے ہبیل کو مارڈا لایا۔ حضرت جبریل کے حضرت آدم علیہ السلام ہبیل کی محبت میں برقیار رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی تسلی و خاطر علمیں کیوں سطے بھیجا کہ اللہ تعالیٰ مجھکو ایک فرزند شید عنایت کریکا۔ اور اسکی نسل سے اپنے جیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سردار بنی آدم پیدا ہونگے۔ چنانچہ ہبیل کے مرلنے سے پانچ سال بعد حضرت شیخ علیہ السلام پیدا ہوئے اور وہ حسن و صورت اور سیرت میں مشابہ حضرت آدم کے

اور تمامِ ولاد سے حضرت آدم علیہ السلام کے نزدیک محبوب تھے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے قبل وفات کے ان کو اپنا خلیفہ بنایا اور جب حضرت نبیت علیہ السلام کی ولادتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انکی شان میں فرمایا ولادِ بنتی ابراہیم رَبَّهُ يَكْلِمُ لِيٰ فَإِنَّمَّا هُنَّ طَاقَلَ إِنَّمَّا
 جَاءَ عَلَىٰكَ لِلِّنَّاسِ إِمَامًا مَادَ قَالَ مَنْ ذَرْتِنِي طَقَالَ لَا يَنَالْ مَعْصِيَةَ مَنْ
 الظَّالِمِينَ ترجمہ اور یادگار و اس وقت کو کہ جب جا چاہا ابراہیم نے
 پہنے رب کو ابراہیم کو اُسکے رب نے تو اُس نے ان کلمات کو پورا کر دیا کہما اُسکے
 پور دگار نے کہ میں تمکو لوگوں کے لئے امام بنانا چاہتا ہوں۔ کہا ابراہیم نے
 اور میری ذریت کو امام بنائیں گا۔ کہا رب نے میرا یہ عمدہ ظلم کرنے والوں کو نہ بیگنا
 اور کھڑا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ابراہیم اَلَّا مَنْ سَفَهَ نَفْسَهُ وَلَقَدْ أَصْنَطَفَنِيهِ
 فِي الدُّنْيَا حَوْلَتْهُ فِي الْآخِرَةِ لِكُنَّ الصَّالِحِينَ ترجمہ اور ہمہ ابراہیم کو
 دنیا میں منتخب کر لیا اور یقیناً وہ آخرت میں نیک لوگوں میں سے ہو۔ اس طرح
 سیکے بعد دیگرے خلیفۃ اللہ کا طریقہ اپنیا اور مسلمین میں چلا آیا۔ جبکہ ہمارے نبی کرامہ
 صلی اللہ علیہ وسلم عالمِ ناسوت میں تشریف لائے۔ کو کہ عالم باطن میں اللہ
 تعالیٰ نے اُس وقت آپ کو اپنا خلیفہ بنایا تھا کہ جس وقت سوالے اللہ تعالیٰ کے اور
 کچھ نہ تھا۔ صحیح بخاری میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے فرمایا گئے
 جو حفص کے بیٹے تھے کہا ہے فرمایا میرے بیٹے کہا کہ ہے فرمایا اش نے کہا
 کہ ہم سے فرمایا جامع نے جو شداد کے بیٹے تھے اُن سے فرمایا صفویان نے جو
 بھروسے بیٹے تھے وہ روایت کرتے ہیں عمران جو حصین کے بیٹے تھے کہ خباب

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان اللہ و کم بکن و شمعی و غیرہ یعنی اللہ تعالیٰ
اور اسکے سوا کوئی چیز نہ تھی۔ اب سنو سبے پہلے اُس نے اسی بنا پر امام احمد فراہی
مواہب لذتیہ میں لکھتے ہیں کہ امام عبد الرزاق نے اپنی سند جابر تک پہنچائی
جو عبد اللہ کے بیٹے تھے اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ تعالیٰ
ماں باپ آپ پر فربان ہوں مجھکو خرد بخے کہ وہ کون چیز ہے جو رجسے پہلے پیدا
ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُول مَا خلق اللہ نوری فَأَنَا مِنْ
نُورِ اللّٰهِ وَخَلقَ كُلَّ صِرْفٍ نُورٌ یعنی پہلی جو چیز اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کامل
بنایا وہ سیرالنور تھا یعنی میں ہوں اور میرے نور سے تمام مخلوق بنائیں گے مثل نہیں
آسان دلوح و کرسی و قلم و مسجدہ ہزار عالم بنایا گیا۔ اور مجھکو تمام عالم پر اپنے حکم کے
ناذکر نے کا حکم عطا فرمایا اب سنو کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے
سبے پہلے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور بنایا جائے سے مراد
یہ ہے کہ اللہ نے اپنے نور کا سایہ پیدا کیا۔ اللہ کا نور جیسا تھا ذیں اسی رہا۔
اللہ کا نور کچھ گھٹ نہیں گیا۔ اللہ نے اپنی صفت کا نمونہ انسان میں رکھا ہے
انسان کا سایہ و عکس آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے اور انسان کا ایک بال بھی گھٹ
نہیں جاتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پہلا سایہ ہے۔
اللہ تعالیٰ کا یہ سایہ پہلے نہ تھا۔ فقط اللہ ہی تھا۔ اللہ نے اپنے اس سایہ کو پہنچے
قدرت کامل سے پیدا کیا۔ جب اور خلق کے بنائے کا ازادہ ظاہر کیا اُسی نور
محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرش کرسی دلوح و قلم و مسجدہ ہزار عالم بنایا۔
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو عالم باطن میں بھی اپنے

خلیفہ بنایا تھا اور عالم ناسوت میں پیدا کر کے اپنے مخلوق پر اپنے احکاموں نے ظاہر کر دیا کہ میرا حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرا خلیفہ ہے توگ سب اُسکی پروپریتی اور سورہ اثر امام سید رَبِّ الْأَنْبَیَاءٍ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جہنم میں پڑھایا اور درگفت نہ از پڑھائی۔ پھر حضرت جبریل غائب ہو گئے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان آئتوں کو پڑھتے ہوئے حضرت خدیجۃ الکبریٰ صنی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے نہایت خوب و رُعبے دل مضطراً کا نیتا تھا حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بغل میں دبایا اور فرمایا جمال مبارک آپکا نہایت مصفا اور چہرہ مبارک نہایت اعلیٰ ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا دل کا نیتا ہے مجھ کو کپڑوں میں پیٹھیو جحضرت خدیجۃ الکبریٰ نے اُس جبیب اللہ کو گلیم میں چھپایا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال خون کے بعد ان آئتوں کو ٹپھکرنا یا اور فرمایا مجھ کی احوال عاضن ہوتے ہیں شاید میں زندہ نہ رہوں گا۔ اُس کاملتے نے حضرت کی تسلی کی کہ قسم خدا کی کہ وہ مجھ کو خوار می وہلاکت میں نہ دالیں گا۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ آست طبعی۔ یا آیہ الْمُذَكَّرُ فَمَا ذَرَ رَبُّكَ فَكَيْدُ عَيْنِي لے کپڑوں میں نیچنے والے اُنہا اور لوگوں کو ڈرا اور اللہ کی بڑائی کر اب آپنے ظاہری و باطنی طریقے سے بوجب آئی کریمہ لَمَّاَذَرَنَّهُنَّاَنَّهَا يَبْعَثُ عَنَّ اللَّهِ يَعْلَمُ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگ سیحت کرتے ہیں آپے وہ لوگ سیحت کرتے ہیں مجھ سے۔ سیحت شروع کر دی اور بالکل ثابت ہو گیا کہ خلافت سابق انبیاء مسلمین کے وقت سے چلی آرہی ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سماں بر

مرتبہ سال کا ہوا اور زمانہ وفات کا قریب آیا صحیحین میں مذکور ہے کہ حضرت علیم
 اپنی بیماری میں ایک روز حضرت عالیہ صدیقہ رضے اللہ عنہا سے فرمایا کہ اپنے باپ
 اور بھائی کو بلا دستاک تھا سے باپ کے لئے خلافت نامہ لکھ دوں۔ پھر حضرت نے
 فرمایا کہ اسکی ضرورت نہیں کیونکہ مومن لوگ انکے سواد و سکے کو سرد ادا کر دیجئے
 اور اللہ تعالیٰ کی شیست بھی یہی ہے۔ اسی طرح صحیحین میں یہ بھی مذکور ہے کہ ایک دن
 بیماری کی حالت میں کاغذ و قلم مانگا چونکہ اُس وقت عارضہ کی شدت تھی حضرت
 عمر بن کعب کا کہ اس وقت لکھوائیں ممکنیت ہو گئی ہے لئے حضرت علیہ اللہ علیہ
 وسلم کے فرائے کے بوجب قرآن مجید کافی ہے جب کہ حضرت زیادہ بیمار ہوئے
 اور سجدہ میں نماز کے واسطے نہ جاسکے امرت کا حکم حضرت ابو بکر صدیق رضے اللہ
 تعالیٰ عنہ کو فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیق امرت میں شغول ہوئے اُس وقت پیر خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ خالی دیکھ کر بے اختیار رہئے اور آوازِ زوٹ کی ماندہ بیوی
 یہاں تک کہ آنحضرت کے کافوں تک پہنچی اور حضرت مسیح میں تشریف لائے
 اور حضرت ابو بکر کے پیچھے نمازِ طریقی اور بعد نماز کے مسلمانوں کو نشانیں کے لیے فرمائے
 دیکھو تمہرہ مظاہر شکوہ جبارہ چار مضموم اباب مذاقہ بنا قباقیل و فڑک و ضائل عجّع
 جایا رب ابین مکرانَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالَ اللہ ایزَالْ هَذَنَ الْ اَمْرُ فِي
 قَرْبَیْشَ مَا بَقَیْ مِنْهُمْ اَثْنَانَ مُتَّفِقَ عَلَیْهِ رَوَى يَحْيَى اَبْنُ عَمْرٍو عَنْ اللَّهِ عَنْهُ
 کہ تحقیق فرمایا بی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ یہی شہر ہوا امر خلافت قریش میں۔
 ف-ح۔ یعنی چاہئے کہ انھیں میں ہے امر خلافت اور جائز نہیں شرعاً
 عقد خلافت غیر ان کے لئے اور اپنے عقد ہوا اجماع صحابہ کے زمانہ میں۔ اور اسے

جنت کی فہماجیں نے الفتاویٰ سے ترجمہ جنتک کہ باقی رہیں دو اور می۔ نقل کی
بخاری اورسلم نے فتح یعنی سول کے خلیفہ کے یہ بمالغہ ہے والا امر خلافت دو
آدمیوں سے انتظام نہیں پکڑتا فتح۔ کہانو دی نے یہ حدیثیں اور مائندہ انکے
دینیں ظاہر ہیں اسپر کہ خلافت شخصی ہے ساتھ قریش کے نہیں جائز ہے عقد خلافت
غیر نکے کے لئے اور اسی پسندیدہ ہوا اجماع صحابہ کے زمانہ میں اور بعد انکے اور جنہیں
خلافت کی اس میں اہل بدعت سے پس وہ جنت لایا گیا ساتھ اجماع صحابہ کے۔ اور
بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ حکم ہمیشہ کو رہیگا آخر زمانہ تک جنتک باقی رہیں
لوگوں میں سے دو بھی۔ اور ظاہر ہوا جو کچھ فرمایا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امور میں
انتہائے اور تحقیق یہ ہے کہ خبر ہے امر کی یعنی جو کہ مسلمان ہو پس چاہئے کہ اتباع کے
امنکا اور نہ خرچ کرے اُن پر والاجاتا رہا امر خلافت قریش سے۔ اکثر شہر فون میں
کچھ اور دوسو برس کے بعد اور احتمال ہے کہ محوں ہو یہ اپنے ظاہر پر اور ہموفیڈ
ساتھ قول آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کہ حدیث مائندہ میں ہے مَا أَقَامَ الْكِبِيرُ
یعنی امر خلافت قریش میں ہی رہیگا جنتک بزپار کھینگے دین کو اور نہیں نکلا امر
خلافت قریش کے ہاتھ سے گر جب کہ رعایت نہ کی اُنہوں نے دین میں حرام حیز
دیکھو وہ بجا چھ سیر الادلیا فارسی مطبوعہ دہلی صفحہ ۳۷ نظریت صفحہ ۱۲۔

خلافت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

والصلوٰۃ برغت ویاران او کہ پیشوایان خلق اند و راه نمایان حق چنان لے حضرت
رسالت پناہ حصلے اللہ علیہ وسلم در حق ایشان فرمودہ آصحابی کا لشجو و

بِأَنْ يَقُولَ أَفَلَا يُتَمَّلِّهُتَدَأْيُتُمُ عَلَى الْخُصُوصِ بِإِمَرِ الْمُؤْمِنِينَ الْوَكِيرِ صَدِيقِ رَسُولِهِ أَعْنَى
 كَمْ بَعْدَ احْضُرَتِ الرِّسَالَتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَهَى إِذْنُهُ ابْرَاهِيمَ بْنَ حَالِيفَ
 رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ سَيِّدِ الْمُحْسِنِينَ تَحْبِيرِهِ وَبَادِشَاهِ ارْبَابِ تَفْرِيدِهِ بُودُوكَامَاتِ الْمُشْهُورَةِ
 آيَاتٍ اُوْ دَلَائِلَ بِرَأْيِ نَظَارٍ وَشَلَّاحٍ اُوْ رَأْيِ اسْقَمِ ارْبَابِ وَازْكَلَاتِ اُوْ سَتَّ وَارْبَعَ
 بِلَائِيَّةٍ وَأَمْوَالِ النَّاسِ عَلَيْهِ وَأَنْفَاسِنَا مَعْدُونَ وَرَأْيِهِ وَكَلَّنَا مَوْجُودَةً وَزَهْرَى
 رَحْمَةِ اَنَّهُ عَلَيْهِ رَوَايَتِي مِنْ كِلَّ دُوْلَى اِمَرِ الْمُؤْمِنِينَ الْوَكِيرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى اِنْجَافِهِ
 بَكْرَ ذِي بَرْ شَدَّهُ خَطَبَهُ كَرَدَ وَرَأْشَنَارَ خَطَبَهُ كَفَتَ وَاللَّهُ مَا كَنْتُ بَحْرَيْصَانَكَ
 الْأَمَارَةَ يَوْمَ مَا فَكَّ الْكِلَةَ قَطُّ وَلَا كَنْتُ فِيهَا أَرْغَبَأَ وَلَا سَأَلْتُهَا اللَّهُ قَطُّ
 فِي يَوْمِي وَعَلَائِيَّةِ وَمَالِي مَعَ الْأَمَارَةِ مِنْ رَأْحَةِ تَرْجِمَهُ قَسْرِ خَدَّا کَیِہِ
 نَخَایِنِ حَرَلِیِںِ اوْ پَرِ اِمِیرِ ہُوَنےِ دَنَ کَےِ اُوْ رَبِّهِ رَاتَ کَےِ ہَرَگَزِ اُوْ زَنِ نَخَایِنِ لِسَنِ
 اِمَارتَ کَارَغَبَتَ کَرَلَےِ دَالَا اُوْ رَبِّهِ چَائِنَےِ دَالَا پِسِ اِمَارتَ کَاخَدِ اِنْتَعَالِیَ سَےِ
 ہَرَگَزِ بَاطِنِ اُوْ زَنِ نَظَارِہِیِںِ اوْ گِیا چِیزِ ہےِ اِرْدِیکِ دِیِرِےِ رَاجِتَسَےِ اِمَارتَ کَےِ
 بَخْلَمَبَارِکِ حَضُرَتِ سَاطَانِ الْمُشَلَّحِ قَدَسَ اَنَّهُ مُرَسَّةُ الْعَزِيزِ بَشَّتَهُ وَيَدِهِ اِمَرَ قالَ
 اَلَا يَعْرِيَ لِلَّهِ بَكْرَ رَضِيَ اللَّهُ مَعْنَدَهُ اَنْتَ خَلِيفَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قالَ لَمَّا آتَنَا النِّخَلَافَتَ بَعْدَهُ لَيْسَ كَمَا بَدَوْيِی نَےِ خَاصِّكَ
 حَضُرَتِ ابِی بَكْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَےِ کَمَّ تَوْلِیْفِهِ ہےِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کَمَا
 کَمَا حَضُرَتِ ابِی بَكْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمْ نَهِيَنَ ہوں یِمِ خَلِيفَهُ گَرَبَدَ حَضُرَتِ حَسَنَیِ اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کَےِ درِ حَکَایَتِ آمِدَهِ اِسَتَ کَمَّ اِمِیرِ الْمُؤْمِنِینَ عَمِرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَهَ
 حَمَدَ خَلَافَتَ خَودَ زَنَےِ اِزْنَانِ اِمِیرِ الْمُؤْمِنِینَ الْوَكِيرِ صَدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَرِرا

در جالم خود آورده بود و خلوت ازان ہے پر سید کہ از عالمہ امیر المؤمنین ابو بکر رضی
اللہ عنہ مشغول ہے چیزے بگوتا من اتباع آن کنم۔ آن زن گفت کہ من ایں قدر
دانم کہ بیشتر بمشغول بھی بودے چوں وقت سحر در آمدے ارمذیہ سباز خون نفے
بما آور دے ازاں نفس بوجے جگر سوختہ آمدے۔ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ چوں
اپنے سخن بسید گہریست و گفت کہ من در ہرہ اتباع او مشغول ہما تو انگ کرد فاما بیو
جگر سوختہ ارکجا تو انم آور دهہ و ام از بجا بود کہ ابو بکر صدیق بین لشارت مخصوص
لَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ الْخَلْقِ عَامَةٌ كَمَا كَمَا بَكُلِّ خَاصَّةٍ يعنی بدراستے کہ اللہ تعالیٰ تھیں کہ
و خلق را از روئے علوم و مرابی بکر را مخصوصیت دیہم بین سبب بود کہ امیر المؤمنین
عمر رضی اللہ عنہ کتابت گفتے پاکستانی کنت شعرہ فی صدی رای بکو کاش کر
عزریک بوجے بوجے از بوجے ہے کہ بر سینہ منبارک امیر المؤمنین ابو بکر بود ڈاہر
المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ آن زن را کہ در جالم خود آورده بود طلبید و گفت مخصوصون
از لو شخص ایں مخالفی بودہ والا شخص دیگر در میان بود مہرا و بد داد و از دا
بلکذا اشت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ در آخر عمر مدت پانزده روز زحمت
فرارحم ذات پاک او شد و در سال ملکہ عشر من الحجرہ بر سمت حق پیوست۔

عمر خلافت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بر امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کہ امام اہل تحقیق و اندیجہ محبت عرق بولادگرامات
و فراسات مسحور و بصلابت و فراسات مخصوص حضرت جہنم علیہ السلام در ابتداء
اسلام امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمد و گفت

یا میں قل استبشر اهل السماء طائفہ اہل التصوف بلیں مرقع یعنی
اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم شاد شدہ اند باشد گان آسان امروز سلطان شدن غیر
وقتے عمر رضی اللہ عنہ درخواجی مدینہ حشت میزدا آفتاب برپت بارک او سخت
بنا فت گرمی آفتاب دید لفربارن حضرت عزت نورا افتاب استند جہاں رکن
شذ غلغله وردمیہ افتاد کہ مکروہ قیامت قائم شدہ بعدہ امیر المؤمنین عمر بن حضر
رضبا جانب آفتاب دید آں نور بد و ناخشنیدند دن دن خلافت ده سال و
ششماہ و پنج روز بود در سنہ ثلث و عشرين برست ابن لولو شہادت یافت

عہد خلافت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہ گنج حیا واعیہ اہل صفا متعلق
درگاہ رضا بود و به نسبت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نسوانیہ دختر
دایا و پیغمبر بدین الصال خطاب ذوالنورین مشرف گشت و جامع قران و شیع
حیطان و مرتب جیش اہل ایمان بود و اول اع کرم و بفہرط نعم مخصوص و بلباس سلم بود
و بونور علم موصوف و از غایت حلم و شیرم و نیا بست پیغمبر بود کہ بر بمنیرخن مبارک
او بنتہ شد و فضائل او پیغمبر ایسٹ و مناقب او ظاہر عبداللہ و ابی رباح و
ابی قتادہ رضی اللہ عنہما رواست کردہ اند کہ روز جمعہ حرب الدار مازد یک امیر
المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ بود ہمچوں غوغای برگاہ اور سید غلامان اوسلاح

سلہ کروب معنی اندوہناک «سلہ شیع معنی سیر کننده»۔ سلہ چیلہ معنی دیوار احاطہ
سلہ جیش معنی لشکر جوشیدن دیگ و شورہن دل دل۔

برداشتند ایمیر المؤمنین گفت هر که ملاح بزیگیر دارد از آن آزاد و ما ان بشیش او را ز
ترس جان خود بیرون آمدیم ایمیر المؤمنین امام حسن علیہ السلام در مرای آمد با او باشتم
و به نزدیک ایمیر المؤمنین عثمان آمدیم ایمیر المؤمنین امام حسن بن علی رضے افتد عنده سار کرد
و گفت یا ایمیر المؤمنین من بشه فران تو با سلام انان شمشیر شید و تو امام بر سرخه مرافقان
تابلاس ایں قوم از تودع کنم ایمیر المؤمنین عثمان گفت یا ایا بن ایشی لارجوم و اجلیس
فی بیتک حَتَّیْ یَا نِیْ اللَّهُ بِاَمْرِهِ فَلَا حَاجَةَ لَنَا اَمْرَاقُ الدِّنَاءِ اَنْ فَرَنَد
برادر من بازگیر و بنشیش در خانه خود تا آنکه حق تعالیٰ حکم خود پس نمیست حاجت از ازو
در رخین خون، و میان اهل سلوک ایں مقام رضا است آزار عایت کرد و بدست
خلافت او ده سال کم ده روز بود و مدت عمر او هشتاد و هشت سال و بعض
گفته اند نو ده سال و بوقت شهادت مصحف برکثار او بود روز چهارشنبه
بر درست ناز غبا ضم شد.

محمد خلافت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ایمیر المؤمنین اسد اللہ الغائب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہ که برادر صلطان اصلی اللہ
علیہ وسلم و غریق بحر بلاد عرق نار و لا و مقتدار اولیا ریپیشوائے صنفیار بود و با اوصافا
بند و عطا وزرم وغا و فقر و صفا میان صحابہ کرام ممتاز بود بقوت و شوکت از
حضرت عزت بخطاب اسد اللہ الغائب بخاطب گشته و بکثرت علم از جمله
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایا ممدوحه
العلم و علی ایا بھا مخصوص گشت لہذا قال عمر رضی اللہ علیہم السلام کوہ علم لہاٹ سعرا و

و بخلاف خود نفر کراز حضرت عزت بحضرت رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم در شب
 معراج رسیدہ بود میان خلفاء رہمہ مشرف او گئی تلا جرم تاریخ قیامت نسبت
 سنت الیاس خود مشائخ قدس سترہ الغریاز و ماندہ ایں دینے استقامت ازو
 گرفت و اورا در تصرف مقامے رفیع است و شان عظیم و حضرت خلیل رحمۃ اللہ علیہ
 کویدہ شیخ مختاری کا مصوی و المبداء علیٰ الیٰ مرتضی وار و سوال کر دند کہ بہترین کارہ
 چیز فرمود غنیٰ القلب بِاللَّهِ یعنی هر کرا خدا نے تعالیٰ تو نگے باشد ہستی دنیا
 اور ادر ویش نکند و برت عمر او شصت و سه سال بود و عبد الرحمن ابن بجم کہ جا
 سعاویہ شدہ بود و خدا نے فرستادند تا در نما زا پیر المؤمنین علیٰ رضی اللہ عنہ تبریغ زهر کرو
 زخمی زد و سر بر دیز بریت روز آدمیہ هفت بار ہم اہ رمضان البارک شمشیریں
 شہادت یافت

خلاؤ امام حضرت امام حسن علیہ السلام بن حضرت علی کرم اللہ وجہ

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہ نے اپنے انتقال کے وقت اپنا جانشین نہیں بیے اکالیسا
 لیکن بعد وفات آپ کے حضرت امام حسن علیہ السلام بن حضرت علی کرم اللہ وجہ بالامر ازا
 جانشین ہوئے اُس وقت آپ کا سن شرعیت ۲۳ سال کا تھا آپ کو لوگوں نے اور
 بھی زیادہ اس وجہ سے پسند کیا تھا کہ آپ اپنے نام کے ہم شبیہ تھے اور حلم و اخلاق
 میں بھی اُنکے مثل تھے۔ آپ میں وہ بات جو خانہ جنگلی کے ففع کرنے کے لئے اور
 غالب آجائے کے واسطے ضروری ہو نہ تھی۔ آپ کو مسلمانوں کے خون نا حق کا بڑا
 خیال تھا۔ آپنے اپنے والہ کے انتقال کے بارہ میں فرمایا کہ جس انت کو قرآن نا مانع

جس رات کو حضرت علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے اور جس رات کو حضرت
 یوش علیہ السلام قتل کئے گئے اُسی رات کو میرے والد بھی قتل کئے گئے۔ اگر حضرت
 امام حسن علیہ السلام کے دل سے کوئی پوچھتا تو آپ پہلے ہی خلافت سے درگذر کرتے اور
 حضرت معاویہؓ کو کہ اُسکے بڑے آرزو مند تھے حوالہ کر دیتے تو نکھلے حضرت امام حسن علیہ السلام
 عزلت پنڈتھے اس لئے آپ نے عزلت اختیار کی۔ آپ کے اولاد
 بہت ہوئی لیکن جن سے نسل کا اجراء ہوا وہ حسن بن شنبی اور زید ہیں۔ محققین کا قول ہے
 کہ خلافت و قسم کی ہے ظاہری اور باطنی دونوں آپ میں معملاً تھیں۔ حضرت امامین
 علیہ السلام آپ کے چھوٹے بھائی و حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حسن بن شنبی
 آپ کے صاحبزادے آپ کے فیض باطنی سے مستفید ہوئے تھے۔ ملاحظہ ہو شجراۃ الریا دائرۃ
 اسی طرح یکے بعد دیگرے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کو وہ علم جو کہ سیدنا جعیفہ
 حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور حضرت علی کرم اللہ وجہ سے حضرت
 امام حسن علیہ السلام کو عطا ہوا اور آپ نے امام حسین علیہ السلام کو دیا اور آپ نے حضرت
 امام زین العابدینؑ کو اور آپ نے حضرت محمد باقر علیہ السلام کو عطا فرمایا۔ پھر آپ نے
 حضرت موسی کاظمؑ کو پھر آپ نے حضرت داؤد طاعیؑ کو پھر آپ نے حضرت معروف کرخیؑ کو
 پھر آپ نے حضرت ستری سقطیؑ کو پھر آپ نے حضرت چنید بغدادیؑ کو۔ پھر آپ نے حضرت ابو بکر
 شبیلؑ کو پھر آپ نے حضرت عبد العزیزؓ کو۔ پھر آپ نے حضرت عبد الواحدؓ کو پھر آپ نے
 حضرت ابو الفرج طرطوسیؑ کو پھر آپ نے حضرت ابو الحسن بھکاریؑ کو پھر آپ نے حضرت
 ابو سعید مجذوبؑ کو پھر آپ نے حضرت عبد القادر جیلانیؑ کو پھر آپ نے حضرت ابو محمد
 عرف مجید الدین عرف ابو صالحؑ کو پھر آپ نے حضرت سیدنا احمدؓ کو پھر آپ نے

حضرت مید حسن علی کو پھر آپ نے حضرت مید موسی کو پھر آپ نے حضرت مید حسن شاہ کو
 پھر آپ نے حضرت ابوالعباس کو پھر آپ نے حضرت بہاؤ الدین کو پھر آپ نے حضرت
 شاہ محمد کو پھر آپ نے حضرت جلال کو پھر آپ نے حضرت فردی بخاری کو پھر آپ نے حضرت
 ابراہیم ملتانی کو پھر آپ نے حضرت ابراہیم بخاری کو پھر آپ نے حضرت امام اللہ کو پھر آپ
 نے حضرت شاہ حسین کو پھر آپ نے حضرت شاہ ہدایت کو پھر آپ نے حضرت مید عبد الصمد
 خدا نما کو پھر آپ نے حضرت مید عبد الرزاق بالسوی کو پھر آپ نے حضرت مید شاہ عالم کو
 پھر آپ نے حضرت مید شاگراہ صندلی کو پھر آپ نے حضرت شیخ نجات اللہ کمبوونی کو
 پھر آپ نے حضرت حاجی ملکید خادم علی کو پھر آپ نے حضرت حاجی حافظ سید وارث علی کو
 پھر آپ نے حضرت سید ابراہیم کو پھر آپ نے حضرت مید علی احمد کو عطا فرمایا
 تمام شد شجرہ قادریہ والائیہ

شجرہ قادریہ والائیہ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو عنبا فرمایا پھر آپ نے
 حضرت حسن بصری کو پھر آپ نے حضرت عبدالواحد بن زید کو پھر آپ نے حضرت فضیل بن
 اعیاض کو پھر آپ نے حضرت ابراہیم ادہم کو پھر آپ نے حضرت خالقہ عرشی کو پھر آپ نے
 حضرت ابین الدین ہیرہ بصرہ کو پھر آپ نے حضرت مشاود دنیوری کو پھر آپ نے ابو رحیم
 شامی کو پھر آپ نے حضرت ابو احمد ابدال حشمتی کو پھر آپ نے حضرت ابو محمد کو پھر آپ نے حضرت
 ناصر الدین ابو یونس حشمتی کو پھر آپ نے حضرت قطب الدین سودود حشمتی کو پھر آپ نے
 حضرت حاجی شریف زندی کو پھر آپ نے حضرت شریف زندی کو پھر آپ نے حضرت

لہیاضن

ریشم

خواجہ عمان اردوی کو پھر آپ نے حضرت نواہر میں الدین چشتی کو پھر آپ نے حضرت قطب
 الدین خدیا رکا کی کو پھر آپ نے حضرت نظام الدین اولیا زری زرافت کو پھر آپ نے
 حضرت اصیر الدین پسر لغ دلی کو پھر آپ نے حضرت کمال الدین علامہ ہمیشہ نبادی
 حضرت نصیر الدین کو پھر آپ نے سراج الدین بن کمال الدین کو پھر آپ نے حضرت علم الدین
 کو پھر آپ نے حضرت شیخ محمود عوف راجن کو پھر آپ نے حضرت جمال الدین عوف جن کو
 پھر آپ نے حضرت حسن محمد کو پھر آپ نے حضرت شیخ محمد بن حسن محمد کو پھر آپ نے حضرت تحسیلی
 مدنی کو پھر آپ نے حضرت فیض الدین جان آبادی کو پھر آپ نے حضرت نظام الدین اور نگ
 آبادی کو پھر آپ نے قطب الدین بن مولانا فخر الدین اور نگ آبادی کو پھر آپ نے حضرت
 جمال الدین کو پھر آپ نے حضرت عباد الدین کو پھر آپ نے حضرت بلند شاہ کو پھر آپ نے حضرت
 حاجی سید خادم علی شاہ کو پھر آپ نے حضرت مولانا حافظ حاجی دارث علی کو پھر آپ نے
 حضرت محمد ابراہیم نواسے حضرت حاجی سید خادم علی شاہ کو پھر آپ نے حضرت سید
 علی احمد شاہ نواسے حضرت محمد ابراہیم شاہ کو عطا کیا جیسا کہ وہ یہ بعض آیات میں
 خداوند کریم نے ارادہ فرمایا ہے کہ روحانی معلم جوان بنا یا علیہم السلام کے وارث ہیں
 ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں۔ آئیکریسہ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ أَمْنَوْا صَنْكُومٌ وَعَمِلُوا الصَّلِحَاتِ
 يَسْتَحْلِفُهُنَّ فِي الْأَرْضِ كَمَا أَسْتَحْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ يَعْنِي إِيمَانُ الْأَوَّلِينَ
 اللَّهُ تَعَالَى نَعَّلَمُ وَعْدَهُ كَيْا ہو کہ تمہیں بھی وہ زمین میں خلیفہ کریگا جیسا کہ تم ہے
 پہلوں کو کیا تھا۔

اقسام امامت و خلافت

از عاشیه دوم بر پندرمه کتاب مرآۃ الایسرار نوشته است که ترجمه صوفیانے
اہل صفا خلافت و امانت برجای قسم است. اول اصالتاً. دوم و راثتاً. سوم
اخارةً. چهارم اجماعاً.

اصالتاً. آنکه بیان واسطه حق تعالیٰ عطا فرموده باشد و آن خاصه چنان
اندیار مسلمین است.

وراثتاً. آنکه پیغمبر یا شیخ فرزند یا برادر وارث خود را بجای خود سب
نموده خلیفه گرداند.

اخارةً. آنکه هر کراچیل این امر به اندجا نهشین و خلیفه کنده خواه خویش
باشد خواه بیگانه.

اجماعاً. آنکه مشاهد رگه ازین عالم گذشت و یا چکس را بجای خود سب
نموده و اجازت هم فرموده مردم قبیله داکاران وقت جمیع شده شخصیه را بجای
منصب ساخته با جماع خلیفه گردانیدند.

از شخصیه ازان جملہ نہیں خلافت و امانت از شخصیں ثابت شده و تسمیہ چارم
با جماع خلق. (و اپنے از شخصیں ثابت شده دانیست. از شخصیں ثابت شده
اول حق تعالیٰ آدم غلیبه السلام را بشرف خلافت خود ممتاز نباشد شوال تفتالی
رائی بخاری علی فی الارضی خلیفه چکی پس وے آخر در خیات خود بالمرق و راثنا
جانشین و خلیفه گردانی دو تا چند واسطه امر خلافت بوجوب اجرا نباشیست

علیہ السلام اذ ان سلسلہ پر پا پو دیس رحیم الہ بن محدث گفت تا سامن بن نوح صلوات اللہ علیہ اپنے اہل نبودہ است۔ دوم حق تعالیٰ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام را پر پر
امامت و خلافت رسانیدہ چنانچہ کلام آئی شاہد است قال لَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ
إِمَامًاً أَشْرَقَ بِرَأْيِ الدِّينِ إِسْحَاقَ خَلِيفَ الصَّفَّحِ فَرِيدَ الدِّينِ كَجْنَعَ زَوْلَ إِنْ آتَيْتَ چندِ رَأْيٍ
می کند کہ چوں نمود بعد از مشدائد بسیار آخر ابراہیم علیہ السلام را پر پنہہ نمود درون
آتش انداخت و اوزد مرتبہ رضا و سلیمان ثابت قدم بازد ہم تو جہنم کرد حق تعالیٰ
کرم مجتبی فرمودہ خلفت خلافت و امامت و یک پیرا ہن و گلیم سیاہ اڑبشت
پوتے فرشاد و آتش سرگشت پس ابراہیم علیہ السلام آخر آن پیرا ہن با سحاق
علیہ السلام عطا فرمودا زوے بیعقوب علیہ السلام وازوے بہی یوسف رسید
چنانچہ در تفسیر سورہ یوسف ظاہر است با وجود یوسف ہم لاائق و راشت بو دند
اما خلافت بہی و دادرش اجازت فرمود پس آن خلافت بطرق اجازت است
بطیناً بعد بطننا با کسر آن بیانے بنی اسرائیل موسیٰ و ہارون وغیرہ رسیدہ تاہر زکریا
رسیدہ است چنانچہ وعی آئی خبر فی وہ دو لہ تعالیٰ رب هبہ لی من لد ذلک
وَلَکِیَا يُورثُنی وَلَیُورثُ مِنْ الی لَعْقَوْبَ الْآیَہ

فارین کرام پر حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ کی خلافت جو سلسلہ
ہے سلسلہ اپنی کوئی ہے سمعہ اقسام خلافت و امانت ثابت ہو چکی۔ اور ہر طریقے سے مدل
و مصدق ہو گیا کہ شریعت و طریقت دونوں طریقے سے آپ کی ذات خلافت کیلئے
موزول ہیں اور ادب دیگر حالات آپ کے مثلاً سفر و حضر کشت و کرامات اخلاق و عادات
ریاضات و بجاہات وغیرہ وغیرہ تحریر کئے جاتے ہیں۔

روانگی حضرت سلطان الاولیاً یکم و تہماپا پیادہ برائشکی بائیح وزیریارت بیت اللہ شریف و روضہ مبارک حضرت سرور کائنات علیہ السلام والتحیات و دیگر مقامات مفت

صاحب تواریخ تحقیقۃ الاصفیانا تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سلطان الاولیا برائشکی
 ۱۴۵۳ھ میں صفر المظفرین بار اول جانب بیت اللہ شریف روانہ ہوئے اور حج
 اکبر سے فراغت حاصل کرنے کے پانچ سال واپس وطن ہوئے۔ اور بار دوم
 ۱۴۵۷ھ میں جانب بیت اللہ شریف برائے ادائیح تشریف لے گئے
 اور بعد فراغت حج ۱۴۵۹ھ میں واپس وطن ہوئے۔ اور بار سوم ۱۴۶۰ھ میں
 برائے ادائیح تشریف لے گئے بعد فراغت حج ۱۴۶۲ھ میں واپس وطن ہوئے
 اور حضرت فضل حسین شاہ وارثی سجادہ نشین حضرت منعم شاہ قدس اللہ عز و جل عنہ
 نے والد ماجد مؤلف سے بیان کیا کہ حضرت سلطان الاولیا رضی اللہ عنہ بعمر چاروں
 سالگی حضرت حاجی سید خادم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے سوم کے دن تلخ خلت
 پہنچ رہت تھوڑے زمانہ کے بعد یکہ و تہماپا پیادہ برائشکی جانب مدینہ منورہ و
 بیت اللہ شریف روانہ ہوئے۔ بعض لوگوں کا یہ شبہ تھا کہ برائشکی کیونکر
 تشریف لے گئے۔ حالانکہ سمندر درمیان میں حائل ہے اور اسکو بغیر عبور کئے
 ہوئے وہاں تک پہنچنا مشکل ہے کیونکہ خشکی کا راستہ بہت دشوار گذاشتے
 اور ایک زمانہ اسکے طے کرنے کے واسطے چاہیے۔ مؤلف کہتا ہے کہ یہ سبیل

مگر ایضاً ان فور رسول امیر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوئی دشوار گذار نہیں ہے بلکہ
انہوں مطلوب کے سوا دینا اپنے ہمارے کچھ دارستہ نہیں۔ راہ طلب کی دشواریوں سے
ہر س نہیں ہوتا جو طالب صادق ہوتے ہیں وہ مطلوب کے حصول میں پُر خارہ نازل
ہے کا یافت کی پرداہ نہیں کرتے۔ فی الحیثیت جبکہ طلب حقیقی ہوتا ہے دکا عزم اور
استقلال اسقدر قوی ہوتا ہے کہ اُنکے لئے مشکل آسان ہو جاتی ہے تکلیف
راحت سے بدل جاتی ہے۔ رنج و غم بدل بخوبی ہو جاتے ہیں۔ بعقوے س

رنج کا خوگر ہوا انسان تو مست جاتا ہو رنج
شکلیں اتنی ٹپیں مجھ پر کہ انسان ہو گئیں

اسی طرح حضرت سلطان الاولیا کے عزم و استقلال اور طلب صادق نے راہ
دو شوار گذا کی مشکلوں کو آسان کر دیا اور منزلِ مقصود تک لے گیا۔
احقیقت اماموں کے نے حضرت سلطان الاولیا سے دریافت کیا کہ حضور کریمؐ سے
بدعیہ سورہ و بیت اللہ شریف تشریف لے گئے آپ نے فرمایا کہ سُنا سنا صدقہ رسمًا
حمد کابل و ملک شام و چاہ بیرون الالم کی پرسکرتے ہوئے گئے اور یہ کو ایک جھیل
درمیان بیت المقدس وان کے میں کہ جبیں عرصہ تک چلنا پڑا کہیں پانی تھا
اور کہیں خشکی تھی۔ اور اسیں درخت بہر قام پڑپے بڑے لگئے ہوئے تھے مؤلف نے
پھر سوال کیا کہ حضور اُن جھیل میں شب کو کہاں رہتے تھے فرمایا جب شام ہوئی تو
کسی درخت پر چڑکر شاخ کی بیکر لگا کر سورہ تھے۔ جب آنکہ گھلٹی تھی پھر جلتے تھے
مولتے پھر سوال کیا کہ حضور وان کھانا کیا کھاتے تھے۔ فرمایا کہ جب افطار کا و
ہوتا تھا شاخ شاخ درخت کو لینکر کر وڑ دیتے تھے اُسیں سے سفید پانی مثل دودھ کے

اور شیخاں شہد کے نکلتا ہی لیتے تھے۔ اسی طرح اس حجیل کو طے کیا اور سپریاحت
 کرتے ہوئے تیکوں پہنچ کر مدینہ طیبہ پہنچنے۔ ذیل میں مازروں نے نقشہ وہ راستہ
 کہ جن اسکتے پاپا دادہ سلطان الاولیاء تشریف لے گئے تھے درج ہے۔
 لکھنؤ۔ بینی۔ دامپور۔ سہارنپور۔ انبارہ۔ پشاور۔ فیروزپور۔ لاہور۔ امیرسراکوٹ
 جموں۔ سری نگر۔ راولپنڈی۔ پشاور۔ ہوتے ہوئے کابل۔ قندھار۔ کوئٹہ جمن۔
 گودی سر۔ سیستان۔ لاش۔ مزح کوہ سیاہ۔ ہرات۔ شہد قدس لہرنا
 خراسان۔ دراک۔ صحرائے بُط۔ فارس۔ اصفہان۔ اوستان۔ کاشان۔ عجم
 نوند۔ بازدران۔ کامون۔ آذربایجان۔ گردستان۔ دیار بکر۔ انتیاب۔ آلمونی۔
 ہما۔ لک شام یعنی سیریا۔ ہومز۔ دمشق۔ صحرائے لامک شام۔ بیت المقدس یعنی
 یروشلم۔ بیرونیہ مدنیہ جہیل مفراد۔ مان۔ اکا۔ تیکوں۔ مدینہ بنورہ۔
 حضرت سلطان الاولیاء ان سب مکوں میں سپریاحت کرتے ہوئے مدینہ طیبہ
 پہنچنے۔ اپنے ناناجان احمد مجتبی احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر
 حاضر ہوئے بعد حصولہ وسلام عرض کرنے کے گریہ وزاری شروع کی اور حضرات شیخ
 عشق نے الفراق الفراق کی صدابیندگی۔ حضور رسالت پناہ سے الصلوٰۃ
 فڑدہ ہنا اور سینہ بے کعینہ علم سلیم و فیوض روحانی سے پڑ ہو گیا۔ مکمل درجات
 درجات اور روحانی ہوئی اور بادہ اسرار سے سرشار ہو کر روضہ اقدس سے باہر تشریف
 لائے اور جنتہ البیقیع میں جا کر اپنے احمدادگی زیارت سے مشرف ہوئے اور عرصہ
 دراٹک قیام فرما کر فیوض و برکات سے بہرہ در ہوتے ہے اور الوار محمدی صلی اللہ
 علیہ وسلم سے فیضیاب ہوتے ہے۔ طالبان مرشد کامل کثیر تعداد میں خلق

بگو ش ہوئے۔ یعنی آپ کے درست حق پرست پریعت کی اور داخل سلسلہ ہوئے۔
 مسودا دراں لے حضرت سلطان الاولیاء نے دریافت کیا کہ مدینہ منورہ میں آپ
 کس کے مکان پر مقیم تھے۔ آپ نے فرمایا کہ دن کو سیر کرتا اور مسجد بنوی میں نماز پڑھتا
 اور شب کو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے زادو پر سر کھکر سوتا تھا جب زار
 حج کا قریب آیا تو آپ کمک مuttle روانہ ہوئے اور جا بجا قیام کرتے ہوئے بیت اللہ
 شریف پر پہنچے۔ بعد فراغت حج کمک مuttle میں رکر مقاتات زیارت یعنی جنت المعلی
 جو عوام شریف سے جانب جنوب قدیم قبرستان ہے جو کہ تہی اور عرفات کے صدر
 راستے ذرا ہٹا ہوا ہے۔ اس میں سب سے پہلا حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہا کا فراز ہے۔ اس پر کمی برنس تک چوپی تابوت رہا اور اُسی کی زیارت ہوتی تھی
 ۹۰۵ھ میں سیمان خان نے پختہ قبہ بنوایا جو کہ شوال ۱۳۷۳ھ میں بخوبی
 سکار کر دیا۔ صرف قبر کا چبوترہ قائم ہے اور بعد اسکے مکان مولود النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم کو تشریف لے گئے جو بازار کے شمال جانب ہے۔ علامہ ابن الاشیر جزری نے
 اسکی نسبت تحریر فرمایا ہے کہ یہ مکان محلہ قریش میں واقع تھا بعد فتح مکہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عقیل ابن ابی طالب کو دیدیا تھا اور اون کی ولادت
 سے مھمن یوسف برادر جاج بن یوسف سقافی نے خرید کر اپنے مکان میں شامل کر لیا
 اور اُسی کا مکان کھلا لے لگا۔ بعد اسلطنت عباسیہ میں خیزان والدہ ہارون
 الرشیذ اسکو اپنے قبصہ میں لیکر مسجد بنوادی تھی درمیان زمانہ میں انقلاب ہوتے
 رہے آخر میں پھر مکان ہو گیا جو زیارت گاہ خلافت چلا آتا تھا ۱۳۷۳ھ میں حکوم
 بخوبی کے زمانہ میں گردادیا گیا۔ پھر ہمارے حضرت سلطان الاولیاء دار القم خزوی

زیارت کو گئے کہ جیسی حضرت رسلت ماصلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ اسلام کرتے تھے
 اور خلوت میں تعلیم فرماتے تھے اور اسی مکان میں حضرت عمر رضے اللہ تعالیٰ عنہ مشرن
 ہر اسلام ہوئے تھے۔ یہ مکان محفوظ تھا۔ مگر ۲۳ نومبر ۱۹۷۴ء میں جب ابن سعید کا کمر مفطرہ پر
 قبضہ ہوا تو نجدیوں نے اس کو بھی منہدم کر دیا بعدہ مولانا حضرت فاطمۃ الزہرا رضے
 اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت کو تشریف لے گئے جو کہ دارِ اقم سے تھوڑے فاصلہ پر
 حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضے اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان ہے اور اسی مکان میں
 سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضے اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت ہوئی۔ صدیوں تک یہ تکریر
 اور قابل حضراہ مکان زیارتگاہ خلائق رہا لیکن افسوس عمد حکومت ابن سعید میں
 نجسیوں نے اسے بھی سماڑ کر دیا۔ بعد ازاں غار حراء کی زیارت کو تشریف لے گئے
 غار حراء جبل ثور پر ایک غار ہے جسیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ریاضت و اعتکاف
 فرماتے تھے۔ بعدہ غار ثور جبل ثور پر وہ غار ہے جسیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے جب کام مفطرہ سے ہجرت فرمایا تھا تو وہ سیدنا ابو بکر صدیق رضے اللہ تعالیٰ عنہ
 پن شعبانہ روز قیام فرمایا کہ ہجرت کی تھی۔ ان سب مقامات متبرکہ کی زیارت سے
 شرفیاب ہو کر جانب مدینہ طلبیہ روانہ ہوئے۔ راہ میں آپ کو ایک مسجد ملی جسیں حضرت
 محمد صلی اللہ عز وجلہ کرتے تھے۔ جب آپ وہاں پہنچے مجذوب ہو صوفی شیخ
 آپ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ آئیے صاحبزادے آئیے آپ نے بہت دیر کی اپنی امامتی لیجئے
 اب بھی امامت نہیں اٹھتا۔ حضرت سید حاجی خادم علی شاہ قدس اللہ عز وجلہ
 سے اکثریں نے کہا کہ آپ جلد سے جلد صاحبزادے کو بھیج دیجئے لیکن کہ مجھے میں اب تو
 امامت رکھنے کی نہیں ہے یہ کہ کر اٹھے اور حضرت سلطان الاولیاء کو مندیہ پہنچ دیکیا

اور خود جان بحق تسلیم ہے۔ ادھر حضرت سلطان الاولیائی نے متاد روش ختنیار فرمائی اور
 کوہ بکوہ صحراء صحراء پھر لے پھرتے دربار رسالت پناہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم میں ہوئے یہاں سے آپ کو سلوک حاصل ہوا سالک مسجد و بے بعد مجدد و بے
 سالک کا درجہ آپ نے اپنے نامہجان سے پایا۔ پھر مدینہ منورہ سے سیر کرتے ہوئے
 مخلوق خدا کو بیتے شرف فراہتے ہوئے جانب بیت اللہ شریف رخ کیا اور
 بعد فراغت حج دعمرہ وغیرہ کے قافلہ روم کے ساتھ دارالسلطنت قسطنطینیہ ہوئے
 اور عبد اللہ حاجہ کے ذریعہ سے سلطانی باغ کی سیر کی اور وہیں سلطان عبدالجیل
 صاحب کو بیعت میں داخل کیا اور اُسکے سلطان موصوف کی بیگم صاحبہ بھی بیعت
 مشترف ہوئیں۔ پھر عام شہرت ہوئی۔ رعایا سے سلطانی و افواج سلطانی جو حق
 جو حق بیعت کیوں سلطے آئے لگے جب آپ محج سے پریشان ہو گئے تو دو منزہ رتیش
 لے گئے اور حکم دیا کہ ایک رسم یہاں سے تھے کی طرف لٹکا دو اور کہد و کہ جھض
 اس ستر کو سہ دے یا چھوٹے پیر مرید ہو گیا۔ ہزاروں مخلوق خدا اسی طرح سے
 مرید ہو گئی۔ عرصہ تک آپ کا دہان قیام رہا بعدہ پھر گرد و فواح کی سیر کرتے ہوئے ہوئے
 بیت اللہ شریف تشریف لائے بعد فراغت حج مولانا محمد عارف نے ہمراہ ملک
 روس میں ہوئے اور مولانا موصوف کے ہمراہ باغ شاہی کی سیر کو گئے دہان رو
 کی شاہزادی موجود تھی جو دیکھتے ہی حضرت سلطان الاولیائی پر فرضیہ ہو کر داخل
 اسلام ہوئی اُسکو آپنے مرید کر کے علم و حالی عطا کیا۔ اور اُس مقام سے قریب
 موضع محمد یہ بیس سالان قریش رہتے تھے میں اُس شاہزادی کے تشریف لے گئے
 اور دہان کے لوگوں کو بیعت سے سرفراز فرمائی اور اُس شاہزادی کو لباس فخر عطا کئے

اپنیں لوگوں کے سپرد کر دیا۔ اور آپ پھر واپس بیت اہل بادوے رہنیے طرح عراق غ
چہار کی سیر کرتے ہوئے پیدا ہوا چینی طی عظم کے کتابے پہونچے۔ وہاں سے
چہار پرسوار ہوئے اور چہار کے تک خانہ میں قیام فرمایا۔ حضرت سلطان الاولیاء کاظما نقاش
کر بل افضل ایک ہفتہ تک روزہ رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ چہار پر ۱۴ چودہ روز بلا فصل ودہ
گذے اور کوئی چیز افطار کے واسطے نہ ملی۔ پس حضرت کو یہ خیال ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے
عاشقوں کا استھان لیا کرتا ہے اور بدین سبب راضی برضالے اکی صابر و شاکر
رہے۔ استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا۔ نظر

سخت باشد امتحان عاشقان

گہر بناں و گہر بھرم و گہر بھان

گہر تن عشق راعر بان لکنند

گہر دل آبادر او بیان لکنند

گہر بہک پاشند بروزخم جگر

بترش سازند گاہے برش بر

عشق بازی کار مرد کامل سبت

شايق این نہایت شکل سبت

عن ضمیکہ لیوم سواری سے چودہ روز گذر گئے پہاڑ و کام مرتفع اخذ انے کہا کہ اسے
پار ان چہار دفعہ چہار ڈک گیا ہے اور اس مقام سے نکلنے کی کوئی امید نہیں ہے
پر عینکہ ہتوں کی روح قابل بست پر وار کرنے لگی اور ہر شخص پسندید اللہ ہجر یہاں
و صرسپهاران رہی لغفو و الریحیمہ بہا وار بلند پر رفتا اور گریہ وزاری خدا وہ
کریم سے کرتا۔ اور وہ عاشقوں کیتا منوکل بے ہمتا یعنی حضرت سلطان الاولیاء رضا
چادہ استقلال پر بیٹھے بیٹھے منزل تسلیم و رضا کو ملے کرتے رہے اصولاً تردد خاطر
عاظمیں نہ آیا۔ نوافل و لرائض بدستور ادا کرتے ہے۔ ۵

فارغ بود از وقت دوران دل مرد ایا از بر قی زیان زرسد خرسن شبرا

روزچار دام بوقت شب محمد صیار الدین سوداگر نے خواب دیکھا کہ دربار احمد مختار علیہ
التحیۃ میں حاضر ہوں اور زار و قطوار حضور کے سامنے زور ہوں۔ پس آنحضرت
صلالہ اللہ علیہ وسلم نے میری طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ تلوگ اپنی ہی تزویی
گزا جانتے ہو یا اپنے ہم سایہ کی بھی خبر گیری کرتے ہو۔ دیکھو تھا رے جہاز پر میری اولاد
میں سے ایک شخص بھوکا پیاسا موجود ہے اسکی خبر گیری کرو اس خواب کے دیکھتے ہی
ہیدار ہوا اور خیال کیا کہ ضرور کوئی کامل واکل اولاد بندی فاطمہ جہاز پر ہے کس سے
دریافت کروں اور ان کی خدمت میں مشغول ہوں فرائد

نمی دامن کہ ناس شن از کم پرسم کجا یا بمق امم از کم پرسم
آخر کار بجز اس تدبیر کے اور کوئی تدبیر کا رکن ہوئی دو سکر روز صحیح کو دعوت کا
امتناع امام کیا جہاز ہاں کو خبر دی کہ آج دن کو سب کی دعوت ہے۔ سجنوں نے دن کو
کھانا نوش فرمایا اور حضرت سلطان الاولیائے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی بعد اختم
جلسہ دعویٰ کے سوداگر نے سجدہ شکر ادا کیا کیونکہ تعیین حکم سردار و جہان صلم
فراغت پانی لئی الغرض طباخ نلاک نے مغرب پر قدم رکھا اور شبے نلاک کو
افواج ستار گان سے آراستہ کیا۔ اُس شب کو پھر سوداگر نے وہی خواب دیکھا جو کہ
شب گذشتہ کو دیکھا تھا۔ صحیح کو بترے اٹھکر بالاتفاق رائے دعوت عام کا تنظیم
اور ہر ایک جہاز می کو خود جا جا کر فرد افراد کھانا کھلایا اور بعدہ اپنے مازین سے
دریافت کرایا کہ اب تو کوئی باقی نہیں رہا مازین نے بعد تحقیق جواب دیا کہ اب
کوئی صاحب باقی نہیں ہیں پھر بھی فرید اطیان کیلئے سوداگر نے تھانے کی طرف
دریافت حال کے لئے رُخ کیا کہ شاید کوئی صاحب اس کے اندر تشریف رکھنے میں

جس وقت اندر تہ خانہ کے پہنچا فرست

جائے دیدار خدیب شردارو۔ نہ دیے از پرمی نہ شنید از خور
دیکھتے ہی اُس جال جہاں آ را کو بتا بانہ قد مبوس ہوا اور بیساختہ کئے رکا نظر
آنکہ نور را ہمہ نو پڑیا کئند۔ آنکہ آب را گھر بے بہائیں کہ
آنکہ خار را نفس جان فر کئند۔ آنکہ خاک را ہن طر کی پیا کئند
آیا بود کہ گوشہ رچشم ہا کئند۔

حضرت سلطان الاولیاء بمقتضائے اخلاق عیم و حکمر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ و
السلام و لقہ کھانہ سے رونہ افطار کیا۔ سوداگر نے استدعا کی کہ حضور پیرے
کمرہ میں تشریف یچلیں حضرت فرمایا کہ مجھے یہیں ہٹنے دو۔ سوداگر مجبور ہو کر واپس آئی
بھاڑ خود بخود روایا ہوا جملہ بھائیوں نے مسجدہ مشکرا دیکیا اور سوداگر نے جملہ جانین
بھاڑ کو گراحت و تصرفات حضرت سلطان الاولیاء سے آگاہ کیا۔ الفرض جس وقت
بھاڑ کنائے شہر عدن کے پہنچا دار عدن عرب کا بہت بڑا جنوبی بندرگاہ ہے) ناخدا
بھاڑ کو لنگر دیا بعد کو روانہ ہوا باب سکندری میٹے کرتا ہوا اول اشہر ہدایہ اور مستقدسر داد
یمن میں پہنچا داں پر بھاڑ بیان اُتکر چلے گئے۔ اور حضرت سلطان الاولیاء اس مقام سے
پیادہ پامزار پرانا حبیب خاص سید ابرار علیہ التحیۃ والسلام حضرت اولیس قرنی
رضے اللہ تعالیٰ عنہ پر پہنچے اور ظاہر و باطنًا مستفیض ہوئے اور داں سے پھر
بیت اللہ شریف روانہ ہوئے اذکوہ الصفیا۔ اور درمیان میں جبقدر زیارتگاہیں
ملیں اُن سے فیوض و برکات روحانی حاصل کرتے ہوئے بیت اللہ شریف پہنچے
اور بعد فراغت حج و زیارت روضہ اطہر حضور رسالت اصلی اللہ علیہ وسلم سے

رخصت حاصل کی اپنے جلد وست احباب مریدین و معتقدین کے دلوں کو دار غیر
 مفارقتے غمزدہ بننا کر لالہ میں جانب وطن الوف والپی کا عزم بالجزم فرمایا
 اور مدینہ طلبیہ میں روانہ ہوئے لبصہ وجہہ ہوتے ہوئے اور فزار حضرت حوا علیہ السلام
 کی زیارت کے مشرق ہوتے ہوئے جہاڑ پسوار ہو کر شہر سینی پوچھے اور تینیوں شل نذر کیا
 سیدھہ وغیرہ کے وزیر دیگر باشندگان شہر سینی کو بیویتے سرفراز فرمایا چندے قیام کے
 بعد مراجحت فرمائی۔ گجرات واحمد آباد و پونا و پیالہ و دہلی و علیگढہ داگرہ و گوالیار
 جہانسی والہ آباد و لکھنؤ وغیرہ وغیرہ ہوتے ہوئے مخلوق خدا کو دست بیعت و خلق
 محمدی و احکام آئی و فران و ارشاد محمدی کی تعلیم و ملکین فرماتے ہوئے و بعض بعض
 کرامات باطنی طور پر دکھلاتے ہوئے اپنے وطن آبائی یعنی قصبه دیوہ شریف پوچھے
 اور اپنے مکان کی پشت کی دیوار کے قریب جوانہی کا درخت تھا اسکی جڑ پر آبیٹیہ
 اُس وقت آپ امن سیت میں تھے کہ موئے مبارک سر کے ٹڑھے ہوئے۔ تبند باندھے
 ہوئے وکل سیاہ اوڑھے ہوئے برہنہ سر برہنہ پا و سینہ آغاز ایک شخص اُس طرف کا
 اُپنے دریافت کیا کہ مولانا سید رمضان علی عرف مولانا قربان علی صاحب کا
 مکان یہاں پر کہاں ہے اُس نے جواب دیا کہ میاں صاحب آپ تو انکے مکان کے
 پچھوڑے بیٹھے ہیں پھر اپنے اُس سے دریافت کیا کہ ایسا اُنکے اولاد میں کوئی ہو۔
 اُس نے جواب دیا کہ ایک صاحبزادے مسخن میاں اُن کو سب کہتے تھے جبے
 یہاں سے گئے ان کا آج تک پتہ نہیں ملا۔ پھر اپنے نام لیکر اُس سے دریافت کیا
 کروہ مہترانی زندہ ہے یا مرگی۔ اُس نے جواب دیا کہ زندہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ اُسے
 بلا کاف وہ گیا اور اُس مہترانی سے پتھرہ بیان کیا کہ ایک میاں صاحب جو ش رو

نوجوان مولانا قربان علی صاحب کے مکان کے پچھوڑے الی کی جڑ پر بیٹھے ہیں تھوڑے کو
بلائے ہیں۔ اُسے کہا کہ کہیں مٹھن میاں تو نہیں آئے۔ یہ کہکرا ہو کھڑی ہوئی اور آپ کی
خدمت عالی میں حاضر ہوئی اور آپ کو دیکھا کر کہنے لگی کہ مٹھن میاں آپ اچھے ہے اتنے
عرصہ تک کہاں ہے۔ میر عظیم علی صاحب آپ کو روزانہ یاد کرتے ہیں۔ بہت جستجو
کی گئی لیکن آپ کا پتہ نہ ملا۔ آج اللہ میاں نے آپ کو بھیج دیا اور بلا ہیں لیکر میسر
عظیم علی صاحب و میاں فضل حسین صاحب روسائے قصبه وغیرہ وغیرہ کے پاس جا کر
بیان کیا کہ مٹھن میاں مولانا قربان علی صاحب کے پوتے آئے ہیں اور پانے مکان کے
پچھوڑے انبلی کی جڑ پر بیٹھے ہیں۔ یہ سنکر مددوح الصدر روسار و نیز و یکساکنا
قصبہ آپ کی خدمت بارکت میں حاضر ہوئے اور اپنے مکان پر لائے۔ کھانا آپ کے
واسطے لایا گیا۔ آپ نے فرمایا میرے کھانے کا دن نہیں ہے جس روز ہو گا بتلا دوں گا
پھر آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کھانا نہیں کھاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں روزے
سے ہوں اور طے کے روزے رکھتا ہوں۔ جو دن افطار کا ہو گا بتلا دوں گا۔ پھر
دریافت کیا گیا کہ افطار کے وقت آپ کے کھانے میں کیا چیز ہوتی ہے فرمایا کہ ساتویں
ایک قاش گھیاں بلانک بھونی ہوئی سے روزہ افطار کرتا ہوں اور ایک کوزہ
پانی پی لیتا ہوں۔ بروز افطار گھیاں بلانک رونگ زرد میں برباں کر کے آپ کے سامنے
رکھی گئیں۔ آپ نے بوقت افطار ایک قاش لیکر روزہ افطار کیا اور ایک کوزہ پانی کا
پی لیا اور بقیہ سب کو تبرکات تقییم کر دی گئیں یہ قاعدہ آپ کا عرصہ دراد تک قائم رہا
مولف کے والد اجاد بیان کرتے تھے کہ جو وقت میں غلامی میں داخل ہوا اس وقت و
حضرت سلطان الاولیائیں فرمایا کہ ہم دیوہ میں زیادہ قیام نہ کیا کر سیں گے۔ کبھی کبھی

سیر کر کے آیا کریں گے۔ اُس وقت میر عظیم علی صاحب نے کہا کہ صاحبزادے اب آپ
جانے نہ پائیں گے۔ وہ میری لڑکی جبکی نسبت آپکی دادی صاحبہ نے فرمایا تھا کہ اس
لڑکی کا عقد دیں اپنے مہمن میاں کے ساتھ کروں گی۔ میں نے منظوم کر لیا تھا۔ اُس وقت
تھج تک وہ لڑکی آپکے انتظار میں بیٹھی ہے۔ اب اُس کا عقد ہو جانا چاہئے جو حضرت
سلطان الاولیا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّا أَمْوَالُكُمْ دَوَّابٌ وَ لَا دُكْمٌ فِتْنَةٌ
کیا اب آپ پھر مجھے جھگڑے میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ اسکے بعد آپ نے دام علی شاہ
اپنے پیر بھائی کو ساتھ لیا اور لکھنؤ تشریف لیجا کر قیام فرمایا۔ اسکے بعد پھر والدہ عالم
کہاں کہاں قیام نہ۔

دام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ دوران سفر میں بھائی کے راستے میں
ایک صحرالما و صحرایں ایک مسجد ویران می اور شام ہو گئی تھی حضرت سلطان الاولیا
نے فرمایا کہ چلو آج اس سجدہ میں رات کو قیام کریں۔ تاریک رات تھی سجدہ میں جا کر میں
بچھا دیا اور وہیں بیٹھا۔ آپ میرے زانو پر سربراک رکھ کر لمیٹ گئے۔ جب تین ہر
رات گذر گئی تو مسجد کے ایک گوشہ سے یہ آواز آنا شروع ہوئی اُو فقرہ ردا اُو فقرہ ردا
تنگ ردا ہردیکھ۔ یہ آوازیں متواتر اکٹے لگیں اور میں کسی جانب متوجہ نہ ہوا۔ تو
حضرت سلطان الاولیا اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا دام علی شاہ چلو چلیں مسجد
بنکھڑا ایک سمت کا رسم تھا۔ دیکھا کہ ایک شخص پچھے پچھے روتا ہوا اچالا آ رہا ہے
اور کہتا ہے کہ اسے میں لوٹ لیا گیا۔ جب صبح ہوئی حضرت سلطان الاولیا نے
شماز صبح سے فارغ ہو کر فرمایا کہ کیوں اب تو ایسی حرکت کسی فقیر کے ساتھ نہ کریں گا۔
اس نے توہہ کی اور قدموں پر گڑ پڑا اُس وقت آپ نے کہا جا اب ایسی حرکت نہ کرنا وہ

الامال ہو کر واپس گیا تب آپنے فرایا کہ دام علی شاہ یہی شخص تھا جو تھاری طرف مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا کہ اے فقروالے فقر و اتنک ادھر دیکھ۔ دام علی شاہ اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد کہنے لگے کہ ایسے عجیب و غریب واقعے سفر میں بہت پڑیں آیا کہ اسی طرح شہر پر شہر گشت کرتے ہوئے مخلوق خدا کو بیعت فراہتے ہوئے برکات فیوض روحانی سے مستفید فراہتے ہوئے دیوبند شریف تشریف لائے اور شیخ کرم احمد صاحب رمیں قصبه کے کمرہ میں قیام فرمایا جا بتک موجود ہے۔ اُسی وقت سید عظیم علی صاحب کی صاحبزادی کا عقد نہشی شیخ حفیظ الدین صاحب کے ساتھ ہو گیا تھا۔ اور ان سے شیخ نہال الدین صاحب پیدا ہوئے۔

حضرت سلطان الاولیاء کے تصرفات و کرامات کی شہرت ہونے لگی اور جس شخص نے سُنانِ ادیہ شیدا ہو کر زیارتِ جمالِ جہاں آلا کے شوق میں حاضر ہو کر قدبوسی اور درست بوسی کا شرف حاصل کیا۔ فیوض و برکاتِ روحاںی سے داسِ مراد بھر لیا گوئے قصبوود سے ہکنار ہوا۔ دن بدن طالبانِ حق کی جماعت زیادہ ہونے لگی چھار سو مرتبے جوک جوک لوگ آنے لگے۔ تیس نہ کہ کامِ راہ تشریعت متلاشیانِ احادی طریقیت گروہ کی گروہ آتے اور شربت دیدار زیارتِ صحفہ خار سے سیراب ہوتے بھوٹے اور بیٹکے ہوئے رہ راست پا جاتے طوقِ غلامی پہنکر یعنی بیعت ہو کر واپس جاتے۔ روزانہ حصہ سے سلطان الاولیاء میں ایک گھنٹہ غیر کام مجمع رہتا۔ مریدین معمود قدریں کی تعداد میں یوں اپنی اضافہ ہوتا رہتا۔ اب تک اپنے فرد کو جعلہ گوش ہو چکا تھا یہ تمنا پیدا ہوئی کہ حضرت سلطان الاولیاء کے قدومہ نہیں لزوم سے اپنے اپنے گھروں کو شرفیاب کریں اور تمام گھر کے گھر کو جعلہ غلامی میں داخل کر دیں۔ اور حد

حضرت سلطان الاولیاء سے ہرہ انزوں ہوں۔ چنانچہ لوگ اس مقصد سے حاضر خدمت عالی ہوئے اور بینت اصرار کیا۔ حضور نے ان راہ اخلاق محمدی جو آپ فاطمہ موجود تھا سب کی درخواستیں شرف قبولیت سے ممتاز ہوئیں اور ان کے حب مشاہد کی تناییں برائیں اور آپ کے قدم مبارکے ہم رید و معتقد کا گھر فرضیاب ہوا۔ اہل بیت نبویہ جملہ متعلقین داخل سلسلہ ہوئے دست حق پرست حضرت سلطان الاولیاء نے ہر ایک طالب ہدایت راہ شریعت محمدیہ و طریقت نبویہ کی دستیگیری فرمائی۔ جس شہر پاگاؤں یا قصبه میں آپ تشریف لیجئے نہ صرف یہاں نے والاہی فرضیاب ہٹا بلکہ دہاں کے باشندگان میں ایک کثیر تعداد آپ کے فیوض روحانی سے فیضیا۔ ہوتی اور بیعت و ارادت میں حصہ لتی۔ حضور سلطان الاولیاء کا دائرہ فیض بحید و سیع چنانچہ صوبہ مالک متحده آگرہ و اودھ و صوبہ بہار و اڑلیسہ و صوبہ بہنگام و بہنی و صوبہ بنگال و مدراس و غیرہ غیرہ کے اضلاع و دیگر مقامات حتیٰ کہ غیر مالک میں بھی تشریف لیجئے۔ جہاں آپ تشریف یجا تے دہاں کے وہ لوگ جن کو تلاش چھی بھن کے دلوں میں محبت الہی کی چنگاری پوشیدہ تھی اور ایک پیر و شنضیر کی ضرورت تھی وہ حاضر خدمت ہو کرہ بیٹا بانہ شمع رخسار پر پرانہ و ازشار ہوتے اور اور حلقد گوشی کافر خاصل کرتے الغرض آپ کا چشمہ فیض ایسا تھا کہ جس سے ہر کو وغیرہ اور دور و قریب سب سیراب ہتے۔

حضور جہاں تشریف یجا تے دہاں کے لوگ جوش عقیدت و محبت میں آپ کے استقبال کا نہایت شاندار سامان کرتے۔ ایسا معلوم ہوتا کہ کسی بادشاہ جلیل الدلیلی آمد آمد ہے جسکے استقبال و فہماذاری کیلئے شاہزادہ سامان فرمایا کیا گیا ہے۔ اور

حضور کے سامنے بیش فہمت اشیا اور نقد کشیدن را پیش کرنے کیلئے لوگ لاتے
لیکن حضور کو اصلاح کسی شریٰ کی پروانہ ہوتی۔ بلکہ سلطان الاولیاء جس اندازے
ایک احرام باندھے ہوئے (جو نصف باندھتے اور نصف اوڑھتے) برہنہ سر بہ نہ
تشریف یوجاتے اُسی طرح وہاں سے خصوصت ہو جلتے۔ اور غرباً اور اہل حاجات
اُس سے نفع اٹھاتے۔ خاص اپنی ذات کیلئے کبھی دولت و ثروت کی خواہش
کا اظہار نہ فرمایا۔ نہ مغنم ولذیذ غذا کی تمنا نہ پر نکلف بلباس کی آرزو۔ متوكل علی اللہ
یہی ہوتے ہیں۔ حضور کی یہی کیفیت و عادت تا حیات رہی۔ اور اسی طرح
خلق اللہ کو دینی و دینیوی دولت سے الامال فراستے ہے۔

آپ کا یہ دستور تھا کہ جس شہر یا جس گاؤں یا قصبه میں پہلی مرتبہ تشریف یوجا کر جائے
یہاں قیام فرمایا وہ بارہ سارے بارہ جب بھی کبھی وہاں جانے کا اتفاق ہوتا ہمیشہ
اُسی کے یہاں تشریف یوجاتے۔ اور وہیں قیام فرماتے۔

ذکر حدماں حضرت سلطان الاولیاء

اوّلاد اُمّ علیشاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پیر بھائی تھے جس وقت سے حضرت سلطان الاولیاء
حضرت حاجی سید خادم علی شاہ قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنے پروردش میں لیا
اُسی وقت سے داکم علی شاہ آپ کی خدمت میں مشغول ہوئے۔ جب حضرت سلطان
الولیا سفریت اللہ تشریف ہے، سو لانہ ہوئیں واپس وطن ہوئے اُس وقت سے
داکم علی شاہ پھر خدمت عالی میں مشغول ہے اور سفر و سیاحت میں آپ کے ساتھ ہے
جب حضرت سلطان الاولیاء نے واپس ہو کر دیوبند شریف میں قیام فرمایا تو جو جنگیاں

مرید ہو کر تہ بند باز ہجکر ساتھ رہنا اختیار کیا۔ جب دامُ علی شاہ کا انتقال ہو گیا لکھنؤ میں صل
 مزار حضرت حاجی سید خادم علی شاہ قدس سرہ الغرز کے مدفن ہوئے۔ پھر بُنام شاہ
 ساکنِ موضع کی ہوئی ضلع بارہ بنکی خدمت میں ہے۔ بُنام شاہ کو حضرت سلطان الٰہیا
 نے حکم دیا کہ تم اپنے مکان میں بیٹھی رہو تو زیست باہر قدم نکالنا۔ بُنام شاہ نے حکم کی
 تعمیل کی اور اپنے مکان میں جا کر بیٹھی ہے۔ تازندگی قدم نہ نکالا بعد انتقال ہجکم حضرت
 سلطان الٰہیا اُسی مکان میں مدفن ہوئے۔ بعد اس کے نور محمد شاہ ملائیں تے
 آگر خدمت میں ہے۔ حاجی فیضو شاہ و اڑاڑو شاہ بھی خدمت میں ہے جب نہ تھا
 سلطان الٰہیا نے حیم شاہ کو حکم دیا کہ تم اپنی کوئی موضع گنگوارہ تصلی دیوی شریف جا
 پچھنوا لو اور وہیں رہا کرو۔ حیم شاہ نے حکم کی تعمیل کی۔ اُس وقت سے حضرت
 سلطان الٰہیا رخ کایہ دشتر ہو گیا کہ جب سفر سے واپس آتے تو حیم شاہ کے یہاں
 ضرور جاتے۔ اسی طرح چندے دستور رہا۔ پھر حیم شاہ نے کچھ عرصہ کے بعد حضرت
 سلطان الٰہیا سے درخواست کی کہ حضور جب گشتے دیوی شریف والپر آئیں
 تو مجھے حاضری خدمت کی اجازت دیں کہ میں دن بھر حضور کی خدمت میں حاضر ہو
 اور رات کو اپنی کوئی پرچلا آیا کروں۔ حضور نے منتظر فرمایا۔ پھر یہ دستور رہا کہ جب
 حضرت سلطان الٰہیا کا دیوی میں قیام رہتا حیم شاہ روزانہ حاضر ہوتے اور دن بھر
 خدمت پاگلت میں رہتے اور شب کو واپس جاتے۔ جب ۱۳۱۸ھ میں حضرت
 سلطان الٰہیا نے دیوی شریف میں قیام فرمایا اور خاص اپنے مکان ہبائی میں
 سکونت پذیر ہوئے اور باہر جانے آنے کا سلسلہ تک فرمادیا اُسی وقت حیم شاہ
 شب و روز آپ کی خدمت اقدس میں ہنسنے لگے با جازت حضرت سلطان الٰہیا

وقاً فـقاً كـوئـي پـہلـی چـلـے جـاـيـاـكـرـتـے تـھـے۔ پـھـرـوـرـمـہـدـشـاـهـ کـوـ حـکـمـ دـیـاـكـرـتـے تـھـے مـکـانـ پـرـ
چـلـے جـاؤـ۔ وـہـ اـپـنـےـ مـکـانـ چـلـےـ گـئـےـ۔ وـہـ اـتـقـالـ کـیـاـ وـہـنـ مـدـفـونـ ہـوـئـےـ۔ اـورـ حـمـمـشـاـهـ
وـحـاجـیـ فـیـضـوـشـاـهـ خـدـرـتـاـ ہـےـ اـوـ رـشـخـ رـابـ عـلـیـ زـمـینـدـارـ سـاـکـنـ بـھـولـیـ ضـلـعـ بـارـہـ بـنـکـیـ
وـقـاضـیـ بـشـشـ عـلـیـ زـمـینـدـارـ سـاـکـنـ گـدـیـ چـلـعـ بـارـہـ بـنـکـیـ وـاسـطـ قـصـہـ کـہـانـیـ کـےـ شـبـ وـرـوزـ
ہـنـتـھـےـ۔ کـیـونـکـہـ آـپـ کـوـ نـذـاقـ قـصـہـ وـکـہـانـیـ سـنـنـ کـاـ بـہـتـ تـھـاـ۔ خـدـاـانـ خـاصـ کـاـ
مـخـصـرـاـ تـذـکـرـہـ کـرـدـیـاـ گـیـاـ۔ اـگـرـ آـپـ کـےـ خـدـاـانـ کـلـ کـاـ تـذـکـرـہـ تـحـرـیرـ کـیـاـ جـائـےـ توـ سـکـےـ لـئـےـ بـجـاـ
خـودـ اـیـکـ کـتـابـ ہـوـنـ چـاـہـئـےـ۔ چـوـنـکـہـ اـخـصـارـ مـنـظـرـ ہـےـ اـسـ لـئـےـ لـئـےـ ہـیـ خـدـاـانـ کـاـ
تـذـکـرـہـ کـاـ فـیـ ہـےـ۔

ذکر حضرت سلطان الاولیاء کے دیوبہ شرف میں متقل قیام فرمائے کا

حضرت سلطان الاولیاء زیارت حرمین شریفین و سیر و یاحت مالک غیرے سے ۱۴۶
او رُسْوَقَتَ سَعَى تَأْمِيلَ اللَّهِ هَمَرَنِيَنْ وَمَعْقَدِيَنْ كی خواہش پُرگشت اور اسے ہے۔ او رُ
۱۴۷ هـ میں متقل طور سے دیوبہ شرف میں قیام فرمایا اور صاف فرمادیا کہ اب ہم کہیں
نہ جائیں گے۔ جب آپنے مریدین کے یہاں کی آمد و رفت ترک کر دیں اور متقل طور سے
دیوبہ شرف میں رہنے لگے تو مریدین و معتقدین و طالبین کی آمد رفت کا سلسہ قائم ہوا
اس کثرت سے نازرین جمال فارث آتے کر روزانہ دربار وارثی بھرا رہتا اور شیدایان
مصحف خار حضرت سلطان الاولیاء کا جگہ طالگار رہتا۔

مریدین جو قدیبوسی یا دوسکر لوگ جو بیعت و ارادت کیلئے حاضر ہوتے آپ سے بیلے
آپ کا پسندیدہ لباس یعنی تہ بند احرامی جنگ و جن کپڑے کا چل جاتے تھے تیار کر کے

لارا و پیش خدمت کر۔ آپ اُس تہ بند کو باندھ لیتے اور نصف تہ بند جو باندھے ہوتے
اُسیں سے چھاؤ کر تبرگا اُس کو عطا فرماتے اور کسی مرید کو پورا تہ بند بھی محنت فراہم نہ
یہی قاعدہ ہمیشہ آپ کارہا۔ اور جس مرید نے خواہش کی کہ مجھکو فقیر بنا لیجئے اُسے تہ بند
عطافرمایا۔ اسی طرح ہزاروں تہ بند مریدین کو تبرگا دار اور اعطا فرمایا کئے۔

اولاً حضرت سلطان الاولیا کا قیام شیخ کرم احمد صاحب بیس قصہ کے ایک کرہ میں
بعدہ ایک مکان دیگر میں جو کہ خام و نختہ تھا جسکے کو شے پر سفالہ پوش
ایک دیوار پر راٹی بسی تھی آپ منتقل ہو گئے اور اسیں اقامت اختیار فرمائی۔

مولف اور اق بنا جب غلامی میں داخل ہوا تو حضور اسی مکان میں سکونت پذیر تھے
بعدہ راجہ مندرجہ سنتگھ صاحب عرف منوا صاحب نے ایک مکان نختہ اُسی
مکان کے ملحی تیار کر دیا۔ بلکہ مکان خام کی دیوار نختہ کر کے ایک دروازہ اُس میں
لگا دیا گیا تاکہ اوہر سے اُس مکان کی آمد و رفت قابل ہے۔ پھر حضرت سلطان الاولیا
اس مکان سے نختہ جدید تیار شدہ مکان میں اٹھا آئے اور قیام فرمایا۔ قطع اس
مکان نختہ کی یہ تھی۔ کہ صدر دروازہ چاہ نختہ کے قریب پورب جانب تھا اور بروٹھا
تھا کہ جب میں ایک چھوٹا سا دروازہ لگا تھا جو بند رہتا تھا۔ زائرین جو آتے تھے زنجیر دو
ہلاتے تھے دروازہ کھول دیا جاتا تھا۔ اُسکے اندر صحن تھا اور دکھن جانب اور ترسخ کے
دو کمرے آگے پیچے تھے اور اندر کے کمرہ میں پورب و سхنم ایک ایک کوٹھری تھی
جس میں کیواڑ لگے تھے اور کمرہ کے تینوں دروازوں میں کیواڑ لگے تھے اُسکے آگے
کمرہ میں گول درپیالہ دار تھے۔ اور اسی کمرہ میں تھم و پورب دو پنچھیاں تھیں۔ گولہ
پیالہ دار بھم کی صفحی میں آپ کے سواری کی بالکلی رسمتی تھی۔ اور پورب جانب کی صفحی میں

قد مجھے نجتہ است جو پاک کرنے کے واسطے بناتھا اور کمرہ کے آگے چبوڑہ کے نیچے صحن تھا
صحن میں پچھم جانب کی دیوار نجتہ میں دروازہ بناتھا کہ جو خام مکان میں آمد و فر کا
کام دیتا تھا۔ اور پورب والے کے گوشہ میں پاخانہ نجتہ تھا اور پاخانہ کے قریب
ایک درخت پاکڑ کا تھا۔ اور پورب کی دیوار نجتہ میں ایک دروازہ بڑا لگا ہوا تھا
جس سے آپکی پالکی اندر جاتی تھی۔ مکان نجتہ میں زینہ نہ تھا۔ بعد کو تیار
کرایا گیا۔ مؤلف کی موجودگی میں یہ زینہ تیار ہوا تھا۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ ایام گرامیں
بوقت شام ہبھے چھوٹے چھوٹے ٹاٹ چار چار پانچ پانچ ہاتھ کے لمبے چوڑے
اندر سے نکال کر باہر بھپائے جاتے۔ اُسی چبوڑہ پر جو اندر صحن کے کمرہ کے سامنے تھا
ایک ٹاٹ پر آپ کا بست اسراحت بھاہوتا اُپر حضرت سلطان الاولیاء تشریف
رکھتے تھے۔ اور دوسرے ٹاٹ پر ہلوگ یعنی خدا ان و شتا قدیں زیارت و مریدین
و مقعدین جو آتے بیٹھتے تھے۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ اسی مذکورہ بالا صورت سے حضرت سلطان الاولیاء عزیز
حاضرین تشریف فرماتھے زینہ تیار ہو رہا تھا صرف دو قین ٹیڑھیاں بننے کو اور باقی
تھیں معمار و مزدور کام کر رہے تھے۔ حضرت سلطان الاولیاء نے معاودوں سے درپت
فرمایا کہ یہ انٹیں کہاں سے آتی ہیں۔ معماروں نے جواب دیا کہ جو قلعہ شاہی زمانہ کا
اور اس میں ایک امام باڑہ کہنہ تھا اُسی کی دیواروں سے کھو دکر لائی جاتی ہیں۔
تب آپ نے فرمایا کہ جس قدر رانٹیں امام باڑہ کی دیواروں سے آتی ہوں زینہ کھو دکر
وہیں ڈلوا دو۔ کیونکہ امام باڑہ کی اور سجدہ کی انٹیں مکان میں لگانا جائز نہیں ہے
فروادہ انٹیں زینہ سے کھو دکر نکالی گئیں اور جس امام باڑہ سے لائی گئی تھیں وہیں

ڈلادی گئیں۔ ایک تجھے حضرت سلطان الاولیا فتح پورست قیم شاہ کے مکان تشریف لیے
ستقیم شاہ نے حضرت سلطان الاولیا سے کہا کہ اب مجھے دیوب شریف میں رہنے کیلئے
اجازت و جگہ عطا فراہیں تاکہ میں وہیں رہوں۔ آپ نے فرمایا کہ جس مکان میں ہم رہتے تھے
اُسی میں آکر رہو۔ ستقیم شاہ تھوڑے آکر اُسی مکان میں قیام کیا۔ اور تاحیات اُسی
مکان میں رہیں۔ اور حضور اُسی کے سامنے انتقال کیا۔ اونفتح پور اپنے مکان میں فن پڑیں
حضرت سلطان الاولیا نے اُن کا قفل کیا اور اب تک سالانہ اُن کا قفل ہوتا ہے۔

ذکر باریوں کا

جب حضرت سلطان الاولیا ⁴⁴ ملزہ مہیں کم مغطیہ و بدینیہ منورہ سے واپس
تشریف لا کر سکونت پذیر دیوہ ہوے اور سیر ویا حرث فرانے لگے تو جب گھر سے دو
شریف تشریف لاتے تو دو چارہ وز قیام فراتے۔ شیخ فضل حسین شاہ صاحب باشی
سجادہ نشین حضرت منعم شاہ قدس سرہ الفرزی و شیخ غلام علی صاحب رئیس قصبه
و شیخ کرم احمد صاحب رئیس قصبه عرف کرامہ پاں ان تینوں صاحجوں نے اپنی
باریاں کھانے کیلئے مقرر کیں۔ اس طریقہ سے کہ جب حضرت سلطان الاولیا نے
مریدین کے یہاں سے دیوہ تشریف والیں تشریف لاتے اور دو چارہ وز اپنے مکان میں
قیام فراتے تو ایک ایک روز ایک ایک صاحب کے یہاں سے حضرت سلطان
الولیا رف کے لئے کھانا آتا اور جبقدر مریدین و دیگر اصحاب قدس بوسی و بعیت سے
آتے سب اُسی باری سے کھانا کھاتے۔ اور جب تک حضرت کا قیام رہتا والدہ
نهال الدین صاحب آپ کے لئے بہت خوش ذائقہ اور لذیذ کھانا آپ کے واسطے بھیجا

کرتی تھیں۔ اور مستقیم شاہ کے یہاں سے بھی کسی ملک کی کوئی ایک چیز آتی۔ اسی طرح بہت عرصہ دراز تک یہ باریاں قائم رہیں۔ ایک مرتبہ حضرت سلطان الاولیا رضی شیخ نجم احمد صاحب عوف معروف شاہ سے ناراض ہو گئے اور حکم دیا کہ معروف شاہ کی باری موقوف کر دی جائے۔ اُسی وقت موقوف ہو گئی۔ لیکن معروف شاہ صاحب کوئی نہ کوئی چیز روزانہ بالضرور کپو اکر خدمت عالی میں پہنچ کیا کرتے۔ بعد اس کے حضرت سلطان الاولیا شیخ غلام علی صاحب سے بھی ناراض ہو گئے۔ اور باری بند کر دی۔ اب صرف میاں شیخ فضل حسین صاحب کی باری باقی رہی جو ۱۹^ج نومبر تک بار باری رہی۔ جب کہ حضرت سلطان الاولیا بیب پیرانہ سالی کے دیوبہ شریف میں مستقل پانے مکان میں قیام پذیر ہوئے اور فرمایا کہ اب میں کسی کے یہاں نہ جاؤں گا۔ اب مجھے میں قوت گشت کی باقی نہیں رہی۔

ذکر حجھہ باریوں کا

باو شاہ حسین خاں صاحب تعلقدار ریاست کبرا ضلع سیتاپور۔
راجہ اودت زائن سنگھ صاحب وارثی تعلقدار ریاست رامنگر ضلع بارہ بہنگی۔
عیاس حسین خاں صاحب وارثی تعلقدار ریاست پیاگپور ضلع سیتاپور۔
چودھری لطافت حسین خاں صاحب وارثی۔ تعلقدار ریاست رامانہ ضلع سیتاپور۔
راجہ شیر محمد خاں صاحب وارثی۔ تعلقدار ریاست شہرو پٹنلیع لکھیم پور۔
راجہ دوست محمد خاں صاحب وارثی۔ تعلقدار ریاست فونہ ضلع سلطان پور۔
ان حجھہ تعلقدار ان نے صدق دل سے لپنے پانے اخراجات کے دو دن ماہ کی باریاں

مقرر کر دیں اور طبع خانہ باور چیزیں دکار گئن ماوری وغیرہ مقرر کر دیا۔ ناظرین کرام بھی سکتے ہیں کہ سقدر مریدین و معتقدین و طالبین جو بیعت و قدمبوسی کو آتے ہو گئے یہاں صادر انھیں حلقہ تعلقدار ان کے ذمہ تھا۔ اور تا جیات حضرت سلطان الاولیا صنی اللہ تعالیٰ یہ باریاں قائم ہیں۔ جب حضرت سلطان الاولیا کا وصال ہوا اور سید محمد ابراہیم شاہ قدس اللہ سرہ العیز بسجادہ نشین ہوئے کچھ عرصہ کے بعد باریاں بند ہو گئیں۔ مؤلف نہیں جانتا ہے کہ کیا اسہاب ان اریوں کے بند ہوئے کے پیش آئے۔

ذکر طلب کرنا حضرت سلطان الاولیا کا سید محمد ابراہیم شاہ صاحب نواسہ حضرت حاجی سید خادم علی شاہ قدس سرہ کو

۲۲۳ نامہ میں سید محمد ابراہیم شاہ صاحب نواسہ حقیقی حضرت حاجی سید خادم علی شاہ قدس اللہ اسرار ہم کو جو کہ آنری محبوب شریٹ وکیل عدالت رام پور تھے حضرت سلطان الاولیا نے طلب فرمایا اور حکم دیا کہ ابراہیم ہم ہماسے پاس زیادہ رہا کرو اور وہاں کم۔ سید صاحب چندے قیام کر کے واپس رامپور گئے پھر دوبارہ جب تشریف لائے تو حضرت سلطان الاولیا نے فرمایا کہ ابراہیم تمہیں قیام کرو اور اپنے باور پی اور نوکریں کو بلوالو۔ سید محمد ابراہیم شاہ صاحب نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور پورے طویل دیوبہ شریف ہیں قیم ہو گئے۔ آپ کو حضرت سلطان الاولیا نے دو منزلہ پر حس کو کہ سید شرف الدین احمد صاحب بیرڑیٹ لا جین چنٹس نے بنوایا تھا ہے کا حکم دیا۔ اب جو مرید حضرت کی قدمبوسی کے لئے آتھے اُس سے حضرت سلطان الاولیا دیافت فرماتے ہیں کہ تم سید کل آئے۔ اگر اُس نے کماکہ نہیں تو آپ

اُن سے فرمائے کہ جاؤ جاؤ سیکل آؤ۔ جب وہ تید سے مکردا پس آتا تو پھر انہی نے
کہ سیکل آئے تو وہ جواب دیتا کہ حضور مل آیا۔ یہ قاعده حضرت سلطان الاولیاء
عام طور پر منتشر درج کر دیا اور کلمیہ قاعده بوجیا کہ عمر پر حضرت سلطان الاولیاء
زیارت کو آتا پہلے سید ابراہیم شاہ صاحب سے ملتا۔ بعد اُن حضرت سلطان الاولیاء
سے قدیموس ہوتا۔

متزی محدث سلیمان صاحب ساکن شہزادہ وہ دار دحال پیاگپور و قاضی راضحین ساکن
قصبہ سیون ضلع اُناو ساکن حال پیاگپور مولوی محمد احمد صاحب ساکن قصبه شبلیہ
ضلع ہر دوئی دار دحال پیاگپور و شیخ مشرف علی صاحب سیں گذی ضلع بارہ بنکی
وغیرہ نے مؤلف سے بیان کیا کہ ہلوگوں سے حضرت سلطان الاولیاء نے عند الملائقا
فرمایا کہ تم تید سے مل آئے۔ ہلوگوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ تب آپ نے فرمایا کہ وہ
وومنزلہ پر ہیں جاؤ مل آؤ۔ اس واقعہ و معاملہ سے ہر آدمی جو خدمتِ اقدس ہی حاضر
و افہمے کیونکہ آپ ہر مرد و عقد جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا یہ کہتے کہ جاؤ سید سے
مل آؤ۔

اور عباس حین خان صاحب تعلقدار ریاست بابو پور ضلع سیتاپور نے بیان کیا
کہ میں حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ابراہیم آئے
میں نے کہا کون ابراہیم آپ نے جواب دیا کہ مقبول اکے پوتے میں نے پھر کہا کہ کون
مقبول اکے پوتے جواب دیا کہ رچھا کی بیٹی پھر میں نے کہا کہ کون رچھا آپ نے فرمایا کہ میری بیٹی
اور حاجی خادم علی شاہ کی بی بی تب میں نے کہا کہ آپ یہ کیوں نہیں فرماتے ہیں کہ ہائے
مخدومن زادے آئے میں یہ میری زبان سے نکلا تھا کہ آپ نے ایک گھونسہ سیری ٹھیک

مارا اور فرمایا کہ تم نے شریم ہو جانتے تھے رب کچھرو۔

قاضی ریاض حسین ساکن ایسوں ضلع بارہ بنکی وارڈ حال پیا گپور نے بیان کیا کہ میرزا نے
مرذی الحجہ ۲۳ نونہ کو واسطے قد مبسوی حضرت سلطان الاولیاء کے دیوہ شرفیں گیا
اور قد مبسوی سے جب فارغ ہوا آپ نے فرمایا کہ قاضی تم تو رہو گے۔ میں نے کہا کہ ہاں
عیدِضحیٰ کی نماز پڑھ کر جاؤ گا۔ مرذی الحجہ کو صبح کے وقت لوگوں نے دریافت کیا
کہ حضور نماز عیدِضحیٰ کی کہاں پڑھیں گے۔ آپ نے کہا کہ ہم کسی سجدہ یا عیدگاہ کو اسال
نہ جائیں گے۔ مکان ہی پڑھیں گے۔ لوگوں نے عرض کیا حضور یہاں سے قدر گنجائش کیا ہے۔
آپ نے فرمایا کہ صحن میں بہت جگہ ہے۔ صبح کو بتائیخ۔ مرذی الحجہ فرش کا انتظام ہو گیا۔
لوگوں نے بچے فرستہ کیا کہ حضور نماز کون پڑھا یں گا۔ آپ نے فرمایا کہ میرزا یہیں
نماز پڑھائیں گے جب لوگ جمع ہو گئے اور وقت نماز کا آگیا تو میرزا محمد ابراهیم صاحب
نماز پڑھا یہی۔ اندر سے باہر تک ہزاروں آدمیوں کا مجمع تھا۔ بعد ختم نماز و خطبہ سید
محمد ابراهیم صاحب حضرت سلطان الاولیاء سے سینہ سنبھیہ ہوئے۔ کھڑا اپنے حجہ
پٹھنگئے۔ اور لوگ دست بوسی و قد مبسوی کرنے لگے۔ مجمع کثیر ہو گیا۔ قد مبسوی کیلئے
ایک پرایک گرلنے لگا جس سے آپ گھبر گئے اور فرمایا کہ کیوں اڑ بند کر دو۔ چند نہیں
کو اڑ بند ہے۔ جب آپ اندر کرہ کے تشریف لے گئے تو را کیوں اڑ کھول دیا گئے۔
چھ لوگ جو تی آتے اور قد مبسوی کر کے واپس جاتے۔

شیخ ذیرعی صاحب وارثی قصہ مسولی ضلع بارہ بنکی نے مولف سے بیان کیا کہ یوسف علیشا
عوف جیتن میان کو حضرت سلطان الاولیاء نے حکم دیا کہ عرب و حجاز کی سیر کر دو۔
اور یوسف ملی شاہ دنیاوی بہاس میں تھے۔ انہوں نے تم بند نہیں باندھا تھا۔ حکم

حضرت سلطان الاولیاء روانہ ہو گئے اور پندرہ سال تک سیر و میاحت اُسی خا
 کرتے رہے۔ بعد پندرہ سال کے واپس دیوب شریعت آئے۔ بعد اس کے حضرت
 سلطان الاولیاء نے فرمایا کہ ملک دکن میں جاؤ۔ اور صوبہ براہمیج چکر ہٹھا سے
 پندرہ آدمی کرو اور وہیں مر جاؤ۔ یوسف علی شاہ نے حکم کی تمییل کی اور
 صوبہ بار روانہ ہو گئے۔ صوبہ بار ہپونچکر سیر کرنے ہوئے کیمپ امراؤتی کی آباد
 سے باہر نکل کر ایک پہاڑی پر قیام کیا اور وہیں کے قیام میں اولانا سور ہو گیا بعده
 نابینا ہو گئے۔ بعد کو سخت بخار میں بنتلا ہوئے۔ اور ہٹھے خطوط برلنے خیرت
 برابر جاتے رہے لہبہ نابینا ہونے کے شیخ جمال و چین سیمان خط پڑھکر
 سُنانِ تھے جب بخار میں عرصہ تک بنتلا رہے اور بخار کی پرنہ آیا اُس وقت
 شیخ جمال و چین سیمان کی طرف سے میرے پاس تار آیا کہ یوسف علی شاہ سخت علیہ
 تار کے دیکھتے ہی میں اور بھائی عبد الغفور تیار ہو کر روانہ ہو گئے۔ جب صوبہ بارہ
 ہپونچکر کیمپ امراؤتی کی آبادی نکل کر پہاڑی پر ہپونچکر دیکھا کہ بھائی یوسف علی شا
 بخار میں بنتلا ہیں علاج وغیرہ ہوتا رہا۔ ڈیڑھ ماہ تک وہاں پر قیام کیا جب شاہ حسن
 موصوف کو صحت ہوئی اجازت واپسی کی لی اُس وقت شاہ صاحب صفوت نے
 ایک تھان چھوٹی روالوں کا اور ایک تھان بڑے رووالوں کا جو کہ خاص نظام
 الملک کے واسطے تیار کئے جاتے تھے اور ایک دھوسا توں کا بنا ہوا اور کچھ
 بیوہ جات سلطان الاولیاء کے واسطے اور دیگر دوال میان فضل حسین صاحب کے
 واسطے دیا اور کہا کہ یقینہ میر بھانہ سے حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں
 پیش کرنا اور یہ رووال شاہ فضل حسین صاحب کو دینا۔ جب احمد دو نوں بھائی

وہاں سے ردادہ ہو کر سیمیشن بارہ بنکی پر پہنچے۔ بھائی عبدالغفور مکان پر واپس گئے اور ہر رذی اجھے ۲۳ لہ دھ کو میں قصبه دیوہ شریف پہنچا اور تھانفت پیش کئے۔ آپنے حکم دیا کہ سید ابراہیم کو بلاو۔ جب سید ابراہیم صاحب تشریف لائے آپنے فرمایا کہ ابراہیم اس میں سے جو تھاۓ پسند ہو لے لو۔ سید صاحب موصوف نے جواب دیا کہ حضور عطا فراویں۔ اُس وقت پھر آپنے فرمایا کہ تھاۓ جو پسند ہو لیو سید صاحب نے چھوٹے روالوں کا تھان انٹھا لیا۔ اس کے بعد بڑے رووالوں کا تھان انٹھا کر اپنے دست مبارک سے من کچھ میوہ جات کے عطا فرمایا جب سید صاحب موصوف تشریف نے گئے تو میں نے حضرت سے عرض کیا کہ سید ابراہیم صاحب کماں سے تشریف لائے۔ اُس وقت آپنے فرمایا کہ ایک طشت میں پانی بھروادا ایک قطرہ میرے خون کا اور ایک قطرہ ابراہیم کے خون کا لیکر ڈالو تو وہ چکر کھا کر ایک ہو جائیں گے۔ بعد اس کے مجھے جرأت نہ ہوئی کہ سید ابراہیم صاحب کے اور کچھ حالات دریافت کروں۔ بعد اسکے میں نے اپنی طرف سے عرض کیا کہ جیسے میاں کو وہاں تکلیف زیادہ ہو اگر حکم ہو تو وہ یہاں چلے آؤں۔ آپنے فرمایا کہ جو چیز دیکھنے کی تھی وہ ہی باقی نہیں رہی تو اب کیا ضرورت ہو۔ پھر میں حضرت سلطان الاولیاءؒ سے خصت ہو کر میاں فضل حسینؒ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ زوال مال پیش کئے اور کہا کہ سید ابراہیم صاحب حضرت کے کون ہیں۔ میاں فضل حسینؒ صاحب نے کہا کہ سید ابراہیم نبی مقبولین کے بیٹے ہیں۔ اور حضرت حاجی سید خادم علی شاہ سلطان الاولیاءؒ کے بہنوئی ہیں۔ بعد اسکے میں واپس قصبه مسولی ہوا۔

چیلہ مبارک حضرت سلطان الاولیا

شہیہ حضرت وارث بیان ہے
کہ نورِ مصطفیٰ جس سے عیاں ہے

عُرْجَلَى خاص تکو دیکھن ا منتظر ہو	صورت وارث کو دیکھو دیکھنا منتظر ہو
ذات حق اُس میں نہاں ہو آشکارا کے تم	آنکھ کھوا دیکھ لوگ دیکھنا منتظر ہو

بدن مبارک

حضرت سلطان الاولیا کے جسم مبارک کے ہر اعضاً خوبصورت اور سڑول تھے اور ان میں کمال درجہ کا قدرتی حسن تھا اور ہر ایک اعضا میں جیرت انگیرشان نظر آتی تھی۔ اور ہڈیاں جسم مبارک کے ہر اعضا کی چورٹی تھیں۔ اور آپ کے جسم مبارک کا گوشت وہڈیاں بہت ہی زم تھیں کیونکہ جس اعضا پر یا تھر کھا جاتا زرم معلوم ہوتا۔

قد مبارک

قد مبارک اُس گل بستان احمدی کامیاب تھا نہ بہت لپیا نہ کوتا اہ بدرجہ او سط تھا۔ مگر مجمع کشیر میں آپ سب سے بلند معلوم ہوتے اور اُس مجمع میں دور سے آپ کا سر مبارک نظر آتا۔

سر مبارک

سر مبارک آپ کا بڑا تھا مگر بڑائی بدرجہ اعتدال۔

موئی مبارک آپکے گھونگر والے تھے۔ اور ایک چمک بالوں میں پیدا تھی۔ اور نہ بہت سی دن ہے اور نہ زیادہ چیز پار مثل باشندہ گان جبش کے قلم البتہ پچھے لوگان کے برابر چھپلے پڑ جاتے تھے۔ اور اور پر سے کسی قدر ثروتی معلوم ہوتے۔ شانہ گرنے پر بھی جلد سر مبارک سے موئی مبارک بلند رہتے تھے اور موئی مبارک کے ابھر لئے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی نہ سے چمک دار فرق مبارک کی رکھی ہوئی ہے۔ اور شیعہ موئی جانفر عاشقوں کے دل و داماغ کوتازہ کریتی ہی اور موئی مبارک آپکے نہ بہت لائیے تھے اور نہ چھوٹے شانہ گرنے پر شانہ ای مبارک تک آجائے اور پھر پیٹ کر کان کی لوکے برابر ہو رہتے اور جب آپ صبح کو بتر استراحت سے اُٹھتے تو کچھ بال چھڑ مبارک پر ادھر ادھر آجائے آپ نکو بار بار دست مبارک سے ہٹایا کرتے۔

پیر بخش جام بیان کرتا تھا کہ مجھکو زمانہ چالیس پینیالیس سال کا ہوا کر حضرت سلطان الاولیا کا خط برابر میں بنایا کرتا ہوں۔ مگر موئی مبارک اس قدر بڑھتے ہوئے نہ لے کہ جنکے تراشنے کی ضرورت ہوتی۔

ذکر دو فرقہ کرنے موئی مبارک کا یعنی انگ نکانے کا

خادم جب شانہ گرنے کے موئی مبارک کو ادھر ادھر کر دیتے یعنی مانگ نکالتے تو وہ قت انگ کی خوبصورتی کیا بیان کرو گویا ایک گلابی رنگ کی تحریر چمکتی ہوئی فرق اقدس پر معلوم ہوتی۔ جب آپ شانہ گرتے اور سرمه لگاتے اس وقت آیینہ بختی

پیشانی مبارک

پیشانی مبارک آپکی کشادہ تھی۔ اور اس میں جو سرخی و سفیدی نو دار تھی اُس کے

حسن کا بیان نہیں ہو سکتا رب اَعْلَیٰ

بیں کیا تنبیہ دوں پیشایتی سر کار دالا کو
کہ تھا پیداں ہٹائی سے رست لغڑی پڑا کی
نسلکر فرق اندس سے دہی انوار جمائی

چہرہ بُساک

چہرہ اور اُس بنی فاطمہ کا نہ سرت لا بنا نہ گول بدرجہ او سط تھا۔ آپ گند مز جنخی اور
چہرہ بُساک آپ کا ایسا درشن دھوید اتحاکہ ہر کرو مہ دیجھکر شیدا و فریفہ ہو جاتا تھا
اور چہرہ بُساک آئیںہ جہاں آگئی تھا جس وقت چہرہ بُساک پر نظر فتنی ایک لذت نل کو
حاصل ہوتی تھی اُس وقت آتش عشق موجہن ہوتی جدائی اپنے دن آتی گرمحوراً
انھنما پتا کیونکہ آپ کی عادت تھی کہ یکو اپنے پاس زیادہ ٹھہرئے نہ دیتے تھے۔

نم بود آشفته لیلا لے بجز قیس

تو صدہ عاشق دیوانہ داری

ابر وئے بُساک

ابر وئے بُساک آپ کے بہت باریک آخر گوشہ چشم بک شل کاں کچنچ بی تھے ہپس میں
ملے تھے۔ جُداجُد لئے تھے۔ گویا عاشقوں کے سجدوں کی محرابی اور ابر وئے بُساک میں
موئے بُساک لگھنے تھے پر الگندہ نہ تھے۔

چشم بُساک

چشم بُساک کی سفیدی میں سرخ ڈورے نہیں تھے یعنی رگمائے باریک سرخ تھیں
اور وہ سرخ ڈورے کنارہ دیدہ سیاہ کے خوشنام مغلوم ہوتے تھے۔ اپنے سماں کا
حسن انھوں میں پیدا تھا۔ اور اکثر ایسی آنکھوں کو لوگ جادو بھری کہتے ہیں سب

شک نہیں کہ جو وقت آنکھ سے آنکھ ملی گویا ایک تیر دل و جگر کے پار ہو گیا۔ بیت
زگیں حپشم کی تعریف نہیں ہو سکتی
جس طرف آنکھ گئی بسل کی صفت پیدا کی
مرثگان مبارک

مرثگان مبارک آپکی لانبی تھیں کیونکہ چشم کو اغیار سے حفاظت میکھتی تھیں۔
رخسار مبارک

رخسارہ مبارک آپکے نہ زیادہ گوشت سے بھرے ہوئے اور نہ کم دونوں رخساروں پر خی
وسفید میں یہی نایاں کہ عاشقوں کی جان قربان کر لیتی تھی بیت
لے گھر تو دیکھ لے رخسار دارث کو اگر
شرمندہ ہو کر خود کے میری ضیا کچھ بھی نہیں
بینی مبارک

بینی مبارک آپ کی باریک۔ انخد کارا سنتھہ تبلانے والی خوشنا نہ بلند نہ کوتاہ
اور بینی مبارک میں ایک سر تھا۔

دہان مبارک

دہان مبارک آپ کا کشادہ تھا تنگ نہ تھا۔

لب مبارک

لب مبارک آپکے باریک اور سرخی اگل تھے گندہ نہ تھے۔ گو آپنے پان کا استعمال
تام عمر نہ فرمایا تھا۔ مگر دونوں لب کسی قدر بائیں جانب کو جھکے ہوئے معمولی نظر
شناخت نہیں ہو سکتی تھی۔ بات کرنے پر اُس کو معلوم ہو سکتا تھا جو بغور خیال کے۔

زبانِ مبارک

زہانِ مبارک آپ کی فصیح اور آپ کے بیان میں فصاحت تھی۔ بلکہ کسی وقت بات کرنے میں لکنڈت آ جاتی تھی۔

دندانِ مبارک

دندانِ مبارک آپ کے برابر و سفید تھے اور سفیدی میں چمک پیدا تھی اور آپ کے دندانِ مبارک میں کھڑکیاں تھیں۔ ملے ہونے نہ تھے کشادہ تھے۔

آوازِ شریعت

آپ خوش الحان تھے۔ آپ کے کلام میں فصاحت تھی۔ اور تین بیان تھے۔ اور جبوقت آپ کلام پاک پڑھتے اُس وقت کی خوش الحانی سامعین کو سپر ور میں لاتی اور جب آپ اشعار یا قصیدہ پڑھتے اور جس مقام پر نام آپ کا آجاتا اُس کو چھوڑ دیتے یادوسرے بے فرائی کہ تم پڑھو۔

ریشِ مبارک

ریشِ مبارک آپ کی گھنی تھی اور گرد آگر دُرخبارہ مبارک کے تھی اور ریشِ مبارک کے گردن و گلوئے مبارک سینہ کے جانب پوشیدہ رہتے تھے۔

گردنِ مبارک

گردنِ مبارک آپ کی لانبی تھی۔ کوتاہ نہ تھی اور خوبصورت تھی۔

پاز وئے مبارک

پاز وئے مبارک آپ کے بھرے تھے گوٹھ تھے۔ اور دراز تھے دونوں پوسنے اور زم تھیں متحمیلیاں اناخہ کی مثل دھنی ہوئی روئی کے۔ اور کندھوں یعنی دونوں

شانوں سے یمکر کلائی و پشت کعبت دست بمارک تک بال تھے۔ اور دونوں شان
آپ کے کثادہ تھے۔

بغل مبارک

بغل مبارک کا رنگ اب رنگ جسم کے تھا اور آپ کی بغل شریفی کے سینہ میں خوشبو آتی تھی۔

پشت مبارک

پشت مبارک آپ کی برابر تھی مثل تختے کے اور پشت میں مقام فقرات یعنی گریوں کے
گھرائی نہ تھی بلکہ برادر تھی۔ البتہ پشت آپ کی جھکی ہوئی تھی تو بدبیہ تھا کہ آپ گدن
و پشت جھکائے ہوئے چلتے تھے اور بیٹھئے میں بھی اسی طرح بیٹھتے تھے اور اپر
نظر انھوں نے تھے۔ زمین پر نظر رکھتے تھے اور اگر داہنے یا بائیں جانب آپ دیکھتے
تو گردن و جسم پھیر کر دیکھتے تھے۔

سینہ مبارک

سینہ مبارک آپ کا چڑا تھا اور آلاکش ہائے ذمہ سے پاک و صاف گویا نوار
الہیتہ کا خزینہ تھا۔ وہ علم ہو سینہ بیینہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے چلا آ رہا ہے۔
اسی علم کے سبب سینہ بے کینہ آپ کا اسرار آکی کا گنجینہ تھا۔

شکم مبارک

اور تمام شکم بالوں سے پاک اور سینہ بے شکم کے پلندہ اور نہ شکم سینہ سے گر شکم میں
شکمیں تھے بہت پری ہوئی تھیں۔ اور سینہ سے ناشکم ایک لکیر بالوں کی ہویدا تھی۔

پنڈلیاں

پنڈلیاں آپ کی باریک گوشت سے پر گوشت پنڈلیوں کا زم تھا۔

قدم مبارک

قدم مبارک آپ کا ہمار و پنجہ چوڑا۔ اور انگلیاں دراز اور انگوٹھے کے پاس کی انگلی سب انگلیوں سے بڑی۔ کفت پا آپ کے گردے تھے اور ایسے گردے کہ پانی اس طرف سے اُس طرف کو چلا جاتا۔ اور پائے مبارک وکفت پا آپ کے مایم تھے۔ اور خشک خواہ تر مٹی آپ کے پائے مبارک میں نہیں لگتی تھی۔ گو کہ آپ ہمیشہ بینہ پا رہا کرتے تھے۔ اور جب فرش صفا پر آپ تشریف یافتے تو پائے مبارک سے مٹی کا دھبنا فرش پر معلوم نہ ہوتا۔ اور ہڈیاں آپ کے جسم مبارک کے ہر عضو کی چوڑی و زم تھیں۔

ذکر عادات حضرت سلطان الاولیاء

ہر وقت حضرت سلطان الاولیاء نظر بر قدم و خلوت دراجنمن و سفر در وطن رکھتے تھے اور اکثر بزرگ ایک شب کے دوسرا شب کی جای قیام نفراتے۔ مگر اجیاناً کسی جادو و شب قیام ہو جاتا۔ اور حفل میلاد شریف میں بکمال غربت شرک ہوتے۔ اور اول زانہ میں پنجاہیت بالحان پڑتے۔ اور یکم محرم الحرام سے تا عشہ سماع و غیرہ نہ سُستے پڑھیز رکھتے۔ اور بدر عشراً تاریخ دا حکم صحیح سے تاشام کوئی چیز شناول نہ فرماتے۔ و ملاوت کلام پاک و درود شریف میں مشغول رہتے۔ اور طائفہ نامے نامی گرامی ارباب نشاط کمیں سے آتے اور مجرکرتے آپ بھی دیکھ دیا کرتے۔ اور کبھی ایسے لوگوں کو نہ طلب فرماتے اور نہ ممانوت کرتے۔ ایسے اسی ہر قسم کے بازیگر اپنی اپنی خوشی سے آتے اور آپ کے خوشنودی مزاج کے واسطے اپنا اپنا کسب کھلاتے

آپ دیکھ لیا کرتے۔ کیونکہ آپ کی خوشنودی مراجع اقدس کو سب لوگ فلاح دارین سمجھتے تھے۔ رہائی

چوں قبلہ نار و بسوئے غیر ندارد	عاشق عرض از خانقہ و دیر ندارد
بلبل بسوئے بلغ رُخ سین دارد	تاشا ہرگل جلوہ گیرہ انہ ناید

ذکر شست

حضرت سلطان الاولیاء رضے اللہ تعالیٰ عنہ کبھی دونوں زانوں توڑ کر مثل ناز کے بیٹھتے اور کبھی ایک زانوں کھڑا کر کے بیٹھتے اور کبھی دونوں زانوں کھڑے کر کے بیٹھتے کہ جس کو ہندی میں اوکڑوں کہتے ہیں۔ زیادہ تر آپ اسی طرح بیٹھا کرتے تھے مولف کہتا ہے کہ میں نے حضرت سلطان الاولیاء کو پہنچی مارکر مثل ہنود کے بیٹھے ہوئے نہیں دیکھا۔ اور کبھی ایک زانوں و سرے زانوں پر رکھ کر مثل شست فرعون کے اور حب آپ کھانا نوش فرماتے تو دونوں زانوں کھڑے کر کے یعنی اوکڑوں بیٹھا کر اور برہنہ سر کبھی آپ نے کھانا نوش نہیں فرمایا۔ آپ ایکشہہ تمہند سے بوقت نوش فرمان طعام کے سروکوڑھا پ لیتے تھے اور جو وقت پانی پینے کی خواہش ظاہر فرماتے تو خادم یا مرید پانی لا کر آپ کو دیا جو کپت پیاسا شروع کر سیکھ تو خادم اپنا ہاتھ سر مبارک پر رکھ لیا کرتا۔ یہاں تک کہ برہنہ سر آپ کبھی پانی نہیں پسرا۔ اور بوقت بول ذرا ز کے بھی سر مبارک تہ بند ڈال لیا کرتے۔ اور حضرت سلطان الاولیاء از سرتاپا عادات احمدی صلعم سے بھرے ہوئے تھے۔ اور حضرت احمد مجتبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے قدم بقدم چلنے والے تھے۔

ذکرِ سترِ استراحت

حضرت سلطان الاولیا کے مکان میں ایک فرش ٹاٹ کا جو کہ تمام دالان کو کافی ہوتا دونوں گروں میں بچارہ تھا۔ اور اُسی فرش ٹاٹ پر حضرت سلطان الاولیا کے لئے ایک گدھ پنبی خواہ بادی یعنی جسمیں ہوا بھری ہوتی یا جسمیں سنٹی بھری ہوتی بچارہ تھا جس پر صفائی بچارہ بھری جاتی۔ اور ایک لحاف مانند تکیہ کے پیٹ کر کر لئے رکھ دیا جاتا۔ کیونکہ تکیہ بننا ہوا آپ نے سر مبارک کے نجی تمام عمر نہیں رکھا۔ اور کبھی ایسا ہوتا کہ بجائے گدھ کے لحاف یا رضامی بچھاؤ جانا کیونکہ آپ کا قائدہ بھا جو کچھ آپ کی نظر کے سامنے آ جاتا اُس کو تقسیم کر دیتے تھے۔ آپ کو کسی چیزوں نیادی سے رغبت نہ تھی۔ بخڑاک کے۔ مگر مریدین اشیاء راستراحت۔ لایک انتظام کیا کرتے اور تمام مکان میں ٹاٹ کا فرش بلا دوسرا فرش کے رہتا۔ امیر و غریب جس قدر واسطے قدموںی وہیت کے آتے اُسی ٹاٹ پر بیٹھتے اور دوسرا فرش ان لوگوں کے واسطے علیحدہ ہوتا۔ اور امیر و غریب میں تخصیص نہ تھی۔ اور علاوہ اس فرش ٹاٹ کے چار چار ہاتھ کے لائے اور چوڑے ٹکڑے رہتے تھے جو ایام گرماں میں صحن مکان کے چوڑے پر بچھائے جاتے تھے۔ ایک ٹکڑے پر بستہ حضرت سلطان الاولیا کا رہتا اور یقینیہ ٹکڑے آپند ورنڈ کے واسطے رہتے۔ اور جسکے یہاں آپ تشریف یا جاتے علاوہ ٹاٹ کے شطرنجی و جازم سفید بھی ہوتی اور اسپر و پیساہی فرش آپ کے واسطے بچھایا جاتا۔ اور جاڑوں میں پیال کو درم کا پہلے زمین پر بچھایا جاتا اور پرست شطرنجی

وچازم سفید بچھا کر آپ کافرش بچھایا جاتا۔ اس پر آپ آرام فرماتے اور شب کو لحافت
اوڑھتے۔ اور دن کو وہ سماں اونی بیش قیمت اور کمی دولائی بیش قیمت پہنچی اور کام
کمل سیاہ اوڑھتے۔ اور آپ کے فرش پر کھنی بجا کئے چادر کے چرمی چادر کے جسم بھول
بوجٹے رشی می بنتے بچھانی جاتی۔ ایک مرتبہ سید شرف الدین احمد دارثی بڑھ
ایٹ۔ لا۔ چھیٹ جب تک موضع نیواڑہ صاحع عظیم آباد تصلیں سیدیش بانکی پر نے آپ کے
مکان میں بجا کئے فرش ٹاٹ کے شطرنجیاں دونوں کروں میں بچھوادیں اور
اپس سے سفید جازیں بچھوادیں اور دروازوں میں پردے بھنی والدیے رکھئے
اور کچھ شیشہ آلات بھنی لگانے لگئے۔ مگر بعد چند روز حضرت سلطان الاولیاء
ان شیشہ آلات کو توڑ پھوڑ کر علیحدہ کر دیا۔ اور وہ فرش بھی قیم فردا دیا۔ اور
ٹاٹ جو ہمیشہ بچھا رہتا تھا، بچھوادیا۔ بعد اسکے فرما کر فقیر کے واسطے زین کافرش
کافی نہ ہے۔ پھر دوبارہ بیرون صاحب موصوف نے شطرنجیاں وغیرہ منگو اکڑ بچھوادیا
اور حضرت سے کہا کہ یہ فرش میرا ہے اگر اب غائب ہوا تو ہمیں عدالت میں دعوی کئے
آپ کے لئے لوٹا۔ کیونکہ حضرت سلطان الاولیاء مخصوص صفت تھے اگر دشت والی
کوئی بات آپ سے کمی جاتی تو آپ معاذ رجاتے تھے بدین سبب بیرون موصوف نے
یہ کلمات کئے تھے تاکہ کسی طریقہ سے یہ فرش قائم رہے۔ اس کے بعد بوجودگی
مولف حیدر میراثی آیا اور آپ سے عرض کیا کہ حضور مسیحی لڑکی کی شادی ہو اور آج
بارات آیا گی اور مجھے فرش کہیں دستیاب نہیں ہوا حضرت سلطان الاولیاء
نے فرمایا کہ حیم شاہ وہ شطرنجی جواند رکھ کے بچھی ہے حیدر کو دید و اور حیدر سے
کہا کہ اب تم یہاں اُس شطرنجی کو نہ لانا۔ اس کو تم لیا تو تمہارے ہر وقت کا آئیگی

رحم شاہ نے کہا کہ سید شرف الدین احمد آپ سے عدالت میں دعویٰ کر کے لے لینے گے
یہ فرش آپ کا نہیں ہے یہ شرف الدین کا ہے۔ اُس وقت آپ نے فرمایا کہ حیدر
حیدر رحم شاہ سمجھ کرے یہ اگر تم کو دبیں تو وہ ہمکے اور دعویٰ کر بیٹھے تھم جاکر
کسی سے ہاگ کرو۔ یہ حالت حضرت سلطان الاولیا کی معصومیت کی تھی۔
کہاں تک آپ کی معصومیت کا حال لکھوں۔ حضرت سلطان الاولیا کا بشر خدا
ناپر راز درج نہیں ہے رہا۔ اور کبھی رد سبزی چیز پر مثل چار پائی یا سخت وغیرہ کے
آپ نے آرام نظر رکھا۔ اور جس قدر دنیا میں آرام کی چیزیں ہیں استعمال میں نہیں
ہیں۔ اور بوقت ضرورت آپ لکڑی کے تختہ پر بیٹھ کر غسل فرماتے۔ صرف
بک چوک داسٹے بول پر راز رہتی۔ وہ بھی کب جب آپ کسی کے یہاں تشریف
بجاتے اور وہ سخون ہوتا تو چوکی پاخانہ کی جگہ لگادیتا درم غریب کے گھر وہی مٹی کے
قد پھے جو پاخانہ میں بنے ہوتے رفع حاجت کیلئے کافی ہوتے۔ اور دیوہ شریف میں
خاص مکان پر بچہ قدم پھے ایک شہنگی میں بنے تھے جسپر آپ استجانا پاک فرماتے۔
اور پاخانہ میں بچہ قدم پھے بھے بنے تھے۔

ذکر لباس

حضرت سلطان الاولیا زمانہ طلبی میں کرتہ پائیا جامہ پہنتے۔ ٹوپی سر مبارک پر دیتے
اور پائے مبارک میں جوتا بھی ہوتا۔ مگر جب سن شریف آپ کا چودہ سال کا ہوا
اور آپ نے سفریت اور شریف اختیار فرمایا تو راستہ میں پاپوش نے یعنی جوتے نے
آپ کو سخت تبلیغ دی (یہ واقعہ مؤلف سے حضرت سلطان الاولیا نے خود بیان فرمایا)

اُس وقت آپ نے ایک رومال میں لپیٹ کر بغل میں دارب لیا۔ چلتے چلتے ایک دو دیکھا کہ ایک فقیرت بھیا ہوا ہے۔ اُس نے آپ کی طرف دیکھا کہ آواز بلمت کہا کہ صاحبزادے کیا بغل میں روٹیاں دبائے ہوئے اور آپ نے پاپوش کو رومال سے کھو لکر اُس فقیر کے جانب پھینک دیا۔ اور فرمایا کہ اگر روٹیاں ہیں تو تو کھا لے۔ لیکن آپ نے راستہ لیا۔ آگے بڑھا کر ہوا تند چلی ہوئے ٹوپی سردار ک سے اور گئی آپ نے چاہا کہ دوڑکر انھا لوں مگر نہ ملی اُس وقت آپ نے فرمایا کہ تو بھی جا۔ جب آپ اُس مقام پر پہنچنے جس مقام پر جانج احرام باندھتے ہیں اور بعد افسمنج وہ احرام اونٹا کر اپنی پوشش ک پن لیتے ہیں آپ نے اُسی مقام پر پہنچ کر احرام باندھا اور کہہ دیا جامہ بھی اُسی وقت سے چھوڑا۔ پھر حضرت سلطان الاولیائے تادفات وہی لہاس رکھا جسی کہ وہی احرام بعد پر واذر و روح مبارک آپ کے بدن پر رہا۔ حضرت سلطان الاولیائے کبھی تہ بند نہیں کیا تھا۔ سبب اس کا یہ تھا کہ جس میں یعنی جس زنگ کا تہ بند لا کر بہنا دیا آپ نے منظور فرمایا۔ مگر جس وقت آپ گلابی زنگ کا تہ بند باندھتے اُس وقت آپ کے حسن و جمال کا عجیب و لفیریب عالم ہوتا عشا قان جمال و ارش کا یہ حال ہوتا۔

غزل

تیرے حسن و جمال پر ہوں شیدایا سیدنا شہ وارث علی

دل و جان و جگر ہیں تپہ فدا یا سیدنا شہ وارث علی

تری بانکی ادا نے چھین لیا دل نازوں کا پالائے پیاۓ

میں تڑپت ہوں دن رین سدایا سیدنا شہ وارث علی

دُھن آون کی توری لگ رہی نہیں آئے تو جھاڑھکا اور بیا

موری لیٹو جریا آکے پیا یا سیدنا شہزاد علی

دل نیکے چلے تم اہ لقا جائے ہو کہاں کہتا ہے صفا

موری لاگ لگنیا تم سے پیا یا سیدنا شہزاد علی

اور ایام سرایں لحافِ نبو بصورتِ چھپا ہوا دگا ہے لحافِ چھینٹ کا ورضا فی
چھینٹ کی عمدہ دگا ہے رضا فی بیانہ کی پھول دار کم جسپر بھول بوٹے رشیمی بنے ہئے
یا چھپے ہوئے دگا ہے رضا فی رشیمی پھول دار دگا ہے دھستہ اوئی دگا ہے بانات
سلطانی اور ہتھے۔ اور ایام گرایں شب کو یا صبح کو دولا فی جامد ان کی کہ جسپر تر زب
باہپک لگی ہوتی اور گوٹنیزیک کی ہوتی دگا ہے دولا فی حکم جالی کی کہ جسمیں بھول
سلفید بنے ہوئے اور اسپر تر زب باریک لگی ہوتی اور ہتھے اور تہ بند زگین باندھتے
و نگوٹ بھی زگین باندھتے اور تہ بند جو آپ باندھتے وہ طولا گیارہ ہاتھ و عرضانہ تھے
و کبھی ساٹھ ہاتھ ہوتا تھا۔ کیونکہ آپ اُسی تہ بند کو نصف باندھ دیتے اور نصف اور ہڈی
تھے۔ اور کوئی دوسرا لباس نہیں پہنتے تھے اور آپ بہنہ سرو بہنہ پار ہاکر تے اور ہر
قسم کے رنگ کا آپ تہ بند باندھتے۔ لیکن سبز رنگ و دگلابی رنگ و سیاہ رنگ یعنی
ماشی زیادہ تر آپ کو مغوب تھا۔ اور جاڑوں میں آپ تہ بند اوئی رنگ سبز یا خاکی
باندھتے اور زرد رنگ کا تہ بند سہیشہ پہنتے اور تہ بند کے ساتھ ایک روپاں ہوتا تھا
کہ جسکا آپ بوقت سفر کبھی سر پر اور کبھی کمریں باندھ دیتے۔ بعد چندے وہ روپاں
بھی ترک کر دیا اور گاڑھے کا تہ بند ہی باندھتے ہوئے دیکھا گیا۔ سبب اس کل لباس کا
یہ تھا کہ جس مرید نے جس قسم کا تہ بند و دولا فی ورضا فی و لحاف و عیرہ لا کر پہنادیا یا
اور ہادیا آپ خوشی سے اُسے قبول فرایتے اور بوقت باندھنے تہ بند کے نصف

اُس شخص کو دیدیتے تھے وہ تمہندیتے تھے جو کہ آپ باندھے ہوتے اور کبھی ایسا ہوئے کہ آپ نے تمہند لانے والے کو پورا تمہند والنگوٹ اور جو کپڑا آپ اور طبھے ہوتے سب دیکھیتے تھے اور شب وزوز اسی طرح تمہند و دولاںی و رضائی و لحاف و گداکی تبرکات تقسیم جا ری رہتی۔ اور جو شخص آپ کے ساتھ کسی قسم کا احسان کرتا یعنی تحفہ جات لاتا اُس کا معاوضہ صحیح کو اُسے غیرے مل جاتا تھا۔ اور جو مرد چون قدر آپ کے واسطے خرچ کرتا فڑا اُس کا معاوضہ غیرے مل جاتا تھا۔

ذکر حسرہ

حضرت سلطان الاولیاء جب داہنے کروٹ لیستے تو داہنے اپنے کی مشتملی کو خسارہ مبارک کے پنج رکھ لیتے اور ایک بار ایک تحریب کا ڈوٹ پہ یعنی کپڑا اُسی متنیلی پر رکھ لیتے وہ کپڑا خسارہ تھا مبارک و مسبارک کے پنج ڈک رہتا۔ اور بائیس ہاتھ کے پنج کو داہنے ہاتھ کے کہنی کے اوپر رکھ لیتے اور بائیس پیکر کو سمیٹ کر داہنے پیر پر رکھ لیتے یعنی پنکھ سرور کائنات حضرت محمد صطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لیستے۔ اور جب آپ بائیس کروٹ لیستے تو اُسی طریقہ سے جو داہنے کروٹ کا طریقہ تھا۔ اور احیاناً جب کبھی تھوڑی دیر کیوں اس طبقت یعنی پشت پر لیستے تو ایک پیکر کو دوسرا پیر پر رکھ لیتے تاکہ سترخورت نہ کھل جائے۔

ذکر بدین

حضرت سلطان الاولیاء مسبارک پر تیل بکثرت ڈالتے اور تیل خوبصورت ارشل بیلا

وہ نیلی دیکھوڑہ وغیرہ کے ہوتا آپ کثرت تدبیں کی کرتے کہ جو کچھ اسر مبارک کے پیچے ہوتا وہ تر ہو جایا کرتا۔

ذکر شانہ کرنے کا

آپ صبح یاہ بجے شام شانہ کرتے۔ اکثر خادم آپ کے ہاتوں میں شانہ کیا کرتا۔

ذکر سرمه لگانے کا

آپ سرمه فزانہ لگایا کرتے۔ طریقہ یہ تھا کہ تین سو لائی داہنی آنکھیں اور دو سو لائیں آنکھیں۔ مگر سرمه لگانے کا وقت شام کو تھا۔ نماز مغرب کے وقت پاچاریجے سو پہنچ

ذکر خوشبو لگانے کا

آپ کو خوشبو سے زیادہ رغبت تھی صبح و شام عطر لگایا جاتا اور عطر مو تپا و مشک عنبر و خالص عنبر علاوہ ان عطروں کے جو عطر نہیں وحدہ ہوتا لگایا جاتا۔ اقل زمانہ میں مسمی بتو عطر ساز تھا بعد اسکے محمد علی عطر ساز لگایا کرتا۔ اسکو مرید انعام دیا کرتے اور مریدین خود اپنے ہمراہ عطر عمدہ سے عمدہ لانتے اور لگانتے علاوہ تمبد کے آپ کے سینہ مبارک پر بھی عطر لگایا جاتا تھا۔

ذکر نوم

آپ نیند لئی تھی کہ بیٹھنے والوں کو یہ معلوم ہوتا کہ آپ نہ ہے ہیں۔ مگر درمیان میان

آپ خود ان لوگوں سے کچھ نہ کچھ بات چیت کرتے اور جب قصہ کہانی ہوتا او جس وقت قصہ کرنے والے کو ہے خیال آ جاتا کہ آپ کو منیدم گئی اور وہ خاموش ہو جاتا ہے آپ فرماتے کہ تاب علی پھر کیا ہوا یا بخشش علی پھر کیا ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا جائنا اور سونا یکساں تھا۔ یعنی کہ بخشش علی یا تاب علی کہا کرتے تھے آپ کو قصہ سننے کا بہت شوق تھا یہ مانتا کہ پالکی چلی جا رہی ہے اور قصہ ہوتا جائے۔

ذکر ضمک لعنةِ ملنسی

حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ کے پاس اُوگ بیٹھے ہوتے اور کوئی ایسی ہے جو ملنے کے قابل ہو یا الی بات جس پر میساختہ ملنسی آجائے کی جاتی تو آپ اس سے بات کو سذکر کر دیتے۔ اور بعض وقت آپ ایسا ہوتے کہ آپ کے دندان مبارک کھل جاتے اُس وقت آپ کی آنکھوں میں پانی بھرا ہتا۔ اور آپ اُس پانی کو تبند سے پوچھ داتے۔ اور اکثر آپ ہر وقت سکرانے کے دست مبارک کے پنجھ سے پانے منظہ کو چھپا لیتے اور جب آپ کی شان مبارک میں قصیدہ لکھ کر لاتا اور آپ کو نہ آ تو آپ بہت خوش ہوتے اور اُسکی تعریف کرتے۔

حضرت بنخاری و ابو داؤد و ترمذی صنفے اللہ عنہم اجمعین روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مسجد میں مبرک ہوتے تھے حضرت حسان اُس ممبر پکڑتے ہو کر حضور سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعمت میں اشوار ہوتے تھے اور ان کفار کو جو رسالت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اشعار میں ہجوم کرتے تھے دندان نہ کن جو

حضرت خان پنے تصاویر میں دیتے تھے۔ اور جب حضور انہی مناقب حضرت خان کی زبان سے سنتے تھے تو بہت خوش ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ خستان کو فضاحت دلایافت اور اس ماحی میں حبیبِ میل علیہ السلام کے ذریعہ سے مدد دیتا ہے۔

ذکر قصہ سرما

آپ کلام پاک بہت صاف اور واضح ہوتے اور سات اجھے میں کلام پاک کی قرأت پڑھ کر سنلتے۔ اور بوقاری آتنا اُس کی قرأت سنتے اور اُس کو خود پڑھ کر سُناتے وہ بہت تعریف کرتا۔ اور کہتا کہ حضور کی قرأت سات طریقہ پر ہے۔ اور میں ایک ہی جانتا ہوں۔

ایک مرتبہ عبد اللہ قوال گارہ تھا آپ نے فرمایا عبد اللہ ذیپک گاؤ عبد اللہ نے ذیپک گا نا شروع کیا۔ بعد کو آپ نے فرمایا عبد اللہ ذیڈ ذرا سا اپر کھپیر لگھیا ورنہ آگ لگ جاتی عبد اللہ قدموں پر گر کر قد مبوس ہوا۔ آپ کو علم موسیقی میں بھی کامل تھا۔ آپ اکثر ایک مرصعہ پڑھتے اور ہر سرہ میں لکھنا تے اور کبھی کبھی ایک مرصع گا کر سُناتے۔ اکثر آپ تصدیدہ و اشعار پڑھ کر سُناتے جس مقام پر آپ کا نام آجائا چھوڑ دیتے دوسرا شخص پڑھتا۔ اور آپ شنوی مولانا روم زیادہ پڑھتے و پہلوت وہیں جواہر اور کسی وقت پہلوت و شنوی مولانا روم پڑھتے۔ اور اُس کا مطلب اس فضاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان فرماتے کہ شخص سمجھ جائے اور ایسا معلوم ہوتا کہ آپ تعلیم کر رہے ہیں۔

ذکر طعام

حضرت سلطانُ الاولیاء رضے اللہ تعالیٰ عنہ کے کھانے کا طریقہ یہ تھا کہ جب آپ بیت اللہ شریف و مدینہ منورہ یعنی سرزین عرب و حجاز، الشیعہ مغرب الشیعہ و جنوبے والپس تشریف لائے تو آپ ساتھیں روز بوقت افطار ایک قاش اروی یعنی گھونٹیاں روغن زرد ہیں بہار کی ہوئی بلانگٹ شے روزہ افطار فرمائے تھے۔ اور ایک کوز چپانی پی لیتے تھے۔ یہ قاعدہ آپ کا عرصہ دراز تک قائم رہا۔ بعد اسکے پیسرے روز اُسی طریقہ سے عرصہ دراز تک افطار فرماتے ہیں۔ اور یہ طریقہ بہت عرصہ تک جاری رہا جب حضور علیل ہوئے اور وقت نشست بزم خاتم میں بہت کمی ہو گئی اُس وقت شیخ فضل حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ وزیر دیگر محبان و خدا مان نے باصرہ تمام روزہ پیسرے روز کا افطار کرایا۔ اور روزانہ غذا کیسے اصرار کیا اور روزانہ غذا ہونے لگی اور دفعیہ کمزوری کیلئے شور با بھی دیا گیا۔ مگر آپ نے گوشت کا استعمال بچراں ایک طریقہ کے دوسرا طریقہ سے نہ فرمایا۔ اور بوطہ استعمال گوشت کے ہیں وہ یہ ہیں۔ لحوم فی الحرام لحوم علی الحرام لحوم مع الحرام آپ نے ان ٹینوں طریقوں میں سے لحوم مع الحرام کا طریقہ اختیار فرمایا۔ یعنی گوشت نوش فرماتے تھے۔ اور دو طریقوں سے تمام عمر پر یہ نہ فرمایا۔ کیوں کہ نہ آپ نے شادی کی کہ جس سے لحم فی الحرام کا طریقہ اختیار فرماتے۔ اور نہ کسی جانور پر آپ نے سواری کی کہ جس سے لحوم علی الحرام کا طریقہ اختیار فرماتے اور تمام عمر آپ نے دعوت کا کھانا نوش فرمایا۔ تمام عمر تحریر کرنے کا سبب یہ ہو کہ آپ اپنی

والدہ کے شکم مبارک ہیں تھے اُس وقت آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا اور جب آپ پیدا ہوئے ایک سال کے بعد آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ اُس وقت آپ کی دادی صاحبہ نے آپ کی پرورش نہیں دایہ کے کی۔ جب آپ کا سن شریعت پانچ سال کا ہوا تو آپ کی دادی صاحبہ نے بھی عالم فنا سے دار بقا کا راستہ لیا۔ اُس وقت سے پھر ۷۰ ابرس کے سن تک حضرت حاجی سید خادم علی شاہ قدس سرہ الغزی نے پروردش فرمائی۔ بعد اُسکے تاوصال دعوت ہی میں گذری اس سے صاف ثابت ہے کہ وحیقت آپ کی تمام عمر دعوت ہی میں گذری۔ اور آپ کبھی پان کا استعمال نہ فرمایا اگر کسی نے بعد کھانا کھانے کے دائرہ لاپچی کا دید یا تو کھایلتے۔ وہ بھی احیاناً۔ اور بد کبھی آپ نے طباق یا سینی یا خوان میں کھانا رکھنے کا فرما۔ بلاد سترخان کے کبھی کھانا تناول نہ فرمایا۔ دسترخان پر قسم کا کھانا ہوتا تھا مگر رسول نے زوٹی یا شور بہ یا دال کے کوئی چیز شوق سے نہ کھاتے۔ مگر ہر ایک چیز کو انگشت کے ذریعے سے چکھ لیا کرتے اور ایک دولقہ چاول کا کہ جس میں شور بہ یا دال ملا دیا جاتا کھایلتے۔ اور بوقت کھانا کھانے کے زوٹی شور بہ میں بھگلو دیجاتی کہ جبکو عربی زبان میں سریز ہے دو ایک لفڑی اُس میں سے ضرور تناول فرماتے کیونکہ یہ کھانا بی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ مغلوب تھا۔ اور زمانہ زمیج میں ساگ بھنڈا دال ماش مقدار میں پکا ہوا دسترخان پر اکثر آتا۔ اُس کو آپ رغبت سے کھاتے اور قسمیہ میں ساگ سرو کا دال دیا جاتا تو اُس کو بھی آپ رغبت سے کھاتے۔ شیر چیز سے غبہت کم تھی۔ ایام سریا میں آپ چار کا استعمال فرماتے تھے۔ مگر آخر زمانہ میں ترک سے دیا تھا اور ایام گرامی میں بدن کا استعمال کرنے تھے اس کو بھی ترک کر کے شورہ کا جھل

پانی پیتے تھے۔ اور اگر خلاف وقت تنگی معلوم ہوتی تو آپ اُس وقت بیکنٹ
و لانی کھا کر پانی پیتے تھے۔

ذکر اخلاق

حضرت سلطان الاول پیغمبر و غریب کو ایک نظر سے دیکھتے تھے۔ یعنی ہر امیر و غریب سے
با خلاق پیش آتے اور ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ آپ مجھ سے زیادہ کسی سے محبت نہیں کرتے
اور ہر قوم کی آپ تعظیم کرتے اور خلق کے ساتھ اُس سے پیش آتے اور آپ کا ایسا
خلق تھا کہ ہر فہرست و لکھت والا خوش بیعت کی کرتا۔ آپ اُسکو فوز ایمت سے فرزا
فرمائے جتنی کہ علاوہ ہندو و نصاری و یہود خاک روپ بھی داخل بیعت تھا۔ بلکہ دنیا کو
چھوڑ فقیر میں لباس دہا ختیار کر لیتا تھا۔ آپ مجسمہ نہونہ تھے خلق محمدی صلی اللہ
علیہ وسلم کے۔ اور قدر تھے آپ میں خلق محمدی کا زبردست حصہ و دلیعیت فرمایا تھا
چنانچہ مولف کی موجودگی کا واقعہ ہے کہ ایک روز حذر و سائے قصبه و اور پیر بخا
کے رہیں مثل بادشاہ حسین تعلقدار وغیرہ موجود تھے کہ ایک چار جبکا لباس پیش تھا
ایک دھوئی کیٹھ باندھے ہوئے اور کپڑا مینیا کہ جسکو ہندی زبان میں انگوچھا
کہتے ہیں گلے میں ڈالے ہوئے خاک ٹھنڈوں تک چڑھی ہوئی آپ کی خدمت
بابرکت میں آیا اور دوسرے ڈنڈوٹ کی جیسا کہ ہندو کا قاعدہ ہے کہ جب
کسی بزرگ کے پاس جلتے ہیں تو دونوں ہاتھوں کو پشتے ملا کر پیشانی کو زمین پر
ٹیک دیتے ہیں۔ اسی کو ہندی میں ڈنڈوٹ کہتے ہیں۔ بوقت ڈنڈوٹ
گزے کے آپ کی نظار میں پڑ گئی اپنے اُس کو بلا یا جب وہ قریب آیا آپ نے

فرایا کہ اور قریب آفہ اور قریب آیا جب وہ قریب فرش سے آیا تو آپ نے فرایا کہ فرش پر آگ بسبب خون کے اس فرش پر کہ جس پر آپ رونق افروز تھے نہ آیا۔ آخوند کا تپنے اُس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا اور بغلائی کر کے حاضرین وقت کی جانب مخاطب ہوئے فرایا کہ میرا خیال ہر شخص کے واسطے ایسا ہی ہے جیسا کہ تلوگ اس وقت دیکھتے ہیں دیکھنے کیا اخلاق آپ کا تھا۔ اور اگر کوئی شخص تھفہ لیکر آتا تو بہت ہی اخلاق سے اُس سے دریافت فرمائے کر لیا لائے۔ اور اُس تھفہ کے پیش ہوتے ہی دیکھ کر حاضرین نقشہ کر دیتے تھے۔

ذکر عجائب

حضرت سلطان الاولیاء کا زمانہ اوائل میں یہ حال تھا کہ بعد فراغت فرض کے تمام رات نوافل میں مشغول رہتے اور اکثر فرض عشا میں ایک کلام مجید ختم کرنے آپ کے پائی مبارک درم کر جاتے تھے۔ ایک روز بیسیل تذکرہ نماز آپ نے فرایا کہ میں جلد بُوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لیٹا ہوا تھا اور ایک مولانا صاحب نماز پڑھنے کیلئے تشریف لائے اور میری طرف مخاطب ہو کر کہا کہ کون بنے ادب مسجد میں لیٹا ہوا اور نماز نہیں پڑھتا ہے۔ میں وہاں سے انھکر مولوی صاحب کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ میں امامت کر دیں اور آپ مقتدی ہوں مولوی صاحب نے منظور کیا اُس وقت میں نے امامت کی اول رکعت میں پیشی پارہ اور دوسرا رکعت میں دنل پارہ پڑا بعد سلام کے کیا دیکھتا ہوں کہ مولانا صاحب غائب ہیں۔ صبح کو مولانا صاحب کو تلاش کرتے ہوئے اُنکے مکان پر پہنچا اور آفازدی مولانا صاحب نے آواز شنیری

اندر بلالیا جب مجھکو دیکھا کما کہ صاحبزادے اپک رکعت میں تو میری یہ حالت ہوئی کہ شدت سے بخار میں مبتلا ہوں۔ آج سے میں آپ سے امرت کے واسطے نہ کہون گا۔ کیونکہ جب دو رکعت میں آپ نے کلامِ مجيد کو ختم کیا تو آپ کے فافل کی کیا کیفیت ہو گی۔ اور اب آپ کے ذکر و اشغال کا کیا حال لکھوں۔

ایک روز بروز جمعہ دیوبنی شریف میں مؤلف موجود تھا کہ حضرت سلطان الاولینیؒ نے شاہ فضل حسین صاحب کے کھلا بھجو کہ آج ہم نمازِ جummah تھاری سجدیں پڑھنے گے جب نماز کا وقت آیا آپ تشریف لیکے بعد نمازِ جummah شیخ غلام علی صاحب عنون گھسیٹے میاں رئیس دیوبنی شریف نے اپنی جگہ سے اٹھکر حضرت سلطان الاولینیؒ کا طواف کرنا شروع کیا۔ اور طواف کرتے ہوئے یہ کہتے جاتے تھے اللہُمَّ لِبِيَدِكَ أَسْوَقَتْ کی کیفیت احاطہ تھی رہیں نہیں آسکتی تمام حاضرین ہے سمجھوں پر ایک تغراقی کیفیت طاری تھی۔ آپ روزانہ ایک پارہ اور کبھی دو پارہ تلاوت قرآن پاک کی فرمایا کرتے تھے۔

مؤلف کہتا ہے کہ بارہ میں نے نمازِ جummah حضرت سلطان الاولینیؒ کے ساتھ پڑھا ہے اور اکثر نمازِ نچھا نام حضرت سلطان الاولینیؒ کو بستر استراحت پر پڑھتے ہوئے دیکھا ہو اب ناظرین کرام طے کے روزوں کو خیال فراویں اور اسی پر قیاس فرمائیں کہ حضرت محمد وحی کے ریاضات و عبادات و مجاہدات کا کیا عالم تھا۔ حقیقت حال تو یہ کہ نندگانِ مقبیل بارگاہِ الگی مخلوقِ خدا کے ساتھ مشغول رہتے ہوئے بھی ذکر و فکر ایزو دی سے فافل نہیں ہوتے۔ اور عام طور پر لوگ اس سے ناواقف ہوتے ہیں اولیا را ہند کی قلبی کیفیت کا ہر ایک کو تپہ نہیں چل سکتا۔ اس لئے ظاہر ہوں حضرت

نکتہ چینی کر کے گھنگاہ ہوتے ہیں۔ خاصان خدا کی شناخت کے لئے بھی چشم تحقیق کی
بصارت اور کاہے۔ بقویے ولی راولی می شناسد۔

ذکر ضبط و اخفا

حضرت سلطان الادلیا اس قدر ضبط و اخفا کو محوظ خاطر رکھتے تھے کہ انہما رکرا امانت ہوا
مگن نہ تھا۔ کیونکہ کبھی کوئی حرف دعا یا بد دعا کا زبان مبارک سے کسی کے ماسٹے نہیں نکلا
اور بلا استدعا لوگوں کے کام ہو جایا کرتے تھے۔ اور اگر کوئی استدعا لیکر آتا بھی
تو بیب خوف عرض نہ کر سکتا۔ اور آپ کو اُسکی حاجت بیب رو ضمیری معلوم ہجاتی
اور آپ روحانی تصرف سے اُسکی حاجت روائی فرماتے۔ اور اگر کبھی ایسا ہوا کہ حاجت
پنی تمناظار ہرگز دی تو آپ حکم دیتے کہ اسے نکال دو کیا ہم پر زادے ہیں۔ اور بعض دفعہ
کسی مستدعی سے فرماتے کہ خدا مالک ہو۔ جب یہ کلمہ زبان مبارک سے نکلا تو گویا وہ
اپنی مراد کو پوری نہیں گیا۔ اور آپ سائل کو بلا سوال جواب دیتے تھے۔ جیسا کہ مندرجہ
فیل واقعہ سے ثابت ہوتا ہو (ادواری تحقیقۃ الاصفیہ) سید عبد العلی رضنبوی زبدۃ
سادات عظام زیددار و نمبردار قصبه نگرام تھیں مولہن لال گنج ضلع لکھنؤ قربت دا
و تعلیم و صحبت یافہ عابد صادق وزادہ عابد پیشوائے ارباب ذوق و مقصد ائمہ صاحب
شوق ہمراز موسیٰ کلیم قاضی عبد الکریم بریلوی نورانیہ مرقدہ کے تھے۔ اور حسن اعتقاد
و کمال جوش ارادت سے ہرسال ماہ ربيع الاول کی ۱۴ تاریخ کو محفل میلاد شریف کیا۔
اور بوقت ذکر ولادت شریف اُس معشوق دو جہان کے تغطیہ حب طریقہ سابق
الدخت کھڑے ہوتے تھے۔ لیکن مولانا شیخ عبد العلی صاحب ساکن قصبه نڈ کوئی نہیں

بارہ سید صاحب موصوف سے فرمایا کہ تعظیم کرنا وقت پڑنے اشعار پیدائش کے بعدست ہو اور یہ کام شرکوں کا ہے اور خلاف آئین شرع شریف۔ سید صاحب موصوف نے جواب دیا کہ ہمارا یہاں اُس عالم باعث و کامل و اکمل کے ارشاد پر ہے ہم اس کے خلاف کسی وقت نہیں ہو سکتے۔ یہ کہا گرا ایک خلجان طبیعت میں پیدا تھا۔ اور کہتے کہ قطع نظر قول قاضی عبدالکریم صاحب ببر و مغفور کے اکثر قول صلحاء دین سے بنابر قیام میلا دشیریت تاکید صاف معلوم ہوتی ہے۔ اور بعض علماء اس کے خلاف ہیں۔ لہذا اس امر کو کسی صاحب دل سے دریافت کرنا چاہئے۔ گوکہ قاضی عبدالکریم صاحب نے دربارہ قیام میلا دشیریت بوقت ذکر پیدائش کا استقلال عطا فرمایا۔ اتفاقاً شروع اہنئے الاول میں ہر سپہر عران پہنچ رہا یقان مرشد کمال ہادی آگاہ دل واقف اسرارِ خنی و جلی دریےِ حقیقت و معنوں کے پیراں عاشق موت و قبیل انت نہ تو احضرت سلطان الاولیاء دارالخان صاحب کے مکان پر رونق افروز ہوئے اور سید صاحب موصوف بھی تشریف لائے اور چاہا کہ دربارہ قیام میلا دشیریت بوقت ذکر پیدائش کے حضرت سلطان الاولیاء سے سوال کروں حضرت سلطان الاولیاء نے قبل کرنے سوال کے سید صاحب موصوف کو جواب دیا کہ اے سید صاحب جس قدر مراسم تکریم و تعظیم معشوق کے واسطے عاشق کرے سب بجا و درستہ۔ بقول ایک بزرگ کے

فارغ از دفن خواہ کہ مسلمان کر دی

اے جنول گر دلو گر دم کہ چہ احسان کر دی

اور فرمایا میر صاحب حسن و اعتقاد مجتبی سے آپ قیام میلا دشیریت میں کرتے ہیں

چون وچا سے دست بردار ہوں ورنہ مجست میں فرق آ جائیں گا پہلیت

کہ گرد خاطر دلدار گردد	خوش آں عاشق کہ دولت بارگرد
بخدمت گاری او سر فرازد	چو گوید خیزان سرپئے سازد

فی الفور سید صاحب موصوف کے دل میں جو معادیر نیہ دل کا خراب کرنے والا چلا آ رہا تھا۔ با ارشاد حضرت سلطان الاولیاء یقین صادق سے دل میں قائم ہو گیا الغرض اُسی روز سید صاحب موصوف نے محفل میلاد شریف ترتیب دیا و اوصاف حضرت سرور کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوئے۔ وقت ذکر تولد میر صاحب موصوف بتقدیم قاضی عبد الکریم صاحب مددوح الاکابر مشغول ہے یعنی قیام کیا۔ بار دیگر حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا کہ میر صاحب جو شخص نہیں ہے جو اسے طریقہ دربانیا سے واقع نہیں ہو سکتا۔ اور اے میر صاحب علم شئے دیگر و عشق شئے دیگر۔ کو کہ دربارہ علم شریعت کے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے تائید فرمایا ہے۔ گر منزل عشق کے واسطے اس علم کو حجاب الاکابر ارشاد فرمایا۔ اکثر ارشادات عالماں جامیوں کے واسطے شہد کی خاصیت رکھنے ہیں اور وہی عاشقوں کے واسطے سہم ہیں۔ اور جو کچھ عاشقوں کے واسطے مرح ہے دہی عالموں کے واسطے ذم ہے۔ جیسا کہ مولانا روم نے فرمایا۔ اشکار

موسیا آداب دانا دیگراند	سوختہ جان و رُوانا دیگراند
توبائے وصل کردن آمدی	نے برتے فصل کردن آمدی
درحق او شہد درحق تو سے	درحق او مدح درحق تو ذم
درحق او ورد درحق تو خار	درحق او نور درحق تو نار

ہست بیرون در مجال دیگران	ہرچہ در سازند عشا قان میاں
جس دل میں حضرت عشق تشریف لائے علم و عقل و هوش کو نکال کر پھینک دیا۔ فر	پیاے دیوانہ بنایا ترے چتوں نے مجھ
دین وایمان یا عقل یا ہوش لیا	

ذکر سواری

حضرت لطان الاولیا رضی اللہ عنہ سے کسی جاندار سواری یعنی گھوڑا اونٹ پھر ماٹھی دیغرو دیغرو رپنام نعم سوار نہیں ہوئے پسادہ پا چلتے ہیں۔ اور جب آپ زیادہ علیل ہوئے اور شست و بخاست کی طاقت نہیں اُس وقت آپ نے پاکی کی سواری تو فرمائی۔ اور بعد از ضرورت پاکی پر سوار ہوئے گے۔

ذکر سرفوش

حضرت سلطان الاولیا کا جس و قت مشوق تحقیقی سے وصال ہوا بقول خشنی خدا ہبھڑنا دریا آبادی مصنف تحقیقۃ الاصفیہ اُس وقت آپکی عمر ۶۵ سال کی تھی۔ اس لئے کہ مصنف مددوح نے تاریخ ولادت ۱۳۸۷ھ اور تاریخ وصال کیم صدق المظفر روز جمعہ ۱۴۰۲ھ لکھا ہے۔ اور بقول مصنف مشکوہ حقانی کہ وہ بقول شیخ کرم احمد صاحب ۱۴۰۲ھ معرفت امامۃ المرتضیہ فرماتے تھے کہ پیرے بزرگ کہتے تھے کہ امیرنا یعنی قصیبہ دیوانی ہوت معرفت شاہزادہ احمد علیہ فرماتے تھے کہ پیرے بزرگ کہتے تھے کہ امیرنا المبارک ۱۴۰۲ھ کو ولادت ہوئی اور بقول فضیحت شاہ صاحب حمۃ احمد علیہ ولاد حضرت ۱۴۰۳ھ میں ہوئی اور وصال تاریخ کیم صدق ۱۴۰۲ھ میں ہوا اس حساب سے آپکی عمر شریف ۹۰ سال کی ہوئی۔ اور بقول حضرت میاں فضل حسین شاہ

رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین حضرت مسیح شاہ قدس سرہ الغرزری فرماتے تھے کہ میں حضرت سلطان الاولیاء سے آٹھ سال چھوڑا تھا۔ اس حسابے آپکی پیدائش ۱۲۳۷ھ مذکور ہوتی ہے۔ تاریخ وفات میں کوئی اختلاف نہیں۔ پس اس حسابے آپ نے نوٹے میں کی عمر پانی۔

وَرِسَامُ طَرِيقِ حِجَّةِ حَضْرَتِ سُلْطَانِ الْأَوْلَى

حدیث دربارہ بیعت اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم جمیعین

اخیرۃ ابو داؤد ونسائی تیسیر طیوعہ کلمۃ صفحہ الترجیح حدیث حضرت عوف بن الکثیرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر تھے یا آٹھ یا سات۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ سے بیعت نہیں کرتے۔ ہنے اپنے ہاتھ پھیلانے اور عرض کیا کہ کس امر پر آپ کی بیعت کریں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا کہ ان امور پر کہ اللہ کی عبادت کرو اور اُسکے ساتھ کسی کو شرکیت کرو اور پانچوں وقت کی نماز پڑھو۔ اور احکام سنوا اور منو۔ اور ایک بات آہستہ فرمائی وہ یہ کہ لوگوں سے کوئی چیز مرست انگو۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان حضرات میں سے بعض کی یہ حالت دیکھی ہے کہ اتفاقاً چاکر گڑپا تو وہ بھی کسی سے نہیں مانگتا۔ کہ اٹھا کر اُس کو دیدیے۔ روایت کیا اسکو مسلم وابوداؤد ونسائی سنتے۔

مُكَلَّةٌ بِعِيتٍ طَرِيقَتٍ

اصطلاح حضرات صوفیہ کرام میں جو بیعت معمول ہے جسکا حاصل معاہدہ ہو۔ التراجم حکماً

و اہتمام اعمال ظاہری و باطنی کا جسکو انکے عوں میں طریقہ کہتے ہیں بعض اہل ظاہر سکواں بن پر بعثت کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے متقول ہیں فہر کافر دل کو بیت اسلام و مسلمانوں کو بیت جہاد کرنا معمول تھا۔ مگر اس حدیث مناسک کا صریح اثبات موجود ہے کہ مخالفین چونکہ صحابہ ہیں اس لئے یہ بیت اسلام بعثت یقیناً نہیں کہ تحصیل حاصل لارم آتا ہے۔ اور رمضان بعثت سے ظاہر ہے کہ بیت جہا بھی نہیں بلکہ بدلالت الفاظ معلوم ہے کہ الترام و اہتمام اعمال کیلئے ہے پس مفقوہ ثابت ہو گیا۔ ف عادت تعلیم خنی للصلوٰۃ اکثر شیخ کی عادت ہو کہ مریدین کو خلوت میں خنیہ تعلیم فرماتے ہیں۔ کبھی تو یہ سبب ہوتا ہے کہ امر عام فهم نہیں ہوتا۔ اسکے اظہار و افشاء سے خوف اضلال عوام کا ہے۔ اور کبھی یہ وجہ ہوتی ہے کہ خنیہ وسیل خصوصیت و اہتمام ہے۔ اس میں طالب کے دل میں زیادہ و قعہ و تندرست ہوتی ہے۔ اور یہ بھی لفج ہے کہ دوسرا طالبین اس کو سُنکر حرص و تقلید نہ کریں۔ جنکی حالت کے مناسب دوسری تعلیم ہے۔ سو اس حدیث میں عادت کی صلی پائی جاتی ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک امر خنی طور سے فرمایا۔ اس میں علاوہ بعض مسئلہ الخ ذکر نے عجب نہیں کہ علی الاطلاق اسکے نہ واجب ہوئے کی طرف اشارہ ہو گیونکہ امور واجبہ کا مقتضنا اعلان ہے بہ حال مطلقاً مصلحتی اخْتِیَار مسئلہ مبالغہ و اتصال امر شیخ اکثر مریدین کا مقتضنا ہے طبیعت ہوتا ہے کہ مرشد کے احکام ان لینے میں اس قدر مبالغہ کرتے ہیں کہ رعایت یعنی کے ساتھ مغلن ظاہر الفاظ تک لحاظ رکھتے ہیں۔ اس سے اس کا اثبات بھی ہوتا ہے یہونکہ

یہ امر مقصود یقینی ہے کہ مراد منع کرنا تھا دوسరے کی چیزیں لگنے سے نہ اپنی چیزیں بطور استعانت لگنے سے۔ مگر یونکہ فقط نفسمہ اسکو متحمل تھا اگر کہ وہ احتمال قرآن کی وجہ سے یقیناً نہیں ہے اس احتمال القطبی کی روایتے اپنی چیزیں لگنے کی بھی اختیاط رکھی جیسا کہ دوسری حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ ایک صحابی دروازہ سے آ رہے پہنچ کر دیں بیٹھ گئے حالانکہ مقضو و حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ اندر آ کر موقع پر بیٹھ جاؤ کھڑے مت رہو شدی کہ مت آؤ۔ مشعبہ ہے غایت احترام و تقدیر۔ شیخ کا جو کہ استفادہ باطنی کے لئے شرط اعظم ہے۔ جیسا کہ بعض آیات ہیں کہ جن ابتو ہوتا ہے کہ ضرور خداوند تعالیٰ نے بھی ارادہ فرمایا ہے کہ روحانی معلم جو اپنیا کے وارث ہیں ہمیشہ ہوتے رہیں۔ آئیہ کریمہ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَحْلِفُنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ قَبْلِهِمْ تھاے لئے اے مومنو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ تمھیں بھی وہ اپنی زمین میں خلیفہ کر دیگا جیسا کہ تھے ہم لوگوں کو کیا۔ اسی طریقہ سے سلطان الاولیاء نے نہ فرمان آیہ کریمہ و بمقابلہ حدیث بنوی صلی اللہ علیہ وسلم بیعت شروع کی۔ آئیہ کریمہ إِنَّ الَّذِينَ يَبَايِعُونَكَ لَا تَمَّا وَوَرَ إِنَّ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيِّيهِمْ اسے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ اُنکے ہاتھ کے اوپر ہے جو شخص والٹے بیعت کے حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں آتا آپ اپنا دست کرم اُسکے ہاتھ دیتے۔ اور فرماتے کہ کہو ہاتھ پر کہتا ہوں پیر کا خدا و رسول کا نجتیں کہ اسْتَغْفِرُوا اللَّهُ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُّمْ بِإِيمَنِهِ بعده رپہ ہونے کے

دست مبارک کا بوسہ دیتا اور واپس جاتا۔ اور طریقہ عورت کے مرید کرنے کا یہ تھا جو عورت مرید ہونے کے لئے آتی آپ اپنے تہ بند کا گوشہ اسکے ہاتھیں رہتے جب وہ تہ بند کے گوشہ کو پکڑ لیتی تو آپ فرماتے کہ کہو دامن پکڑتی ہوں فاطمہ کا خدا اور رسول کا پنجتین پاک کا استغفار وَاللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ كُلُّ ذَنبٍ وَّاتُوبُ إِلَيْهِ مرید ہو کر ہانے مبارک کا بوسہ دیتی اور واپس جاتی۔ اسی طرح سے ہر روز جو تم مخلوق خدا ہیں سے ہر طائفہ وہر لوگ وہرا مرامعارف و مشاہیر وہر زمہنیت کے جو لوگ مرید ہونے کے واسطے آتے آپ انکو بیعت میں داخل فرماتے چونچھیص خاص و نعام کی نفرماتے۔ اور خرقہ توبہ و تبرک کا عطا فرماتے اور حکم نماز درود نہ کافیتے اور منہماں کے منع فرماتے۔

آپ سلسلہ میں داخلہ کیلئے قمیت و اختلاف نہ ہے کوئی حائل نہ ہونے دیا۔ چنانچہ آپ کی بیعت میں ہندو۔ یہود۔ نصاری۔ مجوس بلا تکلف داخل ہوتے تھے اور اگر فقیری کی خواہش کرتے تو آپ انکو خرقہ ارادت عطا فرماتے حتیٰ کہ خاکر دب بھی آپ کے مرید تھے اور فقیر ہو گئے تھے۔ ان کو بھی آپ خرقہ عطا کیا۔ مگر کسی کو اجازت مرید کرنے کی نہی اور جان دار سواری پر سوار ہونے کا حکم نہ دیا۔ ہمیشہ پیدل ہی چلنے کی ہدایت فرماتے۔ اب بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمکو حکم سواری کا دیا گیا تھا۔ ان امور کے متعلق دیگر تواریخ و سوانح حضرت سلطان الاولیاء کے دیکھئے ہستے واقعات میں گئے نیز آپنے دیکھا بھی ہو گا اور آپ کو معلوم ہو چکا ہو گا دوبارہ تحریر کر کے لئے جنم بڑھانا فضول ہے۔ ہم صرف وہ امور و واقعات و معاملات دکھانا چاہتے ہیں جس سے لوگ ناواقف ہیں۔

منزل عشق

یہ امر پر لائل و فارس پایہ ثبوت تک پہنچ گیا ہے اور مولف تصدیق کے طور پر لکھتا ہے کہ حضرت سلطان الاولیاءؒ کی منزل عشق کی تھی۔ آپ کا قول ہے کہ احکام شرعیت مرام ملاقات ہیں اگر مراسم ملاقات ادا نہوئے ملاقات نہوگی جب یہاں حضرت فرید ا الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ جو خدا نے کہا وہ فرید نے پرسوں کیا۔ اب جو فرید کہتا ہے خدا کرتا ہے۔

جبکہ حضرت اکبر شاہ مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہ قطب مشہور تھے حضرت حاجی سید خادم علی شاہ قدس سرہ الغریب سے فرمایا کہ آپ صاحبزادے کو ظاہری اذکار و ذکر و فکر سے جلد کو شش بیان فرما کر فراغ حاصل کر دیجئے جو بحث میں چور ہیں تاکہ باطنی درجات جلد سے جلد مکشف ہو جائیں۔ گوکہ حضرت حاجی سید خادم علی شاہ خود ہی واقف تھے اور اس کام میں مشغول تھے۔ مگر حب فنا اُن قطب صاحب آپ کو علم روحاں سے علاوہ ظاہری علوم کے جو مراسم ملاقات تھے الامال کر دیا۔

تو اس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت حاجی سید خادم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بعد علم روحانی عطا کرنے کے قبیل اسکے مرید کر لیا ہوا اور اپنا خلیفہ کر دیا ہو تو کوئی تعجب نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت سلطان الاولیا کا قول تھا کہ بوقت خلافت مجھ کو دو کرتے پہنائے گئے ایک حلواںی کو دیکر مٹھائی کھالی اور دوسرا بکا بچی کو دیکر کباب کھالیا۔ یہ واقعہ تو اریخوں میں درج نہیں ہے۔ بالکل صرف یہ درج ہے کہ برادر سیدوم حاجی سید خادم علی شاہؒ کے جموروںی خلافت آپ کو دی گئی کہ جسکا مفضل ذکر ہم

اس کتاب میں بھی کچکے ہیں۔ جمہوری خلافت سے مراد اجماعاً خلیفہ ہونا ہے کہ جس میں آپ کی دستاربندی ہوئی۔ اور آپ کے علم باطنی سے بھی ثابت ہے کہ آپ خلیفہ قبل سے ہو چکے تھے۔

اور باطنی یعنی روحانی فیوض و برکات سے آپ کا سینہ قدر تماعمر تھا جس کے باعث سے علوم ظاہر بھی آپ پر نکشف و ہویدا تھے تاہم ظاہر مولانا امام علی صاحب ساکن قصبه ستر کے ضلع بارہ بُنکی نے کتب درسی عربی و فارسی کی تعلیم فراہم کر علم فقہ و حدیث و منطق وغیرہ کی تکمیل کر دی تھی۔ اور قرآن مجید بھی آپ نے اپنے سینہ بے کذبیہ میں کھیا یعنی حفظ کر لیا تھا۔ اب مراسم ملاقات یعنی بظاہر احکام شریعت پر عمل اور اتباع پسروی حضرت رسالت مصطفیٰ علیہ وسلم کا یہ عالم تھا کہ ادائے نوافل میں اس قدر قیام فرماتے تھے کہ آپ کے پائے مبارک درم کر جایا کرتے تھے یعنی معمولات اور یعنی اوراد و وظائف کا توکیا ذکر کیا جائے جب نوافل اور اوراد کا یہ احتمام تھا تو فرض واجبات و سنن کی کیا حالت ہوگی چنانچہ درکعت فرض نماز میں آپ ایک کلام مجید ختم فرماتے تھے۔ ہاں یہ بات ضرور تھی کہ پرده پوشی اسرار محوظ خاطر بھی اور یہی سبب تھا کہ ادائے نماز و ذکر اذکار اور اراد و وظائف و جملہ معمولات اکثر پیش گوئی شہر نہماں میں فرماتے تھے۔ اور ان معاملات سے شاذ ذہن اور حضرت بھی وفیت نہیں حاصل کر سکے تو عوام کو کیا معلوم ہو سکتا تھا۔ علاوہ پابندی احکام الہیہ و فرمان محمدیہ کے مجاہدہ نفس کا یہ حال تھا کہ آپ نے طے کے روزے رکھے جس میں ساتوں روز افطار کے وقت ایک قاش گھٹیاں بلانک برایاں اور ایک کوزہ پانی آپ کی عناد تھی جنی کہ ایک مرتبہ ۲۴ اردو تک آپ افطار کے لئے کچھ نہ ملا۔ جک جنم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ

ایک سو داگرنے آپ کا روزہ افطار کرایا تھا۔

اتفاقاً جب چودہ روز تک آپ کو کوئی چیز افطار کے واسطے نہ ملی تو آپ نے خیال فرمایا کہ خدا کو اپنے عاشقوں کا امتحان لینا منظوم ہے آپ رضا و سیم پر قائم رہے اور آپ کی ثابت قدمی کا یہ حال تھا کہ آپ ہزار ہاتھ کالیف میں متلا ہوئے لیکن جادہ صبر و استقلال سے نہ ہٹے چونکہ ہر بلامنزل من المحبوب تھی اس لئے ان مصائب کا صبر کیا۔ خیر مقدم فرماتے اور ہل فرید و رذبان تھا۔ کیونکہ محبوب حقیقی کی رضا مقصود تھی۔ اسی لئے یکہ وہ نہابے موش و مدد گارہ پیادہ پارا خشکی سفر چڑا اخديار فرمایا۔ کیونکہ آتشِ عشق بھر ک بھر ک راست عالم دلار ہی تھی کہ اگر عشق سے لنا ہے تو تکالیف کا خیال نہ کرو اور خوشی سے تمام مصائب کو گوارا کر جذبہ محبت و ولولہ اشتیاق وصل کن۔ کشاں دوڑائے لئے جاتا تھا کہ جلد جلد چلکر محبوب کے بل۔ اُدھر بلا یعنی جلال استہ کو گھیرے ہوئے کہ رہا تھا کہ تو خدا سے دعا کر کہ یہ بلا تجھسے دور ہو جائے۔ مگر وہ عاشق کیتا اپنی دھن کا پتکا مراسم ملاقات ادا کرتا ہوا اور بلا فُن و مصائب کو خوشی سے جھیلتا۔ نہ کسی سنج والم کا خیال نہ کسی تکلیف و مصیبت کا ملال اس منزل عشق کو طے کر کے پانے نا بجان محدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہو پئے اور معرفت ذات محبوب حقیقی کی حاصل کر کے اور صفات کو ذات میں وصل کر کے مقصود کو پایا۔ آپ نے خدا کا کہنا برسوں کیا۔ اب بوجوچھا آپ کہتے ہیں وہ خدا کرتا ہے۔

قارئین کرام دیکھئے جب آپ نے احکام شرعت کی پابندی یعنی مراسم ملاقات کو حد تک پہنچا دیا تو ملاقات ہو گئی۔ اور دوسرے ایک ہو گئے۔ اسی کو نسل عشق کہتے ہیں۔

اب ناظرین کرام وقاریں عظام کے سامنے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر حمد اللہ علیہ
حال مفروظ فواد الفواد خواجہ گانچھت سے نقل کر کے ہشیں کیا جا آئے تاکہ انہا بات کے
سمجھنے میں مزید ہولت ہو جائے اور کوئی بات پیچیدہ اور دل نہ معلوم ہو۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر حمد اللہ علیہ برائے تعلیم کتب ہیں بیٹھے تو تھوڑے
دنوں میں تحصیل علوم سے فارغ ہوئے اور کلام مجید حفظ کیا۔ پھر ملتان ہیں مولا اہمند ع
الدین کی مسجد میں پڑھنے کے لئے بیٹھے اور کتاب نافع شریع کی حضرت قطب الدین
بختیار اوشی قدس سرہ اخزیز کا گذر ملتان میں ہوا۔ مسجد میں تشریف یافتے جو حضرت
فرید الدین سے پوچھا کر صاحبزادے کیا پڑھتے ہو آپ نے کہا نافع حضرت خواجہ موصوف
فرمایا نافع باشد اشار اللہ تعالیٰ شیخ کے دل میں آپ کا فرمان ایسا موثر ہوا کہ یہ
مرید ہو گئے اور چلتے وقت آپ کے ساتھ دلی جائے لگے جو حضرت خواجہ نے یہ بات
مشنطور فرمائی اور کہا کہ بالفعل ہیں رہو اور تحصیل علوم ظاہری میں خوب کوشش کرو
پھر اس کے بعد میرے پاس آؤ۔ پھر اس کے بعد شیخ ملتان سے فندھار گئے اور اس سے
بعد تحصیل علوم ظاہری کے بعد میرے پوچھے اور شیخ شہاب الدین سہروردی و شیخ
سیف الدین باخزری وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ہم عصر کی صحبت میں رہے۔ اور
بعد اسکے آپ حضرت بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کے ناسٹے
حضرت خواجہ نے علیحدہ ایک چھرہ عبادت کیلئے مقرر فرمایا اور آپ کی تذییت
و تکمیل میں بڑی کوشش فرمائی اور خود خلافت عطا کیا۔ صاحب اخبار الایخاں لکھتے
کہ اوائل مجاہدہ میں حضرت خواجہ نے شیخ فرید کو طے کے روزے رکھنے کا حکم دیا
اور فرمایا کہ تیسرے روزہ روزہ انطار کیا کرو۔ انطار کے وقت ایک شخص کھانا لایا

اپنے کھالیا آپ کو تھوڑی جسمی کو حضرت خواجہ کی خدمت میں پہنچنے خواہ ہے
فرمایا کہ وہ کھانا خمر فروش کے یہاں کاتھا۔ تو کو افطار کے وقت غیر بے جو کچھ اُسے فطا
کر دیا کر دیں یوم گذر گئے لھاماں کیا اسی طرح یوم گذرے تو شخ نے زین پر امام را
کچھ کنکار پان زین سے ہاتھ میں ڈال دیں وہ شکر ہو گئیں تو آپ نے
خیال کیا کہ یہ شکر تھی فوراً منہ سے نکال ڈالیں کہ کہیں خطرہ شیطانی نہ آدمیت
پھر ایسا ہی اتفاق ہوا پھر آپ نے کہا کہ یہ انعام آئی ہے خطرہ شیطانی نہیں ہے علی الصاحب
خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہے آپ نے فرمایا کہ ہر چیز ان غیب است بے
عیب است جا لائکہ شکر لجخ شدی۔ پھر شیخ الاسلام میری طرف مخاطب ہوئے
اور فرمایا کہ طالبِ کوچا ہئے کہ طالب کے عشق و محبت میں وہ حال میں متفرق رہ کر
یاد میں ہے اور ہر روز وہ ساعت وہ لمحہ وہ لمحہ اُس کا عشق ٹھیکنا جائے تاکہ
اُن لوگوں میں سے ہو کہ اُس سے پہلے تھے شعر

در کوئے تو عاشقان چنان جان بیدہند	کا بجا لامک الموت نہ بجہ دہر گز
-----------------------------------	---------------------------------

اب اگر ناظرینِ منزلِ عشق کے واقعات دیکھنا چاہیں تو اقوال حضرت سلطانِ عاصی یا
ادقوالِ بزرگانِ چشت جو کہ اسی کتاب میں موجود ہیں ویکھیں کہ منزلِ عشق کو حضرت ا
اویارِ اللہ سابقہ و انبیاء علیہم السلام سابق نے کس طرح بنایا ہے اور پھر منزلِ عشق کو
پہنچنے ہیں اور انھیں کے یہاں خلیفہ ولیعهد ہر سے بُرے اولو الغرم گذسے کہ جبکا
کلام مجید گواہ ہے اور کس قدر پردہ پوشی تا جیات کرتے ہے۔ جیسا کہ حضرت
سلطانِ الاویار نے تا جیات کرتے رہے۔ اور جو آپ کے زبان فیضِ زمین سے
سرستہ راز نسلتے تھے وہی تعلیم تھی۔ مگر کیا۔ ہر ایک کی سمجھیں نہیں آسکتے تھے۔

یہ وہی سمجھ سکتا ہو جو دنیا اپنے ہم سے تعلق نہ رکھتا ہو۔

ذکر خفت

ملفوظات خواجگان حضرت حصہ اول راحت القلوب صفحہ ۱۳۹ ایں تحریر ہے کہ حضرت باب فردی الدین رنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ معرج میں خرقہ ملا تھا۔ اور آپ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلا کر فرمایا کہ میں نے اپنے پور و گار سے خرقہ پایا ہے مجھ کو حکم ہے کہ میں اس کو تم میں سے کسی کو دوں۔ اب میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں جو شخص تم میں سے جواب مصون دیگا میں یہ خرقہ اُسی کو دوں گا۔ اول آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ابو بکر اگر میں مجھ کو دوں تو کیا کرے۔ کہا یا رسول اللہ صلیعہ صدق اختیار کروں۔ اور خدا تعالیٰ کی بندگی کروں اور جو کچھ میرے پاس مال مثال ہو وہ سب اللہ کی راہ میں دوں۔

پھر آپ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا۔ کہا کہ میں عدل کروں اور بندگان خدا کے ساتھ انصاف کروں اور مظلوموں کی داد دوں۔

پھر آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہا کہ میں ایک دوسرے اتفاق کی کوشش کروں اور جو حق بات ہو اُس کو بجالا روں اور حیا و سخاوت اختیار کروں۔

پھر آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے پوچھا انہوں نے کہا کہ میں پر وہ پوشی کروں اور خدا کے بندوں کا عجیب چھپاؤں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کرے علی لے میں نے تجھکو دیا مجھکو حضرت رب العزت یہی حکم بھی تھا کہ جو بتے
یاروں میں سے یہ جواب دے اس کو یہ خر قدم دیجئے یہ حکایت فرمائی کہ معلوم ہوا کہ
در ویشی پرده پوشی ہے۔ یعنی یہ بات معلوم ہوئی کہ بندگان خدا کی پرده پوشی کرے۔
پس در ویش کو چاہئے کہ ان چار چیزوں سے دور رہے۔

اول۔ آنکھوں کو اندھا کرے تاکہ دوسروں کا عیب و کھانی نہ ہے۔
دوسرا ہے۔ کانوں کو بہرا کرے کہ جوبات سننے کے قابل نہ ہو اس کو نہ سنئے۔
تیسرا ہے۔ زبان کو گنگ کرے تاکہ جوبات کرنے کے لائق نہیں ہو اسکو نکے۔
چوتھا ہے۔ پانوں کو گنگ کرے کہ جو جگہ جائے کے لائق نہیں ہو توہاں نہ جائے۔
پنجم شخص یہیں نیچھیلیں پائی جائیں تو تو جان لے کہ یہ فقیر ہے یعنی در ویش ہے
در نہ حاشا و کلا جو در ویشی کا دعوی کرے وہ جھوٹا ہے اور در ویشی کی کوئی صفت
نہیں رکھتا جھوٹ در ویش کہلوانا ہے۔
مولف کہتا ہے کہ یہ چار چیزوں ہو حضرت خواجہ رحمت اللہ علیہ سے در ویش کی
صفت یہیں فرمائیں اس میں یہ رانہ معلوم ہوتا ہے۔
اول چیز کہ آنکھوں کو اندھا کرنے اس سے فراد یہ ہے کہ در ویش پہلے یہ صفت
پیدا کرے کہ بخرا جمال یار کے اور کسی صفات یا پر نظر نہ ڈالے۔
دوسری چیز کہ کانوں کو بہرا کرے۔ بہرا کرنے سے مراد یہ ہے کہ تذکرہ بخرا جمال یار کے
ذکر صفات یار کا کانوں سے نہ سنبھلے جب یہ صفت پیدا ہوگی تو ذکر صفات کی
کانوں میں آواز نہ پہنچی بخرا ذکر جمال یار کے۔
تیسرا چیز کہ زبان کو گنگ کرے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ زبان پر بخرا شنا و صفت

یار کے صفات یا مرکی شنا کا ذکر نہ آئے۔
چوتھے پاؤں کو لنگڑا کرے۔ اس سے مردی ہے کہ سفر بخوبی کو چھی یار کے کوچھ صفات یا
کی طرف نہ کرے۔
پس بغيرفت ذات محبوب کے اور صفات کو ذات محبوب یعنی کرنیکے غیر ممکن ہے۔

ذکر سخاوت اولیا اور کرام خواجہ کان حشمت مع حضرت

سلطانُ الاولیاء رضی اور شرعی عالمِ احمد جمع میں کا

حضرت سلطانُ الاولیاء مولانا مرشدن حافظ حاجی سید وارث علی شاہ رضی اللہ عنہ ملے
روبر و مؤلف بیان فرمایا کہ ایک روز ہماری دادی صاحبہ برائے رفع حاجت
تشریف لے گئیں اور دروازہ پر فقیر نے آواز دی۔ دادی صاحبہ کے سر ہانے کنجی
رکھی تھی ہمنے کنجی لیکر صندوق کا قفل کھول کر اس فقیر کیا دوں دوں ہاتھوں میں بھر کر اس
فقیر کو جا کر دیں۔ اور اس سے کہا کہ بھاگ جاوہ اس فقیر کیا لیکر حلچا گیا جب
دادی صاحبہ واپس آئیں صندوق کا قفل کھولا ہوا دیکھا پوچھا کہ صندوق کسے کھولا۔
میں نے کہا کہ ہمنے کھولا فقیر پولہ ہمنے اس فقیر کیا نکال کر فقیر کو دیں۔ آپنے دیکھا تو
اُس میں بہت سی اس فقیر کی تھیں نورِ الوندی کو بلا کر کہا کہ وہ بہت جلد جا اور فقیر کو
تلash کر لادہ اور محلہ کے لوگ تلاش کر کے واپس آئے وہ نہیں ملا۔

حضرت سلطانُ الاولیاء فرماتے تھے کہ ہم وزانہ اشرفی دیکر ایک بتاشہ یا ایک بی
کھاتے تھے یعنی ایک اشرفی جلوائی کو دیتے وہ کبھی ایک بتاشہ دیتے تھا اور کبھی

ایک بُنی دیتا ہم کھالیستے۔

اوسکینوں کو دیا کرتے تھے یہ سخا و نت اُنکپن کی تھی۔

اوجب سے حضرت سلطان الاولیاء سفر بیت اللہ شریف سے واپس آگر دینی شریف میں
نیام فرمایا تو آپ کی یہ عادت ہو گئی تھی کہ تو نگر ہو یا اسکین۔ مرید ہو یا غیر مرید جو حاضر
خدمت ہوتا آپ رحیم شاہ یا نور محمد شاہ یا فیض شاہ کو بلکہ فراتے کہ ان کو فلان چیز
دید و ان کو فلان چیز دو غرض اسی طرح اُن سب کو کچھ نہ کچھ تبر کا عطا فرماتے کوئی
محروم نہ جاتا تھا۔ جس قدر آپ کے یہاں صبح سے تا شام فتوحات آتیں سب آپ تقسیم
فرادیتے تھے۔ اور اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جس نے سوال کیا کہ حضور کچھ تبر عطا ہو
تو اس کے نسبت آپ فرماتے کہ ہمارے یہاں طالب کی گذرنہیں ہے۔ اور کبھی ایسا
بھی ہوا کہ اگر کوئی غریب آگیا تو اپنے بتر سے چادر نکال کر اُس کو عطا کر دیا۔ اور کبھی ایسا
بھی ہوا کہ آپ اپنے بستر کا گذہ بھی دیدیتے تھے۔ اُس وقت خادم مجائبے گدے کے
لجان بچھادیتے تھے۔

حضرت خواجہ قطب الدین نجفی پاراوشی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ سرہ تھی کہ جب کوئی اُن کے
جماعت خانہ میں آتا اور آپ کے پاس کچھ نہ ہوتا تو آپ شیخ بدالین غزوی سے جو
خانقاہ کا خادم تھا فرماتے کہ پانی پاس رکھو تھا ضمیحی حمید الدین کے نواسہ موجود تھے
بابا فرید الدین قدس احمد سرہ الغزی نے فرمایا کہ آئنے والا ہمارے یہاں آئے خواہ
اسکین ہو یا تو نگر اُس کو محروم نہ جائے دو اور جو کچھ موجود ہو اُس کو دو تاکہ
وہ شخص بھی در دشیں صفت ہو۔

ذکر اہل سلوک کا

شیخ الاسلام کی خدمت میں شیخ جلال و شیخ علی سنجھی و شیخ محمد اوندھپتی اور دیگر حضرات بھی حاضر تھے ذکر ہو رہا تھا کہ اہل سلوک کے ترددیک پانچ چیز کا دیکھنا عبادتی اقل اپنے ماں باپ کا منہ و دیکھن۔ دو سترے اولاد کا منہ و دیکھنا۔ تیسٹرے کلام مجید کا دیکھن۔ پنجم تھے خانہ کعبہ کا دیکھنا۔ پانچویں اپنے پیر کی طرف نظر کرنا عبادت میں داخل ہے۔ معرفت المریدین میں لکھا دیکھا ہے کہ جانب خواہ عثمان ہاروئی نور اندھ مرقدہ فراتے ہیں کہ شخص ایک روز اپنے پیر کی خدمت کما جرم کرتا ہے اور از راہ محبت اُس کی طرف دیکھتا ہے حق تعالیٰ اُس کو بہشت میں ہزار محل رہنے کو عطا کر دیگا۔ کہ ہر محل ایک ایک سوتی کا ہو گا۔ اور ہر محل کے ساتھ اُس کو ایک ایک خوبیں عطا فرمائے گا۔ اور ہزار اُس کی عبادت اُسکے نامہ اعمال میں ثابت فرمائیگا۔ اور کل کے روز قیامت میں بغیر حساب کے جنت میں داخل کر دیگا۔ اس کے بعد فرمایا کہ مرید کو چاہئے کہ پیر کی زبان سے جو شے اُسی پیہوش کے ساتھ کان و صفرے اور جو نماز اور ادا و وظیفہ وغیرہ پیر ارشاد فرمائے اُس کو ضرور علی میں اور متواتر پیر کے حضور میں حاضر ہو اور واجبی خدمت کرے اور اگر متواتر حاضر ہو نا ممکن نہ ہو تو کوشش کرے۔ پھر شیخ الاسلام نے یہ بیان فرمایا کہ ایک زائد تھارٹ دن خدا کی عبادت کرتا ایک ساعت پنج خدا کی عبادت کے آرام نکرتا اور لوگوں کو نصیحت کرتا اور کہتا کہ خداوند تعالیٰ فراتا ہے وَمَا خَلَقْتُ إِلَّا حَسَنًا لَمَّا يَعْبُدُونَ نہ کھانے کی اُس کو پرواہ تھی نہ پہنچنے کی۔ آخر کار جب استقال کیا

وگوں نے اُسے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ سے تیرے ساتھ کیا کیا اُس نے جواب دیا کہ بہنا یوگوئی عبادت میرے کام نہ آئی فقط بخشش کا سبب پیر کی خدمت ہوئی اور یہ سب اعمال مطاقت پر نہ آئے حکم ہوا کہ تو نے جو اپنے پیر کی خدمت کرنے میں قصور نہیں کیا یہ کام تیرا ہکو پسند کیا اہذا ہمنے بھکار بخش دیا۔

قولہ ذکر سلوك میں حضرت خواجہ قطب الدین نجتیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت خواجہ عین الدین حشمتی سجزی نور اللہ مرقدہ سے لٹا ہے کہ آپ فرات تھے کہ اول راہ سلوك کی یہی کہ آدمی شریعت پر ثابت قدم ہے یعنی مراسم ملاقات پر اور جو کچھ احکام شریعت کے ہیں اُسکو بجا لائے اور سرموآن سے بجا وزکرے تو اُسکا مقربہ آگے کو برہتا ہے اور دوسکے مقربہ میں پوری بخ جاتا ہے جسکو طریقت کہتے ہیں اس کے بعد اس مقربہ میں بھی اگر اگر ثابت قدم رہا اور جو شرطیں طریقت کی ہیں سا ان راہ کے موافق بجا لایا اور زدابھی بجا وزکر کیا تو آگے مقربہ معرفت میں پوری بخ جاتا ہے اور اگر مقربہ معرفت میں پوری بخ اُس کو بھی پہچانا تو اس جگہ آشنائی اور روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور اگر اس مقربہ میں بھی جیسا کہ چاہئے ثابت قدم رہا تو چھتے مقربہ میں کوہ حقیقت ہے پوری بخ جاتا ہے اسکے بعد آدمی جو کچھ مانگتا ہے پاتا ہے۔

ذکر حضرت سلطان الولیا رضا کے مدرہ قبول فرمانے کا

ایک مقربہ کا ذکر ہے کہ نواب رنجنگہ نے اپنے نائب ریاست اہدی یا علیخاں صاحب کو پچھروپسیہ داشت نے نقد و دوشاہی کا ریوی دیکھ کر اسے لیجاو حضرت سلطان لاذگی خدمت میں نذر کرنا اور یہ کہنا کہ آپ کے غلام نواب نے تاریخ تشریفی دریافت نہیں کی

نائب موصوف یہ بیکر دیوی شریف تشریف لائے اور خدمت عالی میں حاضر کر پیش کیا اور کہا کہ حضور کی نذر کے واسطے بھیجا ہے حضرت سلطان الاولیاء نے ویکھ کر حکم دیا کہ ہادی یار علی خاں کو یہاں سے نکال دو اور نواب ہاتے طریقہ سے واقع نہیں ہے اور کہہ دو کہ ہم نواب کے یہاں نہ جائیں گے آپ نے ہادی یار علی خاں کو نکلوادیا۔ ہادی یار علی خاں باہر چاکر زار نہ اردوتے ہے اور کہا کہ نواب صاحب حضرت سلطان الاولیاء کے طریقہ سے آگاہ نہ تھے ورنہ ہرگز اسی علطا نہ ہوتی اُسی وقت رحیم شاہ نے جاکر حضرت کے کہا کہ نواب صاحب کو یہ نہیں معلوم تھا کہ حضور کے حضور کے یہاں طریقہ نہ رکھ رہا تھا نہیں ہے ورنہ وہ ہرگز نہ بھیجتے۔ اب ان کی خطا کو آپ معاف فرمائیں حضرت نے فرمایا کہ ہادی یار علی خاں کو اسی طریقہ سے میرے پاس باؤ اُن صاحب موصوف طریقہ سابقہ سے آئے اور وہی نذر سامنے رکھدی۔ حضرت فرمایا کہ رحیم شاہ دو شالہ کا ایک پالہ حیدر میراثی کو کوڈو اور دوسرا پالہ پیر گش نامی کو۔ کیونکہ حیدر میراثی پیر گش نامی وہاں پر موجود تھے اور نقد کے نسبت فرمایا کہ ہادی یار علی خاں اس نقد کو لیتے جاؤ اور نواب کو دیدو اور کہہ دو کہ جو اس کا طالب ہو اُس کو کوڈو اور کہنا کہ ہمارے یہاں نذر کا طریقہ نہیں ہے۔

ذکر خواجہ گانج پشت رحمۃ اللہ علیہم کے نذر قبول اللہ فرمان کا

حضرت قطب الدین بختیار اوشی رحمۃ اللہ علیہم کی خدمت میں وزیر سلطان شمس الدین امام اللہ بر کا تھا ارکان دولت کے ساتھ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ سلطان نے چھٹہ گانوں کی مثل معافی بطریق نذر خدمت عالی میں بھیجا ہے شیخ الاسلام نے

تبسم کیا اور فرمایا کہ میں ضرور قبول کر لیتا اگر ہمارے خواجگان بھی قبول کرتے ہوتے۔ اگر آج میں اپنے پیروں کی تابعت نہ کر و نکا تو قیامت کے دن انہیں کیا منہ دکھاؤں گا بہل بہتر ہی خلوم ہوتا ہے کہ اسے لیجاو اور اسکے جو طالب ہیں انہیں دو کہ اسی کے لئے لوگ ٹوپی اُتار کر سچ رکھ دیتے ہیں۔

والی ابودھن نے اپنے کارکنوں کے ہاتھ دو گانوں کی نسل معافی اور دوسروں پر یہ نقد بطور نذرانہ شیخ الاسلام کی خدمت میں بھیجے انہوں نے شیخ الاسلام کے روپ و پیش کیا اسی نے بھیجے کا حکم فرمایا۔ شیخ الاسلام نے تبسم کیا اور فرمایا کہ ہمنے اول سے آخر تک اس قسم کی چیز منظور نہیں کی اور یہ ہمارے خواجگان کا طریق ہے۔ اسے لے جاؤ اس کے بھتے طالب ہیں۔ مفروضات خواجگان چشت حصہ اول صفحہ ۱۶۲ و ۱۶۳

ذکر حضرت سلطان الاولیاء کا مجمع کرتے گے جب ایسے کہا

حضرت سلطان الاولیاء کا یہ بھی قاعدہ تھا کہ مجمع بہت زیادہ ہو جاتا تو آپ مجھے اکر یہ حکم فرماتے کہ ایک بندی کی رہائش سے اور باہر تک ڈال دو اور کہنہ کہ جو شخص اسکو چھوٹے یا بڑے لوگوں یا مجھسے ملاقات ہوگئی اور وہ میر امر ہو گیا۔

حضرت مولانا سید قربان علی رحمۃ اللہ علیہ والد اجاد حضرت سلطان الاولیاء کے میلہ میں اکثر یہ ہوتا تھا کہ بینبھ مجمع کثیر مکان کے دروازہ کے سامنے کمپر الکڑی کا لگا دیا جاتا اور تمہرے آپ کا آپ کے فرش سے لماہوا باہر چون تک ڈال دیا جاتا لوگ اُس کو بوس دیکر اپس میلہ ہوتے۔

اور یہ بھی قاعدہ تھا کہ جب آپ مجمع سے زیادہ گھبرا جاتے تو خادم ایکرہ ایک شخص کی

لَا کر قدم بوسی کر دیتا۔ اور جب لوگ کثرتے اندر آنے کا قصد کرتے تو کہر الگادیتے
اور تہ بند ڈال دیتے تو مریدین وغیر مریدین خوشی بخوشی اُس تہ بند کو بوسہ دیکر واپس جاتے
اور یہ بھی قاعدہ تھا کہ بتاہ بخ ۱۶ ماہ چاند بطبق ۳ یا ۴ کا تک حضرت سیدنا و مولانا
قربان علی نور اندر مقدہ کے مزار پر تشریف لیجاتے تو بسب جم غفار کے لوگ
اپکو اس طرح حلقة میں کر دیتے کہ چند اشخاص ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر حلقہ بنایتے
اور سچ حلقة میں حضرت سلطان الاولیا ہوتے گر شیدایان جمال وارثی اپر بھی
نہ مانتے اور اندر حلقة کے گھسنگر قدم بوسی کرتے تھے۔

ایک فریبہ کا ذکر ہے کہ سید شرف الدین احمد بیڑھر ایٹ لاچیفت جسٹس سے اپنے فرما
کر آج تم انگریزی لباس پہنکر ہمارے ساتھ حلقة کے آگے آگے چلوتا کہ مخلوق تک وہ بھر
ڈئے اور ہمارے قریب نہ آئے۔ بیڑھر صاحب موصوف آپکے ارشاد کے موقن
لباس انگریزی پہنکر آئے جب حضرت سلطان الاولیا میلہ کی طرف تشریف
لے چلے تو بیڑھر صاحب حلقة کے آگے آگے آگے چھپری لئے ہوئے لوگوں کو آپکے
پاس آئنے سے روکتے اور منع کرتے ہوئے آگے آگے ٹڑھتے چلے جاہے تھے اور
شیدا نے جمال وارثی حلقة کے اندر گھسنگر قدم بوسی کرتے جاتے تھے کوئی بھی
بیڑھر صاحب کی روک تھام اور منع کا خیال بھی دل میں نہ لاتا تھا۔ اُس وقت
بیڑھر صاحب نے حضرت سے کہا کہ میں کیا چیز ہوں۔ اگر فرشتے بھی آپکے عاشقوں کو
ڈمادیں تب بھی یہ نہ مانیں گے۔

یہ صرف آپکو بیڑھر صاحب کو دکھلانا تھا کہ عاشق صادق ایسے ہی ہوتے ہیں کہ وہ
رجا و بیکم کا کچھ خیال نہیں کرتے

اور آپ کا قاعدہ تھا کہ جب اراہ چاند مطابق ہم ماہ کا تک بوقت شب بجے فرار شریف پر تشریف لی جاتے تو مزار شریف پر پونچ کر پورب دروازہ سے اندر رجاتے اور دکھن دروازہ سے نکلا کر دو فرش قل کے واسطے بچھا ہوتا اس پر پیٹھے جاتے اور قوالی شروع ہوتی اور اس قدر روپیہ بچھا دی یعنی تضییق ہوتا کہ فرش سفید ہو جاتا۔ اور ایک مصروف بھی قول پورے طور سے ختم نہ کر لے پاتا کہ آپ حکم قل کا دیتے حفاظ قل جلد سے جلد پڑھا کر ختم کر دیتے جب قل ختم ہو جاتا آپ فور مسجد کے قریب جو جگہ تھا اُس کی چھت پر جا کر پیٹھے جاتے اور حسین قدیر چادر ورداں مزار شریف پر پڑھ ہوتے سب طلب کرنے اور مکڑے مکڑے کرنے کے لذتیتے اور جن لوگوں کو مسلم چاہ دیجاتی تھی وہ اُسی مقام پر تقسیم فرمادیتے یادوں کے روزان کو عطا فرماتے بعد سکے واپس مکان ہوتے لوگوں کو نیکھی نہ معلوم ہوتا کہ حضرت سلطان الاولیا کس وقت واپس مکان ہوئے اور یہی خیال ہوتا کہ آپ ابھی جگہ کے چھت پر تشریف رکھتے ہیں آپ کا فلم روحانی اس درجہ پر ہوا تھا کہ آپ کے تصرفات و کرامات کو بالتفصیل لکھنا ایک امر دشوار ہے اور میری جرأت و مہمت پر شے نہ فلم کو یاری ہے اور نہ مجھکو ثواب نہیں آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ تصرفات و کرامات کے خالی نہ تھا بدیو جہا اس مختصر مگباش نہیں ہے۔

اور حضرت سلطان الاولیا کا یہ طریقہ تھا کہ جو مرید حضرت کی خدمت میں قدموں کی آتے تھے وہ دست مبارک یا پائے ببارک کو بوسہ دیتے اُس وقت آپ فرماتے کہ اچھا اچھا باہر چلو پھر ملاقات ہو گی باہر ٹھہر و۔ کیونکہ آپ کو مجمع پسند نہ تھا اگر آپ ایسا نکرتے تو یقین تھا کہ ایک گھنٹہ کے اندر سو دو سو آدمیوں کا مجمع ہو جاتا۔

اور اپنے بیٹے پریشان ہوتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کو کوئی نہ دیستے تھے بلکہ فرما دیا پس کر دیتے تھے۔ اور یہ بھی طریقہ تھا کہ آپ نے ہزاروں آدمیوں کو اپنا خرقہ یعنی تہبند عطا فرمایا۔

ذکر حجاج بن حاشم کے مجمع سے پریشان ہونے کا

فائدۃ الفواد جلد چہارم صفحہ ۲۵۵ میں لفظ حجاج بن حاشم میں تحریر ہے کہ حضرت نظام الدین والدین قدس سترہ الغریز نے فرمایا کہ جب کیلیں میں راتاںی ہو رہی تھی تو میں چند روز شہریں رہا جمعہ کے دن جب مسجد میں جاتا تو خلق راہ میں مرا جنم ہوتی۔ ایسا طرز جب مسجد کا نامہ گلی میں ہو کر آتا۔ ایک دن ایک شخص مجھ سے ملا اور اُس نے کہا کہ تم لوگوں کے ملنے سے تنگ آتے ہو۔ میں نے اُس سے کہا کہ بات تو ہی ہے۔ پھر اُس نے کہا کہ میرا خسر شیخ الاسلام حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے مرید تھا وہ یہ بیان کرتا تھا کہ شیخ الاسلام دہلی میں تھے جب جمعہ کی نماز کو جاتے تو وقت سے قبل جاتے تاکہ راہ میں خلق کی مراجمت کم ہو اور لوگوں کا یہ حال تھا کہ وہ آتے اور اچھوئے اور ایک حلقة باندھ لیتے اسی طرح آنا جانا کم ہوتا۔ پھر جب آپ حلقة سے نکلتے تو اور لوگ آجاتے پھر اسی طرح لوگ حلقة باندھ لیتے۔ ایسا طرز آپ کو آنا جانا تنگ ہو جاتا۔ ایک دن میرے خسر نے کہا کہ حضرت یہ توحید و ندی نعمت ہے آپ کیوں تنگ ہوتے ہیں۔ پھر آپ نے اُسی کے مناسب ایک حکایت بیان کی کہ جیکہ سلطان ناصر الدین او جملتان کی طرف چلا راہ میں اجوہ دھن تھا وہ ان تمام سل اشکری اپنی زیارت کو آنے لگے آپ لوگوں کی آمد رفت کے سبب یہ ران ہو گئے

تب آپ بالاخانہ پر جا بیٹھے اور کوچہ کی جانب آتین لٹکاوی لوگ آتے تھے اور
ہستین کو چوم چوم کر چلے جاتے تھے یہاں تک کہ آتین کے تکڑے مکڑے اڑے گئے
پھر آپ مسجد میں آبیٹھے۔

ذکر خواجہ گان حشمتؒ کے خرقہ ارادت و تبرک و نعم کا

سیر الاولیا باب ششم صفحہ ۲۷۳ میں تحریر ہے کہ شیخ نصیر الدین چراغ دربار سے منقول ہے
کہ میں نے سلطان المشائخ شیخ نظام الدین محبوب الہی عزیز نے میں کہ بہت سے خرقہ ارادت
میں نے اپنے مریدوں کو دیا اگر چار شخصوں کو خرقہ ارادت میں نے عطا کیا اور باقی
شخصوں کو خرقہ تبرک دیا۔

اویشن خواجہ بہادر الدین ذکر یا حسنۃ الدلیلیہ نے فرمایا کہ اس قدر خرقہ میں نے اپنے مریدوں کو
عطایا کیا پس یا اچھے خرقہ ارادت کے تھے باقی تبرک کا تب حروفت عرض کیا کہ حکمت
ان باتوں میں کیا ہے کہ جوز بان بنا برک حضرت سلطان المشائخ سے برآمد ہوئیں کہ
اسقدر خرقہ میں نے اپنے مریدوں کو عطا کیا اگر چار شخصوں کو خرقہ ارادت باقی تبرک
ہزاروں نبندگان مرید حضرت سلطان المشائخ کے ہیں اور بھولوں کو بارادت قبول
فرمایا اور کارہ و خرقہ عطا کیا اور مرید کیا۔ پس معلوم ہوا کہ مراد ان باتوں سے مردیقت
و مردی حقیقی ہے۔

حوال دیگر۔ باب ششم صفحہ ۲۷۴ میں منقول ہے کہ مولانا ضیاء الدین برلنی اپنے سفر نامہ
تحریر فراستے ہیں کہ ایک مقربہ میں حضرت نظام الدین اولیا کی خدمت عالی میں انت
تا پہاشت حاضر ہا۔ اُس و زبندگان خدا حضرت نظام الدین اولیا حکیم کی خدمت میں

اگر ارادت میں داخل ہوئے یعنی مرید اور اپنے مقصد کو پہنچ سکی انسانی
 میرے دل میں خیال گزرا کہ مشائخ سلف کے مرید کرنے میں اختیاڑ کرنے تھے گر جتن
 سلطان المشائخ بکرم و افراط ایک کو یعنی عام و خاص کو جو آیا اُسکو مرید کر لیتے ہیں۔
 میرے دل میں آیا کہ اس کا سوال کروں جنہوں مکاشوف عالم تھے میرے خطرے
 واقع ہو گئے۔ اور فرمایا کہ توہرا کیک چیز کا سوال کر گریہ نہ دریافت کر کے کس واسطے
 میں ہر ایک کو مرید کر لیتا ہوں۔ میں اس بات کا پتہ اٹھا اور قدم ببارک پر مرتکب
 اور زیر خیال میرا عرصے سے میرے دل میں تھا۔ اور اس وقت میرے باطن پر خدوم
 آگاہ ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہزارہ میں اپنی حکمت ہافض سے ایک خاصیت پیدا کرائے
 تاکہ آدمیوں میں اُس زمانہ کے مطابق طریق و رسم و عادت علیحدہ علیحدہ پیدا ہو
 جیسا کہ مذاق و طبیعت آدمیوں کی بالطبع و اخلاق اُس زمانہ والوں سے نہیں پھریتی
 مگر حال خال آدمیوں میں شاید ہو۔ اور یہ یعنی تجربہ سے ہے اور حصل ارادت کی
 کیا ہے کہ مرید یہیں انقطاع غیر حق سے پیدا ہوا اور شغل ساختہ اللہ کے ہے جیسا کہ
 سلوک کی کتابوں میں شرح لکھا ہوا ہے۔ اور سلف والے جبتک انقطاع کی کونہ
 دیکھیں گے اُس وقت تک اتنا پناہیت کے واسطے نہیں گے۔ کیونکہ شیخ ابوسعید
 ابوالخیر ایک آیت تھے آیات حق سے تادمانہ شیخ یعنی شیخ الدین باخزرمی اور زمانہ
 شیخ شہاب الدین سہروردی اور زمانہ شیخ شیوخ العالم فردوسی والدین قدس اللہ
 سرہ العزیزہ کم در باران شاہوں کا کہ بلند درجات و کرامات ان بزرگوں کی شرح
 مستغنى ہے جو مخلوق کا ہونا ہے ہر طائفہ سلوک و امر و معارف و مشاہیر و دیکھ طواف
 آتے ہیں اور اپنے کو خوف آخزتے ان عاشقانِ خدا کی پشاہ یہیں دیتے ہیں اُن کے

خرقه توبہ و تبرک کا عطا فراہتے ہیں۔ اور ہر ایک شخص معاملات محبوبان خدا کو نہیں جان سکتے۔ شیخ شیادخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ الغزیپنے ایسے ایسے مرید کئے ہیں اُسی طرح سے میں بھی مرید کرتا ہوں۔ اگر محبوب خدائے تعالیٰ تمام جہان کے گناہ گاروں کو اپنی حمایت میں لے گیا تو میں بھی تمام جہان کے گناہ گار اگر میرے پاس مرید ہونے کو آؤ یہ نگے تو میں بھی اُن کو اپنی حمایت میں لے لوں گا۔ اے درویش تیرے سوال کا جواب یہی ہے۔ مرید کرنے میں میں احتیاط و لاسا نہیں کرتا۔ اول یہ کہ کہیں متواتر سنتا ہوں کہ بہت لوگ میرے دروازے میں ارادت کے واسطے آتے ہیں اور اپنا باتھ معصیت کا میرے اتفاق پڑھتے ہیں۔ اور نماز باجماعت پڑھتے ہیں اور اولاد میں مشغول رہتے ہیں اگر میں بھی اقل شرائطِ حقیقت ارادت کی باہت اُن لوگوں سے کھوں اور خرقہ توبہ و تبرک کہ بجائے خرقہ ارادت کے ہے نہ دوں تو کیا ہو کوچھ خیال نیک اُن لوگوں کے ذل میں آیا ہے کیا اُس سے بھی وہ محروم رہیں۔

دوسرے بغیر اسکے کہیں اپنے دل میں خیال کروں کہ التامسی و سیلہ قبول کروں پاکوئی شفیع دریان میں لاڈیں پر ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہونکہ میں ایک شیخ کامل و اکمل کی وجہ سے مجاز رکھتا اور ویکھتا ہوں کہ مسلمان یعنی و انکسار میں سکنیت می پھر اگر کے بعد بے میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمہ تمام گناہوں سے توبہ کیا تو میرا خیال یہ ہوتا ہے کہ یہ صحیح کہتے ہیں ہیں نور اپنا باتھ اُنکے اتفاقیں بتا ہوں اور صادقوں سے سنتا ہوں کہ میرے مرید گینہ گھا نہیں ہو سکتے۔ اب ناظرین کرام نے خوب سمجھ دیا ہو گا کہ حضرت سلطان الاولیاء نے جو ہر فرد کو جو بہیت بیعت حاضر خدمت ہوتا بلا تفریق نہ رہب و للت اور گروہ قویت داخل سلسلہ فرمائیتے تھے وہ دستورِ سلف کے عین مطابق اور یہ اسی خیال حصہ نہ کا بھی تھا۔

السرار العشقية

ف

ذك

الرشدات الوارثية

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فِي ذِكْرِ

الشَّادِرِ الْوَارِثِ

تمہیر وہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صاحب کن فکاں کی حمد اور وارث کون و مکان کی نعمت کے بعد بندہ درگاہ لم زیلی و شاق
منظار خپل و جلی چکم محمد صنفدر علی وارثی کہتا ہے کہ ایک عوصہ سے دلخی میں مرشدی
و مولائی حضرت الحاج حافظ سید وارث علی الملقب بہ سلطان الاولیاء
کے بعض رشادات گرامی کی توضیح کا چمال تھا اگرچہ یہ ارادہ میری یقیناً سنتی کا الحاظ کرتے
ہوئے بالکل ایسا ہی تھا کہ جیسے قطرہ سمندر کو جذب کرنے کی کوشش کرے یا شمع آفتاب کے
اوار کی وضاحت کے لئے زبان کھوئے۔ لیکن ازبیں کہ مرشد کے جذب و سلوک کے منظار
و صوال کے بعد سے آج تک نظروں سے او جھل نہ ہوئے اس لئے دل مضطرب کو اُس قت تک
قرار نہ آیا جب تک کچھ صفحات قرطاس بعض اُن تشریفات سے رنگ نہ پایا جو دوسرا ہی تعدد
سوائی کی کتابوں میں نایاب تھیں۔

اور اگرچہ پوچھتے تو یہی خاص وجہ تھی جس نے میرے بطنوں کو اُس وقت تک
انکار و تردودات کا ہنگامہ بنائے رکھا جتنا کہ سکون قلب کے لئے علاج میں نہ شروع

نہیں کر دیا۔ حضرت سلطان الاولیاء شید با صفا حاجی سید فارث علی کی یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ آپ پر اکثر جذب و استغراق کا عالم طاری رہتا تھا اس حقیقت سے کس کو انکا ہو سکتا ہے لیکن یہیں سے ایک وہ بات ثابت ہوتی ہے جو میرے نام مقاعد کا لائے یعنی یہ کہ حضرت سلطان الاولیاء کا ہر کلام کچھ خاص حالات کے ماتحت ہوتا تھا اور کچھ خاص تصورات کا ایک نہایت بلیغ اشارہ اور بغاٹت سرتیہ راز ہوتا تھا جس تک مختصر کی فرم و ادراک کی پرواہ نہیں ہو سکتی کسی ایسے شخص کاں کے ایک جملہ کا مطلب بھینے کرنے جب تک اُس کی حالات و کیفیات کی روایت نہ کیجائے اور سابق و ما بعد کے اوقاہ افعال کے مطابقت کا لحاظ نہ رکھا جائے اُسی قت تک بہت اندیشہ رہتا ہے کہ اس پیشوائے راہ طریقت کے جامع الکلام کا مطلب کچھ کا پکھڑہ سمجھ میں آجائے مثلاً کیلئے میں حضرت کے ایک سرپر شیدہ کو لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری منزل عشق ہو۔ اس میں خلافت نہیں آپ یہ جملہ پر حقیقت فرمادیا کرتے تھے۔ لیکن اس ارشادِ گرامی کا دوسرا پہلو ملاحظہ کیجئے تو بہت سے واضح طور پر اس امر کا بہوت ملتا ہے کہ آپ نے اپنے قبل سارے خلافت خود نظریں پیش فرمائیں۔ اس سلسلہ کی سب سے زیادہ کھلی ہوئی دلیل یہ ہے کہ آپ ایام و صمال کے قریب خود سید ابو ایم صاحب نواسہ حضرت خادم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ازام پور سے طلب فرمایا اور آپکی طرف سے کچھ اس قسم کے اشارے ذیلیں و صمال کے بعد جو خاص تصرفات علم و حانی سید محمد ابو ایم صاحب کے شریک حال ہوئے اور ہی اس امر کے گواہ ہیں حضرت سلطان الاولیاء نے اپنی حیات اسی میں حضرت پیدا محمد ابی اسماعیل کو اپنا جانشین و خلیفہ تجویز فرمایا تھا جنکی کہ جماعت وارثی نے تمدن مراشرین سے امداد کا رائے کو سپرد کیا تو حنالف و موافق پارٹیاں اُسی طرح ہو گئیں جس طرح وفاتِ حضرت

صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت نے زرع و پیکار کے ساتھ سماںوں کے باوجود یہاں کی غیر مسلمہ صورت اختیار کر لی تھی پس آپ کے اُس قول اور اُس فعل میں ایک شدید اختلاف پیدا ہے۔ میں نے کوشش کی ہو کہ ان دونوں کو باہم مطابق بنائے کرتے کہ اصل مطلب آپ کے قول مبارک کا گیا تھا۔ حضرت سلطان الاولیا کا ایک دوسرا مبارک ارشاد کہ ذات صفات ہو جاتی ہے۔ اور صفت ذات کس قدر پیغمبر و تشریع طلب مسئلہ ہے۔ میں نے اس احوال کی تفصیل کی بھی کوشش کی ہے جسکے لئے مجھے نورِ احمد و نورِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ باہمی کے جانب مکمل طور پر رجوع کرنا پڑا ہے کیونکہ انھیں دونوں انوار کا باہمی جذب و انجذاب حقیقت نہ کوئی بنا دیا ہے۔ پس نے محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی تفصیلات ہی کی روشنی میں ہم حضرت سلطان الاولیا کے ارشاد کو الٹم شرح کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اس کتاب کی ابتدائی سطوروں کو میں نے تخلیق نورِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے زینت دی ہے۔ اس بیان کے ملتا ہے میں نے منازلِ عشق کی بھی وضاحت کی ہے۔ اس کتاب پر کے ابووارث، کی ترتیب یہ رکھی گئی ہے۔

باب اول میں بیان نور۔ بابت دوم میں منازلِ عشق۔ بابت سوم ذات صفات ہو جاتی ہے اور صفت ذات۔ بابت چہارم آفرینش و خلافت حضرت آدم علیہ السلام۔ بابت پنجم نہر سلطان الاولیا صلے اللہ علیہ وسلم۔ بابت ششم مسیر حج باب تم خلافت ابو بکر حضرت سلطان الاولیا صلے اللہ علیہ وسلم۔ بابت سیم خلافت حضرت سلطان الاولیا رضی اللہ عنہ۔

یہاں پر ایک بہت ضروری امر کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ لفظ خلافت کی تشریح کے سلسلہ میں خلافت حضرت آدم علیہ السلام و خلافت حضرت ابیکر صدیق رضی اللہ عنہ کے موقع پر اور اسی طرح بعض اور مقامات پر میری رفتار میں طوالت پیدا ہو گئی ہے۔ اُس کی وجہ کیوں یہ ہوئی کہ لذیذ بود حکایت دراز تر گفتہم۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اسی سلسلہ میں بعض ضروری امور منکشف و مُہبین ہوتے چلیں۔

وَمَا لَوْفَيْتِ إِلَّا كَيْلَةً اللَّهُ

باب اول

بیان نور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قول حضرت شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ سالۃ الرحمۃ الرحمیۃ
الملائکۃ قال خلقتہا مِنْ نُورٍ کا انسان و خلقت انسان مِنْ نُورٍ ذات
میں نے سوال کیا کہ اے پروردگار تو نے فرشتوں کو کس چیز سے پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ
فرمایا کہ انسان کے نور سے اور انسان کو اپنی ذات کے نور سے۔ اے عزیز حضرت
سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول مخلوق اللہ نوری و روحی
و عقلی و خلقی انا مِنْ نُورٍ اللہ و المُوْمِنُونَ مِنْ نُورٍ و بعض جاءَ الْخَلْقُ مِنْ نُورٍ
وارد ہے۔ اے عزیز اول جو چیز پیدا ہوئی نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
یہی نور اللہ کا ہے اور یہی نور کل کا مصدر ہے کہ لوگا کہ مکا خلقت اہا فلائلہ
کنایہ ہے اُسی نور سے کہ پیدا کیا تام موجودات کو تیرے نور سے یعنی اے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اگر نہ پیدا کرتا میں تھجھکلو تو یہ موجودات جو تو دیکھتا ہے ہرگز نہ ظہور میں آتے
لوگا کہ مکا خلقت الکوئین یعنی جو کچھ موجود ہے تیرے موجود سے پیدا ہوا۔
وجود سے مراد ذات ہے۔ اور ذات کیا چیز ہے وہی نور یعنی تیرے ہی بہتے
یہ عالم پیدا کیا۔ بلکہ ظہور خدا ہی میری کا تیرے ہی نور سے ہے۔ لوگا کہ مکا ظہور
الرَّسُوْلِیَّتِ یہ اشارہ ہے اُسی نور سے یعنی تام موجودات لہو کے نور سے

ظاہر ہوئی۔ آے عزیز جو نور احمد تعالیٰ نے ظاہر کیا اور اُس کا نام محمد رسول احمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا بلا یہ معنی اُسکے یہی ہیں۔ اس مقام پر اشارہ مرتبہ حقیقت کا ہے یعنی اپنے نور کو ظاہر کر کے دکھایے گا۔ پس انسان اکمل سے مراد احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جملہ موجودات فرشتہ وغیرہ اُسی انسان اکمل کے نور سے پیدا ہوئے جیسا کہ بزرگان نے تفسیر نور محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کی ہے۔ اور جملہ موجودات کی پیدائش نورنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیان فرمائی ہے۔ یہ اشانہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی طرف ہو کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے جیب کر کے پکارا ہے۔ اور اُسی محبوب کی شان میں فقط انسان کا ل کا ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرشتہ تیرے نور سے پیدا کیا اور تو کو اپنے نور سے ظاہر کیا فافہھو۔ وَسَّئَلَ اللَّهُ تَعَالَى
جَعَلْتُ لِإِنْسَانَ مُطْبِعَتِي وَجَعَلْتُ سَابِرًا لَا كَوَانَ مُطْبِعَةً لِأُلُوَّ إِنْسَانٍ
اے غوث بزرگ یہیں نے انسان کو اپنا فرمائی بردار پنایا اور باقی کل شیا کو فرمائی
انسان کا کیا۔ انسان امور و محاکوم میر ہے اور کل جہان امور و محاکوم انسان کا ہے۔
انسان امیر ہے اور باقی اکوان امور انسان حاکم ہے اور کل جہان محاکوم یہ سان الکمیر
یہ سان اللہ و لہا انسان ظلل اللہ فال اللہ فی الارض او نسبت انسان کے اللہ تعالیٰ
فَرَأَاهُو إِنِّي بِحَاجَةٍ فِي الْأَرْضِ خَلِيفٌ فَقَطُّعَهُ

نہ موجودے لائک آدم	کہ نور پاک درے بود دعغم
اگر این بکتر دانتے عزازیں	ہزار ماں سجدہ آور درے فادم

آے عزیز عالم کبرنی میں حق تعالیٰ اندیش شخص کے ہو اور انسان اندیش سایہ کے جیسا کہ سایہ کو جنبش دیکون و قیام و قعود بخود نہیں ہے بلکہ حرکت کسی شے کے ایسا ہی

انسان کو بھی حرکت و سکون و قیام و قعود بخیر حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے نہیں ہے۔ کیونکہ انسان مثل سایہ کے ہے کسی چیز پر قادر نہیں ہے۔ اور قدرت ظاہری بجانا میں موجود ہے عظیمہ بلکہ حکم حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کا ہے۔ **هُوَ الْجَمِيعُ الْقَوْمُ كَاتِبُهُ هُوَ**
شَيْءٍ لَا يَأْدُنُ اللَّهُ تَعَالَى جُوكہ اپر تحریر ہوا ہے اسکے بھی وہی معنی ہیں۔ دیت

چوں تو داشتی کے ظاہریستی	فاغ و گر مردی و گر زیستی
--------------------------	--------------------------

اے عزیز فرمان برداروں سے کہدے گئی چیز سے مخالف نہوں۔ جیسا کہ سایہ بھی وجہ مطیع و فرمان بردار انسان کا ہے۔ اور کسی وجہ سے مخالف نہیں کر سکتا۔ اسی طرح انسان حضرت حق سبحانہ تعالیٰ سے مخالف نہیں ہو سکتا۔ اے عزیزاب تو دریافت کر کے راز و خطاب حضرت حق سبحانہ کا ہے۔ یا حضرت محبوب کا کیونکہ تو انسان اکمل ہے دگون انسان اکمل و ہی نور جیکو میں نے ظاہر کر کے نام احمد مجتبی و محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رکھا) کہ قیام و قعود و سکون و حرکت تیرا البیب میرے ہو۔ اس وجہ سے تو مجھ سے کسی وجہ سے مخالف نہیں کر سکتا۔ نہ گفتار میں نہ کردار میں نہ احوال میں۔ یعنی فرمان ایسے فرمان ایسے ہے اور جس قدر تیرے کام میں سب میرے حکم سے ہیں۔ اسی سبب سے جملہ جہاں واکوں فرمان بردار تیرا ہے۔ اب تو میرے حکم کے سببے ہر کام قادر ہے جو چاہے سو کرے۔ اے عزیز کس وجہ سے تو اپنے فعل پر قادر ہو اکہ جو تیرا فعل ہے وہ میرا حکم ہے۔ اسی طریقہ پر کہ مجھ سے میں نے تمام عالم کو پیدا کیا۔ اب جو تمام عالم کا فعل ہے وہ تیرا حکم ہے۔ اسی طرح پر تو میرا محاکوم ہے اور میں تیرا حکم اور تمام عالم تیرا محاکوم اور تو تمام عالم کا حاکم۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ تیری حکومت تمام عالم پر ہے صحیح ہے۔ مگر کل جہاں کا حاکم میں ہوں اور تمام جہاں تیرا محاکوم ہے۔

ایسا ہی تجھکوئیں نے تمام جان کا حاکم بنایا اور تمام عالم کو تیر محاکوم کیا۔

يَأَنْوَتُ الْكَعْظَمَ نَعْمَلُ طَالِبَ أَنَا وَنَعْمَلُ مُطَلُّوبَ الْإِنْسَانَ وَنَعْمَلُ الْكَوْبَةَ
الْإِنْسَانَ وَنَعْمَلُ كَوْبَةَ سَائِرِ الْكَوْاَنِ اسے غوث بزرگ کیا اچھا مطلوب
ہوں اپنے مطلوب کا اور کیا اچھا مطلوب جو انسان اکمل ہے وہی انسان اکل میرا
مطلوب ہوا اور اُسی کا کیا اچھا مرکب تمام مخلوق ہے۔ کیونکہ میں نے احمد مجتبیؒ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور سے پیدا کیا اور میں طالب ہوا اُسی مطلوب کا جسکے
باخششے تمام عالم ظاہر ہوا۔ اسی وجہ سے وہ راکب ہوا اور تمام عالم اُس کا مرکب ہے
اے عزیز کیا اچھا ناز ہے مطلوب کا یعنی انسان اکمل کا اور کیا اچھا تازیان یعنی
ذوق و شوق عاشق کا ہے کہ مجتبیؒ کے ذوق میں تازیان کرتا ہوا یعنی دوڑتا ہوا۔ کیا
اچھافرمان درمیان طالب و مطلوب کے رکھا کہ نیکو طالب نہم فیکو مطلوب انسان اکمل
اے عزیز دریافت کر کہ اگر حق سبحانہ تعالیٰ صورت محمدی و نور احمدی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر عاشق نہ تو قویہ فرمان درمیان میں کیوں ہوتا کہ مجتبیؒ و مجتبیوتؒ کہ
اور حکم کیا کہ احمد مجتبیؒ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ قُلْ إِنَّكُنْتُمْ مُّتَّحِثِّبُوْنَ اللَّهُ فَإِنَّعَوْنَى
مجتبیؒ کو اللہ اے عزیز یہ خطاب طرف محبوب گئے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے
محمیں کیا اچھا طالب ہوں تیرا اور تو کیا اچھا مطلوب ہے میرا۔ اور اے محمد کیا اچھا تو
طالب ہے تابعان اپنے کا کہ جس قدر تیرے تابعان ہیں وہ تیرے مطلوب ہیں ہلیٹ

عاشقان ہر خنپ مختار جمال دلبخانہ	دلبخانہ برعاقان از عاشقان عاشق ترانہ
عشق می نازد محبت و حسن می نازد عاشق یک دیگراند	آئے آئے زیں دو معنی عاشق یک دیگراند

مگر سبقت اصل ہے اگر تحقیق نظر کرے تو خود عاشق و خود عشوق و خود طالب د

نہ مطلوب ہے۔ قول حضرت احمد مجتبی محدث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول مُلْحَاق
 اللہ نوری و مِنْ نُورِ اللہ و خَلَقَ كَلَّهُمْ مِنْ نُورٍ۔ اب اقوال حضرت غوث عظیم
 حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی شیخناہ تر و قول حضرت محمد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہو گیا کہ اول عشق کا درسہ حق سب جانہ تعالیٰ تے
 اپنی ذات خاص پر قائم کیا (بسبب نورِ حمد مجتبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے) اور
 اپنے محبوب کے ظاہر کرنے کے واسطے ہی سجدہ ہزار عالم کو پیدا کیا۔ اور اُس سجدہ ہزار
 عالم کا حاکم اپنے محبوب کو بنایا۔ اور آپ حاکم اپنے محبوب کا ہوا اور فرشتوں کو اور نہ نہ تو
 حکم عطا کیا کہ تم سب میرے محبوب پر درود کیجو جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ازَّ اللَّهُ
 دَمْكِيْكَهُ لِصِيَادِكُونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أَصْنَوْا صَلَوةً عَلَيْهِ وَسَلَوَاتِهِمَا
 پر حکتیں اللہ تعالیٰ کی اپنے محبوب کے خوش کرنے کے واسطے ہیں تاکہ خوش ہو جائے
 محبوب میرا مجھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس محبت کو دیکھئے جو محبوب سے تھی کہ انبیاء و مسلمین سے
 بھی اپنے محبوب کا ذکر کیا کہ میں اپنے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخر زمانہ میں
 پیدا کر دے گا اور وہی نبی آخر الزمان ہو گا اور اُسی پربوت ختم کروں گا۔ اور اُس کی
 امت میں بڑے بڑے صداحین و طلبین و ظاہرین پیدا کر دے گا۔ اُس وقت حضرت
 موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے استدعا کی کہ مجھکو اُس امت کا نبی کر دے
 اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ نبی اس امت کا انہیں میں سے ہو گا۔ پھر حضرت موسیٰ
 علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھکو اُس نبی کی امت میں کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا
 کہ میں اپنے محبوب کو آخر زمانہ میں پیدا کر دے گا، یعنی وہ نبی آخر زمان ہو گے۔ مگر
 میں کسی وقت ملا دوں گا تلوگوں کو اپنے محبوب سے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جواب دیا

گذے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے ہے پارہالمیں وَالَّذِینَ يَوْمَنُونَ بِهَا أُنزَلَ
 الْيُكَ بعنى قرآن وَمَا أُنزَلَ مِنْ قَبْلِكَ بعنى توریت وَأَخْيَلَ وَزَبُورًا وَكِتَابَ حِجَّةَ
 عیسیٰ و موسیٰ علیہما السلام پنازل کیا اُنہیں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کا ذکر کر دیا
 ایہا الناظرین دیکھئے ریاض الانوار ص ۲۷۷ الفا ۴۷۳ کہ ہر ایک کتب و صحائف اُنہیں
 محبوب اللہ کا ذکر ہے۔ تاکہ انبیاء مسلمین علیہم السلام بھی میرے حبیب احمد بتے
 صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات سے آگاہ ہو جائیں۔ کہ یہی حبیب ہیں اللہ تعالیٰ کے
 سابق انبیاء مسلمین بھی اپنے اپنے دلوں میں ذکر حبیب اللہ کرتے ہیں۔ بلکہ اپنی
 اپنی امتوں سے کہہ دیا کہ بعد ہمارے نبی آخر الزام پیدا ہوں اور تماگ موجود ہو تو
 داخل ہو جانا ان کی امت میں۔ اور اللہ تعالیٰ نے انبیاء مسلمین کی امتوں میں بھی
 درجہ ولایت عطا کیا اور وہ کاہین و راہب کر کے مشہور تھے۔ اور اُنکے یہاں بھی
 مسلمین و خلیفہ ہوتے ہیں۔

باب دوم

نزل عشق

ایہا الناظرین ان جامع البکلم کے واسطے فہم و ادراک باطنی و ظاہری کا کام ہے کیونکہ
 طالب دنیا ہمیشہ اپنی طلب میں مشغول ہے۔ اور طالب عقبی ہمیشہ بہشت کی طلب
 مشغول ہے لبیک خوف دوزخ کے۔

اہ اب طالب مولا یے جب نزل عشق میں قدم رکھا تو یہ خیال ہوا کہ مقام عشق

بیغرنخ کے حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور یہ بھی خیال کیا کہ وعدہ کیا تھا کہ مضبوط کر
ہمت کسکار اس راہ میں قدم رکھو جیسا کہ حافظ شیراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بیت

مقام عیش میسر نہی شود بے سخ | بے جکم بلا بستہ اندر روزالت

ردمہ مقام عیش بغیر تکلیف کے حاصل نہیں ہوتا (وعدہ) بلی کو بلا کے حکم سے روزات
میں محکم کیا تھا۔ بلی سے مراد فالا بی روزالت یعنی روزیثاق۔ خواجہ صاحب مجتبی ہیں
کہ مقام عیش یعنی وصال محبوب تا مقام عشق سوائے تکالیف اور مصائب کے حاصل
نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جس روز عشق کی ابتداء ہوئی اور وعدہ عشق کو بلا سے مضبوط کیا
یعنی عشق کا معابرہ جواہیابالت بہ کم سے ہوا قبول فالا بی سے مکمل ہوا گویا
بلا عشق کی روزانہ سے لگی ہوئی ہے تو اس وجہ سے طالب مولا ہر وقت وہ ساعت
وہ دم احکام الہیہ و احکام محمدیہ میں مشغول نہ تن کی فکر و نہ جان جانے کی پرواہ بخیر کم
محبوب اللہ کے ذکر و فکر کے اور دوسرا مطلب نہیں۔ اور وہ یہ چاہتا ہے کہ
جس طریقے سے محبوب اللہ کو دیکھ کے اُسی میں غلطان و پیچان رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اپنے
آرام کے چند لمحوں کو بھی مصائب و تکالیف کے طویل گھنٹوں سے بدل دینا اچھا
سمجھتا ہے کہ شاید یہی تقرب محبوب کا سبب ہوا در تام احکام شریعت طاہری اور جنی کو
وسیلہ تقرب سمجھ کر شب و روز ہمہ تن اُن کی تکمیل بلکہ تام تکمیل میں سرگرم رہتا
ہر حال مدعایی ہوتا ہے کہ جس طریقے سے اپنے محبوب کو یقینی ات محبوب دیکھ لوں یہ کہتا ہے

نذرِم ذوقِ رندی نے خیال پاک دامانی | مرا دیوانہ خود کن پھر نگے کہ میں دانی

او رجھی یہ کہتا ہو بیت لے نام تو راحت زبانم دانیا د تو پشت کر دنام جیسا کہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے اللَّذِينَ أَصْنَوُا وَتَطَهَّرُنَّ قلوبُهُمْ وَهُنَّ كَرِيمُوْلَهُمْ أَكَلَمُدِرْكَرِيمُهُمْ تَطْمَئِنَّ الْقُلُوبُ وَمَرْجِعُهُمْ

گریسر من تو تینے رانی | جن نام تو بربانی انم | اے نام تمام شفا امراض | و مدد تو ام حصولاً عزیز
 آئیہ کرمیہ مفسرین نے تفسیر آیہ کی اس طرح پر کی ہے کہ جب عاشق ملکوں کے ذکر کا مشتاق ہو تو ملک
 بھی بقتضانے لطف ذکر کا مشتاق ہو۔ پھر جب بھروسہ میں زیادہ پریشان
 ہوتا ہے تو کہتا ہے۔ **بلیت**

سحر گر آتش در دل نسے دزو	اگر من دم ننم جانم بسو زد
وہ عاشق سر طرح آہ و فعال کرتا ہے مگر ہی آواز سنتا ہے کہ لرنٹان اُس قت عاشق کہتا ہو	تو لی سلطان ملک ہون من بچارہ درویشم
بچیرت دگ نہ بون صدیج جان بے خوشم	

اور پھر یہ کہتا ہے **ہدیت**

عمرے کہ بے نومی رو داز مرگ بدترست	روزے کہ بے تو میگز دروز محشرست
اوہ عاشق شب و روزنا ای مطرح تفکر و تحریر میں اس آئیہ کرمیہ کا خال کر کے دوبارہ تاہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فِمَا تَهْلِكُنَّ فِي ذَلِكَهُ كَلِيلٌ إِلَّا قَوْمٌ يَتَفَكَّرُونَ ای مطرح محبوب اللہ تعالیٰ فراہم ہے تفکر ساعۃ خیر میں عبادۃ بتیں سنت عاشق کی سمجھیں آیا کہ تفکر محبوب ہے لہ کان التقدیر فی الحبوب بیو حب القرب لا الیہ جیسا کہ بعض عارفین نے فرمایا ہو تفکر یَصْحَبُ الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ یعنی فکر محبوب قربت کر دیتی ہے محب کو محبوب ہے۔ اب وہ عاشق ہے کہنے لگا۔ بلیت	

خواہم جز تو یک ساعت تفکر در گر کن کہ درہ رو جہاں جاننے ارم جز تولد داری
فاما لفوا لفظ خواجہ کان چشت میں تحریر ہے کہ جب حضرت مسیح پر تحلی کی گئی اہم وہ برداشت نہ کر سکے تو فرمان آیا کہ موسیٰ ایک درہ بر ابر تحلی کی تم برداشت نہ کر سکے اور سیو ش ہو گئے اور ہمارا مستثنے ظاہر کر دیا اور آخر زمانہ میں ست محدثین یعنی میسے بنے ایسے ہو گئے کہ دن میں ہزار ہزار بار نور کی تحلی اُنکے دلوں پر کر دنگا اور وہ ذرہ برابر بھی تجاوز نہ کر سکے اور نہ اد رفتہ ہو گئے بلکہ فریاد کر سکے اذان مشتاق ای تھیب اور حب وہ عاشق مرتبہ مشاہدہ پر پہنچا

چیزی کہ میں عاری ہیں اکابر طلاقیت نے فرمایا ہو شوق لالشادہ دل القارئ اشد و من شوق العبدی فی
العمر و بیت ایسی شوق مشاہدہ کا زیادہ سخت ہوا اس شوق سے جو بندہ کا ہو غافل ہوتے پڑھیں
العاشقین صورہ ا۔ اور جب عاشق مشاہدہ میں غائب ہو جاتا ہے تو یہ کہتا ہے ابیاں

در دل ہم در جان ہو گنسہ م ہو ایمان ہم	در دل ہم در جان ہو گنسہ م ہو ایمان ہم
چشم کم ہم گوشہ شم ہم جسم ہم جان ہم	در دل ہم در خانہ ام مونس ہم گدم ہم
تب عاشق کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے کہ نت لہ سمعا و بصرا ویدا ولسانا	
اور عاشق جب مقام ہو پر ہو بخاتو کہتا ہے بلیت	

کان غم و محنت و بلاشد	ہر دل کہ عشق بتلاshed
قدے کہ ز عاشق دقاشد	ممکن نہ بود کہ راست گرد
کو باغم عشق آشناشد	بیگانہ شدا زنشاط ہر دل

جب درجہ صبر پر پوچھا تو اس کی یہ کیفیت ہوئی کہ بلاں کو اپنی جان فروخت کر کے خرید کیا اور صبر کے مقام میں سٹھر رہا۔ ابیاں

عشاق از د دیدہ کشتابلائے ما	ستریت در حروف محبت بائے ما
گہر تفیج جیین زندگی رائے ما	گہر زہر انصیبہ حلیق حسن کنسیم
کس راچرا و چوں نہ رسید قضاۓ ما	پاپ و دیم دشمن فاما کشیم دوت
یہی کشیم دم نہ زند در بلائے ما	آرہ بتارک ذکر یا فروکشیم

قالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا أَحَبَّ اللَّهَ عَبْدًا لَأَبْلَاهُ وَقَاتَ صَبَرًا لِجَهَنَّمَةَ وَقَاتَ الصَّابِرُ
بِكَثْرَةِ مَنْ أَسْكَرَ الْمُجْدَبَةَ وَلَكَثْرَةِ مَنْ كَنْوَرَ الْهَوَى اب اس مقام پر عاشق کہتا ہے۔

جز صبر دل از تو هست د نیست	گر صبر دل از تو هست د نیست
اکنوں چو بسوخت بخط نیست	پروانہ ز شمع بخط نیست

جب عاشق مقام تضرع میں پہنچا اب اس مقام پر مراد بالاشق فراخ ہے یعنی مقام شیعہ
میں۔ نہ تھوں میں نہ پیروں میں قوت ہو کہ گلستانِ قادرت میں جا کر تلاش سیر
کی کرے اور نہ جسم میں قوت ہے آواز کی اور نہ روح کو قوت ہو پر واذ کی جیسا کہ کہ پہا
قول ہے۔ بیت

پھون نیست دست زور م بازو طاقم	اینک رہ تضرع وزاری گفتہ م
-------------------------------	---------------------------

اور جب عاشق مقام پر رضا و سلام میں پہنچا اس مقام پر جو کچھ محبوب کی طرف سے آوے
راضی اور جو محبوب کے تسلیم ہے۔ بعض عارفین کا قول ہے وَمَنْ شُرُطَ الْأَصْنَاعَ
أَنْ يَكُونَ الْعَدْلَ بَيْنَ يَدَيْهِ مَوْلَاهُ كَا لَمَيْتَ يَدَيِ الْغَاسِلِ يَقْلِبَهُ كَيْفَ
یَشَاءُ جیسا کہ قول حضرت شیخ الاسلام نظام الدین الاولیا کا ہے۔ بیت

کشتگان خبر تسلیم را	ہر زمان از غیبت حان فیکر است
---------------------	------------------------------

اور عاشق جب منزلِ عشق پر پہنچا تو اس کی یکیفیت ہو جاتی ہے۔ بیت

بدر ارشادت ز هر زمین دهی بیشل	زعشق نعرہ اہل من مزید بخشند
-------------------------------	-----------------------------

حضرت پیدا صیر الدین چراغ دری ہرمی فراید جوان مرد السرور گیراست درین مقام کہ بازو
از اہل امرے تقریر کنم و آں آلت کہ وصال محبوب حقیقی محال نہ و ملاقات ذاتی
محال۔ ذاتی محال را اس مقام پر حضرت سلطان الاولیا کا قول یاد آیا کہ صفت
ذات ہو جاتی ہے) اینجا در دلیت بے درماں و پر شیانی بے سامان۔ بیت

از هم تشریش عشق در گذارم آه	کارم چوبیں رسیداً نا لله
-----------------------------	--------------------------

عاشق بر تہہ فارس دواز فنا نیز فانی گرد و درین فنا بقاء ابدی و حیات ابدی
و حیات سرہی یا بد از صحائف السلوک۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ذات صفات و صفات ذات ہو جاتی ہی

اکثر حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ منزل عشق میں ذات صفات ہو جاتی ہے اور صفت ذات اور قول حضرت سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو اَوْلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورٌ وَّمَنْ نُورَهُ اللّٰهُ وَخَلَقَ كَلْفُهُ مِنْ نُورٍ يُعْنِي جو چیز نے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے بنایا وہ میر انور ہے یعنی پس ہوں اور میر اور اللہ تعالیٰ کے نور سے تھا۔ اور میر اور نور سے کل مخلوق کو پیدا کیا جو کہ ہیجده ہزار عالم ہے۔ اب اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی ایک ذات تھی یعنی نور اور کچھ نہ تھا۔ اور اُسی ت کی صفات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہوئے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات یعنی صفات صفات باری تعالیٰ سے ہیجده ہزار عالم بنایا گیا اور ہیجده ہزار عالم اب ذات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ کی ذات کی صفات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئے تو اب وہی ذات باری تعالیٰ کی صفات ہوئے پر حضرت سلطان الاولیاء کا قول جو اور گذر چکا ہے تصدیق ہو گیا۔ کہ ذات اللہ تعالیٰ کی اسی طرح صفات ہوئی اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب منزل عشق میں قدم رکھا اور اپنے اصل کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور صفات باری تعالیٰ کو ذات باری تعالیٰ میں فنا کر دیا تو صفت ذات ہو گئی۔ جیسا کہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ

درست کتب خود صاحب الف السلوک حدایت نوشته است جوان مردان از قرآن بشنو و لشنا
 اللہ پیغمبر کو محقق است که باری عز اسمہ اذ استنصار بغیر نزرا است و ما النصر
 لِلّٰهِ مَنْ يَعْنِدُ اللّٰهَ امّا پھون رسول از کوت پسریت بیرون آمدہ بو و محوک شئے ہر زینہ او
 ایں شدہ بو و دیں او خود رادر محل او یاد کر دیعنی نہ اور است کہ ہمہ تم بلیت

انجیلیت است لے دوست	ور عالم اذوی نہ باشد
---------------------	----------------------

گوش دار کہ چہ کفته است من و قافی نقد رائی اللہ قرآن بدین گواہی داد کہ من
 یطیع الرسول فقل اطاع اللہ و اذین کشادہ تراز قرآن بشنو ان الگین
 میباشد یعنی ایسا کیا یا یعنی اللہ دریغا چہ اسرار است کہ ایں آیت صحرا نہادہ است
 اسی طرح عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا
 وہ اپنی اصل کی طرف متوجہ ہوا اور صفات پاری تعالیٰ پر عاشق ہو کر ہزاروں بلاں
 ہو کہ محبوب کی تلاش میں بجانب محبوب بلب عالم ناسوت جو کہ جبابات ناسوتی
 عاشق پر حائل ہیں آتے ہیں۔ عاشق صبر کے درجہ میں پہنچ کر برداشت کرتا ہے
 اور صفت محمد پکو فنا کر کے ذات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچا جو کہ
 صفت پاری تعالیٰ کی تھی اور جب صفات پاری تعالیٰ سے آگے بڑھا تو اس مقام پر
 پہنچا۔ بلیت

بہزاداں سر در آنجا پا نکال است	نظر در و سے درین چاند و محل ا است
--------------------------------	-----------------------------------

اُس وقت عاشق یہ کہتا ہے۔ بلیت

ہر پند می دارم نہاں درستینہ ستر تو جاں
 لیکن ہمیں گرد دعیاں از چشم وا ذرخسارہ ام

یپڑح درجات ملے کرتا ہوا ذات باری تعالیٰ کو حاصل کیا تو عاشق و معشوق دُشمن
و عاشق ایک ہو گئے۔ جیسا کہ حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں
زبانے ہیں اَعْرَضْ مَنْ تَوَلَّ عَنِ ذِكْرِنَا۔ کیا یہ آیت واصاویں کی شان میں ہے یعنی
مودت صلی اللہ علیہ وسلم جو آدمی ذکر سے گذرا اور ذکر پر پوچھا تکلو اُس سے کوئی
غرض نہیں۔

باب پنجم

حضرت آدم علیہ السلام کی آفرینش و خلافت

جب اللہ تعالیٰ کو حضرت احمد مجتبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر کرنا عالم نا سوت
میں منتظر ہوا تب حضرت آدم علیہ السلام کا کالبد یعنی پلا بنایا اور ان کی پیشائی میں
نور مجددی صلی اللہ علیہ وسلم رکھا۔ یہ وہی نور تھا کہ جس کا نام اللہ تعالیٰ نے احمد مجتبی
صلی اللہ علیہ وسلم رکھا تھا۔ اور ارواحوں کے جانب فرمایا کہ آست بِرَبِّکُمْ
ایا ہوں یہ رب تھا را۔ ارواحوں نے کہا۔ بَلَّا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ایسی
خوشحالی سے آست بِرَبِّکُمْ فرمایا تھا کہ روحیں وجد میں اکر قص کرتی تھیں
اور کہتی جاتی تھیں۔ بَلَّا۔ بَلَّا۔ بعد اس کے ارواحوں کو حکم دیا کہ
اُس بُجُود وَا بُعْدِ سُجَدَہ کر و تم حضرت آدم علیہ السلام کا۔ ارواحوں نے حضرت آدم کے
جانب نظر والی تواریخ نور جس نے آست بِرَبِّکُم کہا تھا حضرت آدم علیہ السلام کی
پیشائی نورانی میں موجود ہے دیکھ کر اور تمیل حکم کا خیال کر کے اور یہ کہتے ہوئے
بَلَّا۔ بَلَّا سُجَدَہ کر لے لگیں اور سُجَدَہ میں کہتی تھیں سُبْحَانَ رَبِّنَا الْأَكْعَدُ لَا سُبْحَانَ

درجہ اعلیٰ میں رکھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہی رو جن حن امن باللہ کے زیر ہیں
 داخل ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے خلوص دل سے انہوں نے
 قبول دین اسلام کیا۔ اور جن ارواحوں نے بسحدہ غیر تصدیقی و عشقی کیا اُن کو وہ سے
 مقام میں رکھا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے سکوئی ٹھایا حکم ہوا بجا وہ اس کو برپی
 تو جب حضرت آدم علیہ السلام نے بہشت میں آنکھ کھوئی تو جمال عشق ہی پر نظر پڑی
 یہ جمال عشق ہے کہ جس پر بخانہ عاشق ہوا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ
 السلام کی بائیں سپلی سے حضرت حوا علیہ السلام کو پیدا کیا یہ دونوں بہشت میں لگے
 مگر اس جمال عشق کا خیال دل میں رہا۔ کیونکہ عشق کی بدب کی تکرار بہشت میں ہو جائی
 نہیں سکتی تھی۔ اس کے لئے تخرابہ دنیا ہی ہے قولِ ان اَشَدَّ الْبَلَاءِ فِي
 الْأَرْضِ يَا أَشَدَّ صِرَاطِ الْكَافِرِينَ (ایسا ہی قران پاک سے ثابت ہوتا ہے دیکھئے یہ آیہ
 کریمہ و قلنایاً أَدْمًا سَكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكَلَامُهَا رَغْدًا حَيْثُ
 شِئْتَمَا وَكَانَ قَرَبًا هذِهِ الشَّجَرَةُ فَتَكُونُتَ مِنَ الظَّالِمِينَ ترجمہ۔ اور کہا ہے
 اے آدم قیام کرو تم اور تمہاری بیوی جنت میں چین سے جہاں چاہو اور تم دونوں
 اس درخت کے قریب نہ ہونا تاکہ ظلم کرنے والوں میں سے تم دونوں ہو جاؤ۔ آخر کار
 اللہ تعالیٰ کو منتظر ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو زین پر خلیفہ کروں۔
 خلیفہ کے معنی یہ ہیں کہ کسی کی پس غیبت اُس کا قائم مقام ہو۔ یا نائب ہو۔ بن
 عدم حضور و قصود ہے۔ یا ظاہر نہ ہونے کی صورت میں اصل کے کوئی دوسرا نائب ہو
 مراد اُس سے جس سے یہ خلیفہ پیدا کیا جائے والا تھا یا اللہ ہے کہ ارشاد فرمایا ہے

کہ ہم اپنا خلیفہ زین میں بنایا چاہتے ہیں اور تا خلیفہ کی ببالغہ کی غرض سے ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بلکہ ہر انسان کامل خلیفہ ہے کہ ظہور اسماء الہتیۃ کا مجتمع اُس سے ہوتا ہے اور اس انسان کامل کے فرد اعلیٰ نظر ا تم کرتے ہیں جو ہمارے بھی صلے اللہ علیہ وسلم میں یہیِ صلی خلیفہ و فرد کامل ہیں جو منصب رسالت پر فائز ہوئے ہیں۔ ان کی تبعیت میں کل بھی با خصوص آدم علیہ السلام و داؤد علیہ السلام ہیں۔ اور اسی طرح خلیفہ قطب ثقت ہوتا ہے جو بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قربہ نبوت پر فائز نہیں ہوتا ہے وہی خلیفہ اللہ ہوتا ہے۔ مگر بواسطہ اس کے کہ خلیفۃ الرسول ہوتا ہے تو مراد اس سے جو خلیفہ ہے۔ (الاطاف الرحمن بفسیر القرآن ص ۷) تا حضرت آدم علیہ السلام ریغتاب نازل فرمایا۔ سبب اس عتاب کے حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے نکالے گئے (وہاں اللہ تعالیٰ کا نشایہ تھا کہ اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم ناسوت میں اظہار کروں صرف اس عتاب کا حبیب تھا۔) اب حضرت آدم علیہ السلام سبب خلاف تعمیل حکم خدا کے بہشت سے نکال کر سلانیہ پر ڈال گئے اور حضرت حوا علیہما السلام جبde میں افتخاری گئیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرمائی ہے

فَازَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهُمَا فَأَخْرَجَهُمَا هَذَا كَانَا فِي دُجُونٍ وَقُلْنَا أَهْبِطُوا
بِعْضَنِكُمْ عَدْوًا وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقْرٌ وَمَتَاعٌ إِلَى حِلْيَنَ ۝ یعنی پھر دیکھا دیا
اُن دلوں کو شیطان نے بسیب اس درست کے تب نکلوا دیا اُن دلوں کو جیسیں
وہ تھے اور کہا ہے اور و حالانکہ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لئے میں
ایک درست تک ٹھکانا و سامان ہے۔

اور تین سو بر سو تک حضرت آدم علیہ السلام روایا کئے (جس کا ذکر کتابوں میں جوئے)

جب بوسیلہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توبہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبول ہوئی تو حضرت آدم علیہ السلام و حضرت حوا یکجا ہوئے (جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے فَتَلَقَّ أَدْمَنْ رَبِّهِ كَلِمَتَ فَتَابَ عَلَيْهِ طَرَانَةً هُوَ الْوَارِدُ الرَّحِيمُ) تب حضرت آدم علیہ السلام کے پاس اُنکے پر در دگار کی جانب سے چند کلام بتیجئے گئے پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول کی۔ یقیناً وہی اللہ توہ قبول کرنے والا ہے) اُس وقت حضرت آدم علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ تین سو برس میں اُنے مقصود کو پورا کیا۔ تو آپ نے فرمایا میں تین سو برس بیان میں بتلا رہا تھا میری مراد اُس تو حاصل تھی کہ جو رنج والم وحدتہ جی پر گذرا تا تھا ہر ایک کی عوض ایک ایک راز نہ رہ کی کشائیں ہوتی تھی۔ (لفظ خواجہ گانج پشت)

بَشِّرْ

ظہور حضرت سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

جب حضرت آدم و حضرت حوا یکجا ہوئے اور ایشہ تعالیٰ کو منتظر ہوا کہ مخاوق یہی چند ولادیں پیدا ہوئیں (کہ جسکا ذکر قصص الانبیاء میں موجود ہے) اس کے بعد نور احمد بتیجئے صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت آدم علیہ السلام میں موجود تھا وہ نور حضرت حوا علیہ السلام کو تفہیض ہوا اُس وقت حضرت شیعث علیہ السلام پیدا ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت شیعث علیہ السلام کو اپنا ولیعہ کر دیا۔ بعد اسکے درجہ بدرجہ وہی نور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شغل ہوتا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام میں آیا پھر حضرت اعمیل علیہ السلام میں آیا۔ اسی طرح درجہ بدرجہ

تسلیم ہوتا ہوا حضرت عبدالمطلب میں آیا پھر حضرت عبداللہ بن عباس آیا حضرت عبد اللہ
 حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما میں آکر حضرت احمد مجتبیؑ احمد صنفیؓ صدیق اللہ علیہ وسلم
 پیدا ہوئے کہ تمام جان آپ کے نور سے روشن ہو گیا جب آپکی عمر شریفؓ میں باغتہ کو
 پہنچی آپ کو اپنی صمل کی خواہش ہوئی تو آپ ہر وقت دریائے فکر میں غرق رہتے
 اور غار حرا و صحرا میں عبادت باری تعالیٰ میں مشغول رہتے۔ کہ حضرت جبریل علیہ السلام
 بحکم رب جلیل زین پر شریف لائے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 جو اُمیٰ لیعنی ان پرہ تھے آپ کو علم الہی عطا فرمایا گو کہ بطور اول ہی سے صاف تھا
 مگر بسب عالم ناسوتی چار ع忿صر کے چوچا بات بطور پر قائم تھے علیحدہ کر دیا۔
 اور کل علم جس قدر عالم ناسوت میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تھا بحکم باری تعالیٰ شب پر
 حادی کر دیا۔ آسمان و زمین میں کوئی حجاب باقی نہ رہا اور وحی اتنی آپ پر حضرت
 جبریل علیہ السلام لاتے ہے جیسا کہ آپ کے نور کو حجاب جلال و عظمت میں رکھا
 اُس وقت بھی آپ فتح و تعلیل میں مشغول تھے مگر اُس وقت پھر آپ اپنے صمل کی
 خرض فکر میں تھے کہ ایسا سیری صمل کیا ہے اور میں کیا ہوں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُصْرِفَاج

اب اُدھر آتشِ عشق و اجر کی بھڑکی اُدھر اشہد تعالیٰ کو خواہش و صلی کی ہوئی تو معراج
 یعنی وصل کا دن و تاریخ مقرر فرمائکر حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ جاؤ یہی

جیبِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مژدہ و صلی اللہ علیہ وسلم کو جگاؤ
اور برآن صیار نما پر سوار کر کے مجھ تک پہنچاؤ۔ (ناظرین یہ دہی دن و تاریخ ہے
کہ جب انبیاء، مسلمین علیہم السلام نے استبداع کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ
ایک دن اپنے جیب کو تم سے ملا دوں گا۔) اور اُس وقت جو سان انہر تعالیٰ نے
آسمان پر کیا تھا۔ اور انبیاء، مسلمین علیہم السلام واللہ کم مقریبین و حور عین و غلامان کا پرا
ہرمت بجا ہوا تھا (ناظرین اس کا ذکر معراج نامہ میں دیکھ لیں) القصہ اُسی شب کو
عاشق و معشوق یعنی ذات و صفات ایک ہو گئے۔ اور جیسا تھا جلال و عظمت و
دیوار عنصری کے اٹھ گئے۔ اور صفات باری تعالیٰ جو تھی فتا ہو کر ذات ہی ذات
باقی رہی۔ جیسے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بارہ میں فرمایا ہے۔ مَا رَأَيْتَ إِذْ رَحِيْتَ لِكِنَّ اللَّهَ رَحِيْمٌ یعنی تو نے نہیں چلا یا بلکہ
خدائے ہی چلا یا جبکہ تو یہ چلا یا۔ جیسا کہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ الرحمہ
می فرمایا حضرت نبووت را ہر سہ مقام نظر اتحاد بود وجود ہاں یک وجود نظر ہاں
یک نظر دیں فتا و تھو التماں نمود گفت رَبِّ اجْعَلْنِی نُورًا پس محسوسہ د
محض نور گشت قرآن ازاں خبر داد قد جھاء لَهُ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَّ كِتَابٌ مِّنْ
اینجا است کہ سایہ اور زمین یقیناً دے تھو دانی کہ نور را سایہ نبود جو اندر اخذ
نور قرآن نور۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہاں یک نور اُن اُنور السموات
وَلَهُ كَرْضٌ اینجا عاشق و معشوق یکے بود و عاقل و معقول یکے بود و لیس فالوجود
اک اللہ تجلی فرمایا ہے یہ

ا گفتہ کم پسندی تو یا پسے

لقتا کہ دوئی زر اہ بگیسے

پونیک بدیدم ان نکبود ادومن ہر سے او بود۔ صحائف السلوک صفحہ
 اب جو نظم باری تعالیٰ کا دنوں جہاں میں تمہارہی نظم حکم باری تعالیٰ حضرت محمد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا اور حکم اللہ تعالیٰ کے احکام قدرت کا لام حضرت محمد
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم کے ناسوت میں جاری ہوئی اور تاقیامت الحکم
 الیہ واحکام محمدیہ کے جاری رہنگے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے محبوب کی
 امت میں بڑے بڑے صاحبین و طیبین و ظاہرین واولیار اللہ و عاشق ذات اور
 صفات اللہ پیدا کروں گا۔ کہ جن کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اُن اولیاء اللہ
 کا خوف علیہ ہم و کا هم خیزون و کیمیو ترجمہ فصوص حکم مطیع مجتبائی لکھوں فصل
 حقیقت محمدیہ کی خلافت کے بیان میں اور اس میں کہ حقیقت محمدیہ ہی قطب الاقوام ہے
 واقعہ خلافت و قطبیت ولایت صفحہ ۲۵ تا ۳۶ درج ہے۔ مگر میں نے مختصرًا
 صفحہ ۲۷ تا ۴۵ پیش ناظرین کیا پس وہ قطب جس پر حکام عالم کا داردار ہے اور
 ازل سے اب تک دائرہ وجود کا مرکز ہے وہ ایک ہی ہے اور وہ حقیقت محمدیہ
 صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور باعتبار کثرت کے حکم کے وہ متعدد ہے اور بہوت کی انقطع
 پیش کی جسی مرتباً قطبیت میں ظاہر ہوتا ہے جیسے حضرت ابراہیم خلیل اور محبی
 کوئی چھپا ہوا اولی ہوتا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں حضرت خضر
 تھے جب تک موسیٰ علیہ السلام اس خلعت قطبیت سے مشرف نہیں ہوئے تھے اور
 بہوت تشریح کے منقطع ہونے اور دائرہ بہوت کے پورا ہونے اور باطن سے
 ظاہر کریٹن ولایت کے منتقل ہونے کے وقت قطبیت مطلقہ اولیاً وں کی طرف
 منتقل ہو گئی۔ اب اس مرتبہ میں اُن لوگوں سے ایک شخص ہمیشہ اُس کی جگہ میں کا

تاکریہ ترتیب اور یہ انتظام اُسکے سبب ہے باقی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَلِكُلٍ قوْمٌ
 هَادِيْہ قوم کا ایک اہدی اور نہیں ہے۔ وَلَمْ يَنْعَمْ أَمَّةٌ إِلَّا خَلَّا فِيهَا نَذِيرٌ مِّنْ قَوْمٍ
 یا ہر زمانہ میں ایک ڈر لئے والا گزر چکا ہے۔) چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 بارہ میں ارشاد ہوا۔ اِنْ أَنْتَ رَبُّ الْأَنْوَارِ (تو ڈر لئے والا ہے) اور یہ حکم اُس وقت
 تک ہے جب تک کہ خاتم الادیا کا ظہور نہ ہو اور وہ مطلقاً ولایت کا خاتم ہو گا۔ اور یہ
 یہ دائرہ بھی پورا ہو چکے گا تو سرم باطن کی اقتضائے قیامت کا ہے پاہونا ضرور ہو گا
 اور بخوبی ظاہر و باطن سے متولد ہے وہی دنون کے درمیان میں حد ناصل ہے اور اسی
 جو معنی ہے صورت ہو جائیگی اور جو صورت ہو وہ معنی ہو جائیگا۔ یعنی جو چیز باطن میں
 نفس کی صورتوں سے مخفی ہے تو وہ اپنی صورتوں پر ظاہر ہو جائیگا اور وہ صورتیں
 چھپ جائیں گی جیسیں حقیقی امور مترتب ہیں۔ پھر جنت و نار اور حشر و نشر کی صورتیں دیں
 ایشیگی جیسا کہ انبیاء علیہم السلام نے ہم لوگوں کو اُس سے خبر دی ہے۔ اگر نظر خود روشن
 دیکھا جائے زمانہ رسول اللہ سے تا ایندم امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کس قدر
 ولی اللہ و عاشق ذات اللہ و صفات اللہ پیدا ہوئے کہ جسکا زمانہ آج تیرہ سو سو
 سال کا ہوتا ہے اور خلافت و قطبیت درجہ ولایت آج تک قائم ہے اور یہ خلافت
 و قطبیت قیامت تک قائم رہیگی۔ اور خاتم الادیا پر ختم ہو گی جیسا کہ حضرت محمد
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوئی۔ اب اگر کوئی چاہے کہ اس خلافت و
 ولایت عقلی یا فلسفیانہ دلائل یا کسی ثبوت نظری یا تحریری خلاف صواب طریقے میں
 نہیں ملت سکتا بیس وجہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لِكُلِّ دُّنْيَا كُمْ
 وَأَنْجَحْتُ عَلَيْكُمْ مِّنْ عُمَرِّتِي۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہی نہ تھا کہ دین کو

کامل کر دیا۔ جو درجہ ولایت کا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ علیہ
عطافر بیا۔ اور اسی درجہ ولایت کو حضرت علی کرم اللہ علیہ نے حضرت امام حسن
بصری رحمۃ اللہ علیہ کو علم روحاں سے عطا فرایا کہ سلسلہ حشیۃ رضا ہی سے جاری
حدیقۃ الاولیاء صفحہ ۳۴۔ اور خاندان خشندیہ حضرت شیخ عبدالقادیر جیلانی شیخزادے سے
مشہور ہے۔ مگر ابتدا اس کی حضرت امام الاولیاء علی بن موسی رضا علیہ السلام سے
جو آٹھویں امام ہیں۔ حدیقۃ الاولیاء ص ۲۔ اور خاندان سہروردیہ حضرت سید الطالعہ
جعفر بن عبادی سے چاری ہوا جس سے فیض حضرت مشاود دنیوری نے پایا۔ حدیقۃ الاولیاء
اور خاندان نقشبندیہ کے اول امام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اور اُن سے
حضرت ملان فارسی نے پایا۔ اور اُن سے حضرت قاسم خلف حضرت ابو بکر نے پایا
اور اُن سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور اُن سے حضرت بازیر یہ بسطامی نے
پایا۔ اسی طرح درجہ بد رجہ حضرت باقی بادشاہیوں نے حاصل کیا۔ حدیقۃ الاولیاء ص ۲۵۔
اب اُسی خلافت بیوت یعنی خلافت راشدہ کہ جسکو خلافت کبریٰ کہتے ہیں اسی کی
بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے بعد خلافت راشدہ تین سال چھٹا
تک رہیگی۔ بعد اسکے بادشاہت ہو جائیگی۔ اور تمہارے باب مناقب قریش و ذکر القبائل
ص ۲۷ جلد چارم مشکات میں آیا ہے کہ صحیح روایت میں آیا ہے کہ خلافت بعد میرے
تیس برس رہیگی پھر ہوگی بادشاہت ظلم کی۔ اور تفاق رکھتے ہیں علماء پس کہ بعد
تیس سال خلفاً نہیں ہیں بلکہ بادشاہ اور امراء ہیں۔ اور وہ خلافت کہ فرمایا ہے حضرت
تام ہونا اُس کا تیس برس میں وہ خلافت کبریٰ ہے جس کو خلافت بیوت کہتے ہیں
مناقب قریش جلد چارم مشکوٰۃ مظاہر الحق ص ۲۹

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خلافت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسی خیال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا و عن عائشۃ قالَتْ قَالَ رَسُولُهُ
 اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرْضِنِهِ أَدْعِي لِي أَبَا بَكْرًا بِالْفَوْحَ وَأَخَالَكَ حَتَّى لَكُتبَ
 بَكَنَّا بَنَّا فِي أَخَافَ أَنْ يَمْهُنِي وَيَقُولُ فَاقْتُلْ أَنَّا كَلَّا يَابِي اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُونَ
 كَلَّا أَبَابَتْكِرْ رَوَاهُمْ يَعْنِي مُسْلِمٌ شَرِيفٌ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تیریز
 کہ جناب مسروغ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا مرض الموت میں کہ بلاسیکے پاس
 پہنچا بپ اور بھائی عبد الرحمن کو تو اک حکم کروں میں سند خلافت کے لکھنے کا اسنے
 قریباً ہوں شاید کہ کوئی ارادہ کرے خلافت کا بعد میرے بوجہ نہ لکھنے سند خلافت کے
 کریں حق ہوں خلافت کا اور دوسرا نہیں ہے۔ اور نہیں چاہیگا افتد تعالیٰ اور
 مؤمن مگر ابو بکر کو۔ اور مشکوہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ
 نماز نہیں پڑھی حضرت بھی صلعم نے اپنی امت میں سے کسی کے پیچھے سوائے حضرت
 ابو بکر صدیق و حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ سفر میں ان کے
 پیچھے ایک رکعت پڑھی تھی اور آپ کے مرض الموت میں حضرت ابو بکر صدیق بابر سڑہ
 وقت تک امامت کرتے رہئے۔ اور صحیح بخاری مسلم شریف میں حضرت جہر بن
 مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گوت
 آئی اور کلام کیا اُس نے آپ کے کسی چیزیں یعنی کوئی حاجت بیان کی یا کچھ پوچھا

پس حکم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس عورت کو دوسرے وقت حاضر ہوئے کاتا کہ عطا کریں
آپ اُس کو کچھ بوجب اُسکے کہنے کے جواب دیں اُس کی بات کا عرض کیا اُس
عورت نے کہ یا رسول اللہ خبر دیجے تو مجھکو اس بات کی کہ اگر آؤں میں اور نہ پاؤں آپ کے
ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ شاید اُس عورت کامکان مدینیہ طیبہ سے دور تھا اور آپ کے
حالت مرض الموت میں آئی تھی ارشاد کیا آپ نے اگر نہ پاوے تو مجھکو تو آنا ابو بکر کے
پاس دوسرا روایت ہے شہیل بن ابی چشمہ سے کہ ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہاتھ کی اونٹ و عددہ پر فروخت کئے پس کما حضرت علی کرم اللہ وجہ نے اُس اعرابی سے
کہ جا آنحضرت صلیلم کے حضور میں اور پوچھ دیا آپ کے کہ اگر آؤں میں آپ کی وفات شرفی کے
بعد تو کون ادا کریں گا قیمت اس کی پس حاضر ہو اپنے حضور میں اور پوچھا آپ سے تو فرمایا
آپ نے کہ ادا کریں گا اُس کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ واصفح ہے کہ بعد وفات حضرت
صلیلم کے چین وقت اصحاب آپ کے دولتخانہ میں محتبیع تھے اور غسل اور کفنا لے کے
سا ان میں تھے کہ اسی اثنائیں میرہ بن شعبہ آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا
کہ انصار سیدنے بنی سعد میں جمع ہو کر چاہتے ہیں کہ افرخلاف کا قبضہ میں سعد بن عبادہ کے
گڑ انصار سے تھے پس درکیں یہ سنگ حضرت عمر و حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما معاویہ ابو
علییدہ وغیرہ کے اسنیخال سے کہ انور شریعت میں خلل نہ واقع ہو۔ چلے اور ترقیہ میں
پہنچ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ بنے کہا کہ اے انصار مجھ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے
جو ایں پہنچے اگر کسی کو افریمیاست کے لئے سردار مقرر نہ کیا جائے تو امداد میں
ثور آجائے کا خیال ہے۔ اس لئے نہ اسی کہ ہلوگ نسب اور نہدگی میں ہماجر
اور انصار کے غور کر کے ایک شخص کو سردار مقرر کر لیں۔ سعد بن عبادہ نے جواب دیا

کہ بُزُرگیِ اہمَّتِ تعالیٰ نے انصار کو عنایت کی وہ کسی کو نہیں ہو سکتی کیونکہ انہوں نے
 رسول اہمَّ صداقہ اور اُنکے پاروں کو پناہ دی اور ان کے لئے دشمنوں سے لڑے اور
 جان وال فدا کیا کہ جس سے اسلام کے کاموں میں ترقی ہوئی۔ حضرت ابو بکر نے کہا
 کہ بُزُرگیِ انصار کی ہے اور اُنکے احسانات ہیں اُنکے مقرہم بھی ہیں۔ لیکن قریش کی
 قوم کو اہمَّ تعالیٰ نے تمام عرب کے قوموں پر ترجیح دی اور بُزُرگی دی ہے اس لئے جبکہ
 انہیں سے لوگ اس امر کے قبول کرنے سے انکار نہ کریں دوسرا قوم میں سے کیا کا
 سردار ہونا مناسب نہیں۔ پس مناسبت ہے کہ امارت قریش میں ہے اور دو زارت
 انصار میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ لوگوں نے نہیں سنائے کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَكَمَّتْ مِنْ قُرْبَتِي یعنی امارت قریش میں ہونی چاہتے۔ سعد کے بیٹے
 بشیر نے کہا کہ یہ حدیث ہمنے نہیں سنی لیکن یہ امراب لوگوں ہیں سے کسی کے ساتھ ہونا
 نہیادہ مناسبت ہے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا کہ یہ امر ہم اپنے لئے نہیں چاہتے۔ اور
 خلافت کے لئے ان دونوں ہیں سے یعنی حضرت عمر اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہما
 کسی کو چن لو اور مقرر کر د۔ اس پر ان لوگوں نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا کہ اس امر کی
 بُزُرگی اور قابلیت آپ کی پیشانی سے ظاہر ہے آپ کے ہوتے ہوئے دوسری خلیفہ نہیں ہو سکتا
 اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ بڑھا کر وہیں ہیئت کی دوسرے روز حضرت
 ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ بنبر پڑھا اور سب لوگوں نے علامیہ طور سے
 ہیئت کی تذکرہ۔ الگرام خلفاء کے عرب فاسلام ص ۶۵۶۶ بعض کا قفل ہے کہ حضرت
 رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ بعد میرے تیس سال جمیع اہل خلافت
 بہوت یعنی خلافت کبار میگی جنماجیہ بعد اس کے اسی طریقے سے یہ کے بعد دیگرے جمیع

نہ خلافت بہوت کے جگہ خلافت کے رکھتے ہیں درجہ پر جو حضرت عمر رضے اللہ عنہ وحضرت
 عثمان غنی سے اللہ عنہ وحضرت علی کرم اللہ وجہ وحضرت امام حسن عسید اسلام کو عطا
 اور جب بعد حضرت علی کرم اللہ وجہ کے حضرت امام حسن علیہ السلام کو جہوں نے خلیفہ کیا
 پھر منہ خلافت کے عطا کیا توجہ چھٹہ ماہ میں چند روز باقی ہے اُس وقت حضرت
 ابیر معاویہ نے آپ سے کہا یا تو خلافت مجھے عطا کیجئے یا آپ جنگ پر کام دہ ہوں کیونکہ یہ
 بسراحت ہے۔ اُس وقت آپ کو اپنے ناناجان محمد رسول اللہ صلیعہ کا قول یاد آگیا۔ اور
 آپ نے خلافت حضرت معاویہ کو دیدیا اور ظرفیں سے صلح نامہ لکھ گیا۔ اور صلح نامہ میں
 غیر پر کار دیا تھا کہ بعد حضرت امیر معاویہ کے جہوں جسکو خلیفہ بنائیں وہ ہو سکتا ہے۔ مگر
 حضرت معاویہ نے خلافت تحریر صلح نامہ کے زیر دلنے بیٹھے کو ولیعهد کر دیا کہ جو بدب
 بادشاہت الہبیت کا دشمن ہو گیا۔ اب وہ خلافت کے رکھنے کی ختم ہو گئی اب وہ خلافت
 ولایت باقی رہی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پارہالمیں هدّی لِلمُتَّقِینَ اس میں
 رشد وہ دیت ہے تقویٰ کرنے والوں کے لئے۔ یا یہ بلا شک کتاب اُسی ہے حالانکہ
 اس میں ہدایت ہے تقویٰ کرنے والوں کے لئے۔ تقویٰ پہنچنے کا رکھتے ہیں جو شرک
 و کبائر سے تقویٰ کرے یہ اہم اعلیٰ درجہ ہے یا اسکے بعد مرتبہ اسکا یہ ہے کہ ہر اُس شوئے
 پہنچنے کے جو خدا سے غافل کر دینے والی ہو۔ پھر اُس کا مرتبہ اعلیٰ یہ ہے کہ اسوا اللہ سے
 پہنچنے کے۔ ادنیٰ درجہ متقدی کا موحد ہے۔ پھر سالک ہے پھر عارف ہے۔ اور بعض
 کمال تقویٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔ الطاف الرحمن تفسیر القرآن
 اور حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ مثرا عشق میں ٹھہر جاتے اور سلوک اپنے ناناجا
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل فراتے تو دیگر مترلوں کا فیض آپ کو

یکسے حاصل ہوتا کہ جو بعد سلوک بنی کریم علیہ الرضا و حضرت فاطمۃ الزہرا رضی
 اللہ عنہما و حضرت علی کرم اللہ وجہ سے حاصل کیا اسی وجہ سے آپ
 ارشادات جدا گانہ ہر ستر کے زبان فیضن ترجمان سے ارشاد فرماتے تھے کہ جن کا
 ذکر آگے آؤ یگا۔ اور متر عشق کے خلافت بیوت جسکو خلافت کہا کرتے ہیں بلکہ خلافت
 راستہ بھی کہتے ہیں۔ اگر خلافت بیوت کا خیال آپ کو قائم ہوا اور خلافت والا
 جو کہ خاتم الائیا پر ختم ہو گی خیال نہ آتا تو آپ ہرگز ہرگز حافظ سید ابراہیم صاحب
 جو کہ حضرت سید حاجی خادم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی نواسہ اور حضرت سلطان
 الاولیا کے حقیقی بجا بھی کے صاحبزادے تھے قاضی شمش علی صاحب زین الدین رکنی
 ضلع بارہ بیکی دلو نگ شاہ فاراثی رحمۃ اللہ علیہ و سماۃ بنیسر امیر اش ساکن جگور ضلع
 لکھنؤ و بیسی جام ساکن دیوبنی شرفیت کو رام پوڑھیجا حافظ سید محمد ابراہیم صاحب کو
 نہ بخواستے اور طلب فرما کر اپنے قریب یعنی خاص اپنے مکان میں رہنے کے واسطے
 زبان مبارک سے نہ کہتے کہ ابراہیم ابراہیم تمہارے پاس رہا کر وجوہ کہ اہمیت چنان
 حافظ عبدالحیم صاحب برا در جا بہ مولانا عبد الرحمن صاحب و چودھری ظہیر الدین
 صاحب نہیں و زین الدین قصبه دیوبنی شرفیت معلوم ہوا۔ مزید پر آئی حضرت سلطان
 الاولیا کا یہ فعل وصال سے قریب تھا اور صرف دو شوال و وصال میں باقی تھے جس سے
 اس امر میں اور زیادہ وضاحت ہو جاتی ہے اور حضرت سید ابراہیم صاحب کی
 خلافت کے مسئلہ میں ایک حد تک مدولی جا سکتی ہے۔ علاوہ ازیں آپ کے
 ارشادات کے ثابت ہوتا تھا کہ آپ نے بعد اپنے حافظ سید محمد ابراہیم صاحب کو
 خلافت کے واسطے پلایا تھا۔ بلکہ آپ کا یہ قول بھی شہادت فی رہا ہے کہ ہمارے بعد

جسکے قدموں پر ہزاروں عالم گئے اُس کو سمجھ لیتیا۔ یہ قول آپ اُس وقت فرماتے تھے کہ جب لوگ ہے اصرار آپ کے پوچھتے کہ حضرت آپ کا خلیفہ کون ہو گا۔ اُس وقت آپ فرماتے کہ ہماری متولی عشق ہے، ہم اسے یہاں خلافت نہیں ہے۔ جب لوگ کہتے کہ کیا آپ چلتے ہیں کہ یہ سلسلہ گم ہو جائے اُس وقت آپ فرماتے کہ جسکے قدمبویہ ہزاروں گریں اُسی کو سمجھ لینا۔ مولف بحلفت کہتا ہے کہ یہ قول میرے سامنے بھی حضرت نے فرمایا تھا۔

اشارہ و کیا یہ یہ تھے

کہ جو مرید آپ کا قدموسی کے واسطے آتا اُس سے آپ فرماتے کہ سید کیمل آئے جاؤ جاؤں آؤ۔ جب وہ سید صاحبے ملکر آتا تو آپ دریافت فرماتے کہ سید ملاقات ہو گئی۔ یہ قاعدہ عام طور سے عرصۂ تک جاری رہا۔ اب جو مرید آتا ہے پہلے صاحبے ملکر حضرت سلطان الاولیاءؒ کی خدمت عالی میں حاضر ہو کر قدموسی حاصل کرتا ہے لئے آپ کے اس امر سے سب واقع ہیں۔ مگر ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ دو چار راویوں کے نام بھی درج کر دیے جائیں تو انساب ہو گا۔

جیسا کہ محمد سلیم مسٹری نلازم ریاست پیا گپور ضلع برائی ساکن امر وہا ضلع مراد آباد و قاضی ریاض حسین نلازم ریاست مذکورہ ساکن قصبہ سیون ضلع اُناو و شیخ شرف علی ضناحب رئیس قصبہ گردی ضلع بارہ بنکی وہلوی محمود احمد صاحب ساکن ندیا ضلع ہردو دغیرہ وغیرہ نے مولف سے بیان کیا کہ جب ہم لوگ واسطے قدموسی حضرت سلطان الاولیاءؒ کے لئے داؤں وقت کہ جب سیر و سیاحت تک کر کے قصبہ دیوی میں منتقل طور سے نیام اختیار فرمایا تھا) تھضرت نے فرمایا کہ سید سے میل آئے میں نے کہا کہ نہیں

گو کہ یہ علوم ہو چکا تھا کہ حضرت سلطان الاولیائے سید محمد ابراہیم کورام پرست طلب کے حکم دیا کہ تم ہمارے پاس رہا کرو، اُس وقت آپ نے فرمایا کہ جاؤ جاؤ سید سے مل آؤ دو نزدِ ہیں۔ میں لیا اور سید صاحبے مل کر واپس آیا تو آپ نے فرمایا کہ سید ملاقات ہو گئی جواب دیا حضور۔ اس کے بعد جب ہلوگ گئے تو اکثر سید صاحب کو خدمت عالی میں تشریف رکھتے ہوئے پایا۔

عباس حسین خاں صاحب رئیس و تعلقدار بابو پور ضلع سیتا پور راوی تھے کہ میں حضرت سلطان الاولیا کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا عباس حسین! ایرم آئے ہیں۔ میں نے کہا کون ابراہیم آپ نے فرمایا مقبولہ کے پوت میں نے کہا کون مقبولہ آپ نے فرمایا رجھماں کی بیٹیا۔ میں نے کہا کون حسیا آپ نے فرمایا خادم علی کی بیوی اور زمی بہن۔ اُس وقت میں نے کہا کہ آپ یہ کیوں نہیں فرماتے کہ ہمارے مخدوم زادے آئے میری زبان سے یہ نہ کلنا تھا کہ آپ نے ایک گھونسہ میری پیچھے پارا اور فرمایا تم جانتے سب کچھ ہو مگر ٹرے شری ہو۔

قاضی ریاض حسین سباقی راوی بیان کرتے ہیں کہ میں بتائیخ مردمی الجبہ ۱۳۰۰ھ کو داسطہ قد مبوسی حضرت سلطان الاولیا کے دیلوی شریف کو گیا اور قد مبوسی سے جب فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا قاضی قاضی! تم تو رہو گے۔ میں نے کہا کہ حضور ہاں عید کی نماز پڑھلے جاؤ نگا۔ بتائیخ ۹ روز پہلے لوگوں نے آپ سے دریافت کہ حضور کله عیدِ الضحی کی نماز کہاں پڑھینگے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم کسی مسجد یا عیدگاہ میں نہ جائیں گے مکان ہی پڑھینگے۔ اس کے سنتے ہی لوگوں نے کہا کہ اس قدر بخشش مکان میں کہاں ہو سکتی ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ صحن میں بہت گنجائش ہے صبح کو

بناست غارہ دی اجھے فرش کا انتظام ہو گیا اور وقت مبیجے لوگوں نے دریافت کیا کہ نماز
کون پڑھائیں گا۔ آپ نے فرمایا کہ سید ابوالایم نماز پڑھائیں گے۔ جب مجمعِ مجتمع ہو گیا اور
نماز کا وقت آگیا تو سید محمد ابوالایم صاحب نے نماز پڑھائی اور بعد ختم خطبہ و دعا کے
سید محمد ابوالایم صاحب کو حضرت سلطان الاولیائے مسینہ بیان کیا یعنی ملے بعد
اسکے رب ملتے گئے کیونکہ بسببِ مجمعِ کشیر کے حضرت سلطان الاولیائے حکم دیا کہ کوادا
بند کرو اور آپ اندر کمرہ کے تشریف لے گئے۔ اس کے بعد لوگ آتے جاتے اور شے^{جاتے تھے۔}

شیخ ذری علی ریس قصہ مسوی مؤلفے بیان کرتے ہیں کہ یوسف طلی شاہ عن جین بیان
حضرت سلطان الاولیائے حکم دیا کہ تم عرب و ججاز کی سیر کرو اور یوسف علیشاہ دنیا کی
لباس میں تھے تم بند نہیں باندھا تھا۔ یوسف طلی شاہ بھکم حضرت سلطان الاولیاء روانہ
ہو گئے۔ اور پندرہ سال تک سیر و میاحت اُسی جانب کرتے رہے بعد پندرہ سال کے
واپس دیوبی شریف آئے بعد اسکے حضرت سلطان الاولیائے فرمایا کہ تم اب ملک
دکن میں جاؤ اور صفویہ برادری میں بوجگہ تھا اسے پسند آئے قیام کرو اور وہیں فرجا و - دیوا
اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶ میں مفصل نہج کیا جا چکا ہے لاحظہ فرمائیجئے

ارشادات چو و فتا و فتا حضرت سلطان الاولیاء کی زبان

فُضْلَكَ حَمَانَ سَعِيْ بِرَآمَدَهُوا كَرَتَهُ مَتَّحَ

حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا کہ متزل عشق میں خلافت تھیں ہماری متزل عشق میں کوئی

خیف نہیں۔

حضرت سلطان الاولیائے فرمایا ذات صفات ہو جاتی ہے اور صفت ذات ان دونوں قولوں کی تطبیق اور گز چکی۔ یعنی یہ دونوں مترلین بالا گذرا چکی ہیں۔

حضرت سلطان الاولیائے فرمایا عشق شے دیگر و علم شے دیگر۔

حضرت سلطان الاولیائے فرمایا کہ معرفت کسی چیز نہیں ہے وہی ہے معرفت کسی بے حاصل نہیں ہوئی۔ ان دونوں قولوں کی تطبیق لاحظہ ہو۔

حضرت ضیا الدین ابوالنجیب فرماتے ہیں اَوَّلُ التَّصْوِيفُ عِلْمٌ وَآوَسْطُهُ عَمْلٌ وَآخِرُهُ مُوْهِبَةٌ۔ فَالْعِلْمُ يُكْثِفُ عَنِ الْمُرَادِ وَالْعَمَلُ يُعِينُ عَلَى الْتَّلْبِيَةِ وَالْمُوْهِبَةُ تَبْلِغُ غَائِبَةَ الْأَكْهَلِ تَرْجِيمَهُ تصوف کی ابتداء اعلم ہے ہے اور اراد سط اسکا عمل ہے اور انتہا اس کی موبہبت (یعنی خدا کے عز و جل کی دین ہے) تو علم مراد کو نکشن کرتا ہے۔ اور عمل مطلوب کی طلب میں معاونت و مدد کرتا ہے۔ اور موبہبت الہی انتہائے کارہ اور حاصل مقصود تک پہنچاتی ہے۔ فرمایا اہل تصوف کے تین طبقے ہیں۔ مرد طلب و متوسط سالاک۔ و نشی و حمل۔ مرید صاحب وقت ہوتا ہے۔ اور متوسط صاحب حال ہوتا ہے۔ اور نشی صاحب لقین ہے۔ پس مرید کا کام مجاہدات اور یاضفات و قبرنس درک لذات و اجتناب حظوظ نفسانی ہے۔ اور متوسط طلب مراد میں سرگردان اور وصول ائے المقصود میں کوشش ہوتا اور اپنے احوال میں صدق کی رعایت رکھتا ہو اور اپنے مقامات میں کمال ادب کا الحافظ و استعمال رکھتا ہے۔ اور وہ (متوسط) تلوین کے مقام میں ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف انتقال اور ایک مقام سے دوسرے مقام کی سیر و ترقی کرتا رہتا ہے۔ اور نشی مقام صحوہ

ثابت ہے اور دعوت حق کو لیکر کھتار ہتا ہے وہ تمام مقامات کو طے کر کے
 تکمین کے مقام میں ہوتا ہے اسکے احوال کبھی تغیر نہیں ہوتے اور احوال و حادث کا کوئی
 انہیں ہوتا۔ اس کے نزدیک شدت و آسامی منع و عطا اور جفا و فاسد برابر وکیساں
 اس کی گرائی و آسودگی و آرام و راحت و تکلیف اور اذیت جا گنا و سونا خوب و بدیابی
 سب ساوی ہوتی ہے (وَأَكْلَهُ وَجْهُهُ وَنُومَهُ كَسِيرٌ)، اس کے حظوظ نفس بالکل فنا
 ہو جاتے ہیں۔ اور صرف حقوق نفس باقی رہتے ہیں۔ اس کا جسم ظاہری دنیا میں خلق کے
 ساتھ رہتا ہے۔ لیکن اُس کا باطن ہر حظہ و کن حق کے ساتھ بسر برقرار ہے۔ اس کے بعد
 فرماتے ہیں وَكُلُّ ذِكْرٍ مَنْقُولٌ مِنْ أَحْوَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَاصْحَابِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ حَتَّى يَهْبِطَنَّ مِنْ هَذِهِ الْمَصْوَاتِ كَعُودِ لَحْداً
 اور ان کے اصحاب کرام صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ والہ واصحابہ جمیعنی احوال سے
 منقول اور ثابت ہیں۔ نجۃ الاسرار ص ۲۲۳ و طبقات امام شعرانی جلد اول ص ۲۷۸ وغیرہ
 اور معرفت کی تطبیق کے واسطے حضرت ضیاء الدین ابوالخیب سہروردی نے فرمایا
 عارف اپنے دوستوں و احباب کو اپنے خاہوں خطیرۃ القلب میں مشاہدہ کرتا ہے۔ اور
 ان کو اپنے آئینہ دل میں دیکھتا اور خانہ دل میں موجود پاتا ہے جہاں ان غیار کا کوئی نام نہ
 بھی نہیں ہوتا ہے۔ پس بظاہر ان سے گودوری اور گر تحقیقت ایہ دوری و نزدیکی اُنکے زید
 برآمد ہے۔ کیونکہ هُمْ مَعَهُ وَ هُوَ مَعَهُمْ وَ حضرة الصحابین ص ۲۷۳ و قلامد المحدث
 صفحہ ۱۲۵ وغیرہ۔ (جیسا کہ حضرت سلطان الاولیاء فرمایا کرنے تھے کہ تم ایک میں
 تم ہائے پاس ہو جنم تھا اے پاس اس کی تطبیق قول حضرت ابوالخیب حجۃ اللہ علیہ مسے گئی)
 اُس کے احباب ہر دم اُسکے ساتھ ہیں اور اُسکو ان کی میمت حاصل ہے)

یہ قول دربارہ معرفت جیسا کہ شیخ الاسلام شیخ حسین مشرمس المحبی فردوسی قدس فرار الغیرہ
ملفوظ گنجینہ میں منقول ہے کہ ایک دفعہ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ نجم الدین کبراً ایک مجلس میں ہم بلب و ہم پلو تشریف فراستھے۔
کہ اس اشارہ میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور دو لوں بڑگوار کے
پیغ میں بٹھی گئے۔ اور حضرت شیخ الشیوخ سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں جو حضرت کے
ہم پلو ملئے ہیں۔ حضرت شیخ الشیوخ نے فرمایا ایشان اذ خلفاء بندگی خواجہ صیاد الدین
ابوالخطیب سہروردی اور امام فخر الدین رازی نے حضرت نجم الدین کبراً سے سوال کیا
کہ ہم کا عرف اللہ یعنی آپے اللہ تعالیٰ کو کس چیز سے پہچانا۔ یعنی خدا کو کسی میں سے
پہچانا۔ حضرت نجم الدین کبراً نے جواب دیا یہ الواردات الالهیۃ العظیۃ الکوہ
کا سمعہ اہل اقہام الضعیفہ یعنی ہمیشے خدا کی معرفت ان واردادتہیں
غیبیہ کے ذریعے سے حاصل کی جو افہام ضعیفہ کے ادراک و تحلیل و طاقت سے باہر ہوں۔
امام رازی یہ جواب سنکریحت میں اکر ساکرتا ہے۔ اور حضرت نصیر الدین چراغ دہلی
رحمۃ اللہ علیہ نے دربارہ معرفت وہی ہونے کے فرمایا کہ سترالخان علم القرآن جسے
بیان کنم رخصت نیا فتم عزیز میں ایں دولت نمازکب للعلق دار دلائل فضل
اللہ یتوہی و من یشاع صنائف السلوک۔

شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمارا فرض حدائق ہوتا ہے اور سنت
رسول اللہ ہوتا ہے۔

دربارہ معرفت وہی ہونے کے حضرت بابا فرنڈ الدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ
فرمایا کہ عارفوں کے لئے ایک مرتبہ ہے کہ جب عارف اُس مرتبہ پر ہو چتا ہے تو نام

جہاں اور جو کچھہ تام جہاں میں ہے سبکو درمیان شگاف دواں گلیوں کے دیکھتا ہے۔ دربارہ معرفت وہ بھی کے فرمایا کہ عارف کامل پر حال عرفان طاری ہو تو سوہنرا مقامات سے گزر جاتا ہے۔ اور بھی اپنے تین آگے بڑھانا چاہتا ہے اور اگر ان مقامات سے اپنے کو آگے بڑھایا تو یہی مقام حیرت کا ہے گویا وہ آگے را نہیں پتا ہے اور ابھی تک وہ نہیں پہنچا اپنے آپ کو ترقی مقامات و ترقی عرفان سے صائم کیا۔

دربارہ معرفت وہ بھی حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عارف وہ ہے کہ حق تعالیٰ اُسکے منہ سے بولے اور وہ خاموش ہے۔

حضرت جنید بغدادی نے فرمایا کہ عارف وہ ہے کہ درجات میں گردش کرنے اس طرح سے کہ کوئی چیز درمیان اُسکے پر وہ نہ کرے۔

حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا کہ جو ہم سمجحت کرے وہ ہمارا ہے۔

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سهروردی رح فراتے ہیں کہ ہمارے شیخ فراتے تھے ولدِ ای مَنْ سَلَكَ طَرِيقَيْ وَاهْتَدَى يَهْدِيَ الْمُرْسَلِينَ اولادِ فرزندوہ ہو کہ جو میرے طریقہ پر چلے اور میرے روشن پر رہے ہیں۔ عوارف جلد اقل صد (یعنی جب وہ میرے طریقہ یاروں کو اختیار کر یکا تو مجھسے سمجحت ترقی کر گی)

حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا کہ جیسا کہ کافر نہوا یا مذکار نہیں ہو سکتا۔

واضح ہے کہ اسلام عربی لفظ ہے جسکے معنی ہماری اردو بولی میں بطور لشکی ایک چیز کا مول دینا۔ اور کسی کو اپنے کو سونپ دینا۔ اور طالب علم ہونا اور کسی امریا خصوصت چھوڑ دینا اور اصطلاحی معنی وہ ہیں جنکا قرآن کریم کی اس آیت دل میں شارہ ہو۔ بے اسلام و بحمدہ اللہ وہ محسین فله اجرہ عینداریتہ و لکھوف علیہم و لام بخیزونہ

یعنی مسلمان یعنی ایماندار وہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے نام و جود کو سونپ دے۔ یعنی اپنے نام و جود کو اللہ تعالیٰ کے لئے اور اُسکے ارادوں کی پیروی کے لئے اور اُس کی غشناوی حاصل کرنے سے لئے وقفت کر دے۔ اور پھر نیک کاموں پر خدا تعالیٰ کیلئے قائم ہو جائے۔ اور اپنے وجود کی نام علی طاقتیں اُس کی راہ میں لگائے۔ بطلب یہ ہے کہ اعتقادی عملی طور پر خدا رکا ہو جائے۔ اعتقادی طور پر اس طرح کہ اپنے نام و جود کو درحقیقت ایک چیز ایسی ہی سمجھو لے جو خدا کی شاخت اور اُسکی طاعت اور اُسکے عشق اور اُس کی محبت اور اُسکی رضامندی حاصل کرنے کے لئے بنائی گئی ہو اور عملی طور پر اس طرح کہ خالص اللہ تھیقی نیکیاں جو ہر ایک وقت کے متعلق اور ہر ایک خداداد توفیق سے دابتے ہیں چالائے مگر ایسے ذوق و شوق و حضور سے کہ گو یادو اپنی فرمان برداری کے آئینہ میں اپنے مبعوث و تھیقی کے چہرہ کو دیکھ رہا ہے۔ پھر تھیقیہ ترجیح آئندگو رہ بالا کا یہ ہے کہ جسکی اعتقادی و عملی صفاتی ایسی محبت ذاتی پہنچی ہو اور ایسے طبی جوش سے اعمال حسنہ اُس سے صادر ہوں وہ وہی ہے جو عند اللہ مستحق اجر ہے اور ایسے لوگوں پر نہ کچھ خوب نہ ہے۔ اور نہ کچھ غم رکھتے ہیں۔ یعنی ایسے لوگوں کے لئے بخات نقد موجود ہے۔ کیونکہ جب انسان کو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر ایمان لا کر اُس سے موافق تماقہ ہو گئی اور ارادہ اُس کا خدا تعالیٰ کے ارادہ سے اہمگ ہو گیا اور تمام اذات اُس کی فرمان برداری الی میں ٹھہر گئی اور جمیع اعمال صالحہ نہ مشقت کی راہ سے بلکہ تلذذ ذرا و راحت ظاظہ کی کشش سے صادر ہونے لگے تو یہی وہ کیفیت ہے جس کو فلاخ اور رستگاری سے موسوم کرنا چاہئے۔ اور عالم آخرت میں جو کچھ بخات کے متعلق مشہود و محسوس ہو گا وہ درحقیقت اسی کیفیت راسخ کے اظلال و آثار ہیں

و اُس رہان میں جمائی طور پر ظاہر ہو جائیں گے۔
ترجمہ حنفیات کیم جلد اول خطبہ ص ۲۵ تا ۲۶

قول حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا لَكَ إِيمَانٌ لَهُ مِنْ كَلَامِهِ
بھی ہرگز اُس کو ایمان کا مل نصیب نہ ہو گا جس کو رسول کے ساتھ مجہت نہ ہو گی۔ پس
لے مسلمانوں مدار ایمان کا مجہت اللہ اور اُسکے رسول کی ہے۔ حصل ساتھ حصل کے
کمال ساتھ کمال کے۔ اور مجہت کا ملہ وہ ہے کہ جو کچھ اپنے تین دنیا اور آخرت سے
خوش آئے اور جو چیز اپنے نام کی ہو وہ سب محبوب کو سونپ دیوے اپنے اوصاف
و شہوات و لذات نفسانی سب چھوڑ کر اوصاف محبوب سے موصوف ہو جاوے
اور جو رو جھاد و سوت کا عین و فلک بھے اور اُسکے رنج و بلیات کو اپنی شفا جانے اور
جان و تن اپنا اُسکے رضا میں دیوے اور اُس کی رضا بھوئی سے سرمو بجا وزندہ ہئے
شب مرتبہ قرب و معیت رو حانی کا ساتھ محبوب کے حاصل ہوتا ہے۔ ویسا چہ ریاض
الاظہار مطبوعہ مشتمل نوکشی و حضرت شاہ تراپ علی قلندر حرف ماتے ہیں بدیت
دین و ایمان عقل و عرفان عشق ہیں سب مہماں زید تقوی کبہ لا کافر سے جب یا زمی ہو
ابن یعنی فراتے ہیں۔

دین و ایمان من از رفتے نیکو خواهد بود کافر عشق شوم تاکہ مسلمان باش
ترجمہ حسنات العارفین میں ص ۳۹ پر تحریر ہے۔

حسین بن مصطفی فرماتے ہیں عارف ایمان نہیں لاتا جبتک کافرنہ ہو جائے۔
حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا فقر شے دیگر و کمال شے دیگر قول حضرت بھی کیم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فضل لفقر اعلی الکائنات کفضلی علی الحبیب خلق اللہ

یعنی فضل فقرا کا ایسا مرپشن فضل میری کے ہے تما مخلق پر۔

قولہ۔ فرمایا بني کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو زین کی مٹی سے کیا اور فقیروں کو بہشت کی مٹی سے۔ اسی وجہ سے فقیروں کو حکارت کی نظر سے زد کیا گئے کہ اللہ تعالیٰ نے محکوم بھی اُسی مٹی سے پیدا کیا۔

قولہ۔ فرمایا بني کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے المقرب اعجل سا اللہ تعالیٰ یوم القیامہ یعنی دوست اللہ تعالیٰ کے دن قیامت کے اللہ تعالیٰ کے پاس بیٹھ ہونگے۔

حضرت ابوالجیب سہروردی نے فرمایا۔ اصطلاح تصوف میں فقیر صرف فاقہ اور عدم مال کا نام نہیں ہے بلکہ فقر (جو محمود پسندیدہ ہے) خدا پر پورا بھروسہ اور اعتقاد کا مل رکھنے اور ہر حال میں راضی برضاء ہنہ کا نام ہے غرض فقیر وہ ہے جسکا دل غیر حق سے منقطع اور ہر حال میں خدا سے تعلق رکھتا ہو۔

ایک دفعہ حضرت بائز یا بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ درویشی کیا ہے۔ فرمایا انقدر ہے کہ جو کچھ اٹھا رہہ نہ را عالم میں زر و سیم وغیرہ سے موجود ہے جب اُسے دیا جائے وہ سب کا سب دوست کی راہ میں صرف کر دے۔

حضرت بابا فیض الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاشق کا دل محبت کا آتشکشیدہ یعنی بھٹی میں جو کچھ ڈپتا ہے خاک و نابود ہو جاتا ہے کس واسطے کہ کوئی اُنگ عشق محبت کی اُنگ سے پڑھا رہا نہیں ہے۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا کے بندے ایسے ہیں کہ اگر فہمہ کا پانی دوزخ میں ڈال دیں تو کام اُنگ دوزخ کی بجھ جائے۔

حضرت سلطان الاولیاء فرماتے تھے کہ جبکی ایک سانس اللہ تعالیٰ کے نام سے

خالی گئی وہ مردہ ہے۔

حضرت میر سید جمال گیر سمنانی قدس اللہ سرہ فرماتے تھے کہ ارباب ذوق و عفان و اصحاب شوق و وجدان کے نزدیک جسے نسبت شرہبست کی نگرانی میں اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے میں دم بھر کے لئے بھی غفلت و فراموشی کی تلواس کو مرداً بنا کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا تھی کہ تم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکن نفس پنج رو جمع عینہ کو اللہ ڈھونو میتہ اور یہ کتنی عجیب بات ہو کہ مردہ جانکر سوت کی خردیتے والے تو کچھ آدمی اور پرنسی ہوں اور مشاہدہ کی دولتے محروم ہو وہ ایسا مردہ ہے کہ دنیا کے چھاؤں کی خردیتے ہیں۔ قریب فریب فرمایا کہ دو صوفیوں نے شیخ ابو بکر داصلی کی زیارت کا ارادہ کیا جب انکی منزل کے قریب پہنچنے تو کیا دیکھتے ہیں کہ دلبیاں آپس میں کہہ ہی ہیں کہ شیخ ابو بکر داصلی دنیا سے اطیعت حیثیں کی سیر کو چلے گئے اس خبر کے سنتے ہی وہ دونوں بہت رنجیدہ ہو گئے کہ افسوس ان کی صحبت کا شرف ہمکو حاصل نہ ہوا ہم محروم ہے۔ تو خیر ان کی روشن قبر کی زیارت کر لینگے جب حضرت شیخ کی منزل میں پہنچنے تو شیخ کو زندہ و قندرست پایا۔ ٹرائبج کیا اور امید سے ٹرھکر نعمت پائی اُس واقعہ کو حضرت سے عرض کیا شیخ نے ان سے فرمایا کہ ہمیوں نے پسح کہا ہے یکونکہ ابو بکر جب یاد خدا سے فاصل ہوتا ہے ایک مرد ہے جسکی حیوانات خردیتے ہیں حضرت ابوالنجیب سہروردی فرماتے ہیں اَعْلَمُ الْمَقَامَاتِ لِلّوَلِيٍّ عَدَلًا لِأَنَّهَا حَتَّىٰ كَأَيْقَعُ لَهُ نَفْسٌ فِي عَقْلِكَ عَنِ اللَّهِ يَعْلَمُ دَلَائِيلَ كَافِرَتِهِ يَعْلَمُ كَمْ تَبَرَّهُ يَعْلَمُ کہ محاسبہ نفس مخالفت انفاس حاصل ہو جائے۔ یہاں تک کہ اُس کی ایک انس بھی خدا کے غفلت میں نہ ملکے۔

حضرت سلطان الاولیائے فرمایا مجتہ میں ادب و بے ادبی ایک ہو۔

حافظ شیراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بیت

راز درون پر دہ زندان مست پُرس کیں نیت حال صوفی عالی مقام را
یعنی پردہ کے اندر کا حال مست رندوں سے پوچھ کیونکہ صوفی بلند مقام کا یہ حال نہیں
مولانا عبدالعلیٰ بحر العلوم نے شرح شنبوی مولانا نے رد مذقتاً ول میں خوبی
حافظ کے اس شعر کی بھی ضمناً تشرح فرمائی ہے وہ لکھنے ہیں صوفی کبھی صاحب حال
ہوتا ہے کہ حال وقت اُس پر فالب ہوتا ہے اور وہ غلبہ حال کی وجہ سے کوئی ایسی
بات مُنجد ہے نکال دیتا ہے جو بظاہر خارج از آداب ہوتی ہے یہ صوفی کو صوفی
مغلوب احوال کہتے ہیں۔ بوجہ حال اُسکی زبان پر وہ کلمات آجائی ہیں وہ مغدوڑے
کہ اُسکے حال نے اُسے یہی حکم کیا۔ اور کبھی صوفی صاحب مقام ہوتا ہے اس صورت میں
وہ اپنے احوال کا خود مالک ہوتا ہے محفوظ ہوتا ہے اور آداب کا پابند۔ پس
صوفی صاحب مقام آداب شرعیہ کو علی وجہ الکمال محفوظ رکھتا ہے اور افتاء را
جس کا استقضی جال ہے وہ نہیں کرتا ہے البتہ اس صورت میں کرتا ہے کہ مامور ہو
حکایت کہتے ہیں کہ ایک اہل اللہ نے حضرت شیخ شہاب الدین سهروردی کو
لکھا کہ کیا آپ کے پاس کوئی ایسا شخص ہے جو ایک پسالہ پہ اورست نہو۔ آپ نے جواب
فرمایا کہ ایسے بھی ہیں کہ بودریا کوپی جائیں اور دکار نہ لیں۔ (بیسے حضرت سلطان الاولیاء
سید دارث علیؒ ہیں)۔

بھی کو راز دروں سے پوری واقفیت ہوتی ہے۔ مگر وہ پوچنکہ صاحب مقام نہیں اور عالی مقام
ہے اس لئے وہ راز درون پر دہ کو فاش نہیں کر سکتے کیونکہ صاحب شریعت

اور صاحب سنت نبی کو ضروری ہے کہ وہ صاحب مقام ہو وہ بھی عموماً صاحب مقام ہوتے ہیں اگرچہ اکثر مغلوب احوال ہوتے ہیں۔

رندان سے مراد اس شعر میں صوفیانِ مغلوب احوال سے ہے۔ منصوبے نے انا احتیٰ کو سکر راز درون پر دہ کا افشا کیا۔ مگر کسی نبی نے یہ راز افشاء نہ کیا۔ کیونکہ وہ مغلوب الحوال ہتھے۔ وہ عوام انساس کی راہنمائی پر امور تھے اور عوام انساس کے لئے افشا راز کسی صورت میں مفید نہیں ہے۔

حکایت کرتے ہیں کہ ایک روز شیخ احمد جامی رحمۃ اللہ علیہ ایک درخت کے پیچے تھے اور کلاہ نہی سر پر کھلے تھے۔ فرمان زب المعرفت ہوا کہ اے احمد کلاہ نہی یہ چاہے۔ شیخ نے جواب دیا کہ خدا یتیرے پاس اس کی قیمت ہے کہ خریدی گا۔ فرمان باری ہوا کہ اے احمد جو کچھ تو انگیگا دوں گا۔ شیخ نے جواب دیا کہ خدا یا اگر تو دنیا اور عاقبت ہے دے تو اس کی عومن نہیں لوز گا اور تو خود پہلے ہی سے میرا بے اور تیرے پاس کیا ہے کہ دیگا۔ حکم ہوا کہ اے احمد اتنی بے ادبی نہ کر ایسا نہ ہو کہ میں اپنے بندوں کو کندوں اور پھر تپڑوں ایقتابار ہی نہ کرے۔ شیخ نے کہا کہ تو بھی میں کہ ایسا نہ ہو کہ تیرے کرم کا بیان میں تیرے بندوں کے سامنے کہ دوں اور پھر کوئی آدمی تیری پشیدگی میں نہ رک نہ جھکائے۔

حضرت سلطان الاولیا کے قول کی تطبیق اس قول سے ہو گئی ان ایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ راز درون پر دہ کا اختہا ہی اچھا ہے۔ لسان الغیب جلد اول ص ۲۷۸
حضرت سلطان الاولیا نے فرمایا سوال کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بھی سوال کرنے کیونکہ وہ ہمارے کمل کاموں کا کفیل ہے۔

وقل دیکھ حضرت سلطان الادلیاں نے فرمایا کہ فقیر ہے جو کسی کے سامنے اٹھنے پہلائے
حضرت نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ فی فرمایا کہ توکل را سہ رکن است رکن اول
مروف باری تعالیٰ است زیر اکہ تانڈا نی لکافاعل اللہ وکام وجوہ سوئ اللہ ہرگز
توکل درست نہ بود و آن توحید است د رکن دوم تقویض و آن کاشت رکن سوم
لہ است و طائفین قلب و این سیزہ شوہد گر بہ انقطاط نظر ظاہر و باطن اذکل سوئ
و بعد ایتم التوکل رزقنا اللہ و ایا کھالتوکل رزقنا اللہ و ایا کھالتوکل
رزقنا اللہ و ایا کھالتوکل رزقنا اللہ الحقيقة بمنہ و کرمہ صاحب السلوک صفحہ ۲۷۷
حضرت سلطان الادلیاں نے جوان دونوں کی نسبت فرمایا تو بعد توکل کامل حاصل کرنے کے
فرمایا گویا پس منہ مرنے والے و فقرے والے کو تعلیم فرار ہے ہیں کہ تم لوگ میرے تو والوں کے
قدم رکھو تو توکل کے درجات کوٹے کرنے کے بعد قدم رکھو تا کامل توکل تک بھی حاصل
ہو جائے اسی قسم تک مسوان کرنا حرام ہے۔

حضرت سلطان الادلیاں نے فرمایا کہ جب انسان اپنی سائش پر قادر ہو جاتا ہے تو اکھا
ہزار عالم اُس کے قبضہ میں آ جاتا ہے۔

حضرت برائیم ادھم رح نے فرمایا کہ دنیا میں دنیداروں نے راحت دھوندھی اور انھیں
راحت نہیں اگر انھیں میری حکومت و سلطنت کی خبر ہو جائے جو مجھکو اللہ تعالیٰ کی عبادت
لی ہو اور میرے قبضہ میں ہو تو اس پر دنیدار توارکو میان سے نکال کر لے فریض۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے اِنَّمَا أَنْهُرُكُمْ إِذَا أَدَادُ شَيْئًا أَنْ يَقُولُ
لَهُ كُنْ فَيَكُونُ یعنی جب وہ کسی چیز کو کہتا ہے کہ ہو جاتو وہ اُس کی قدرت کامل ہے
کہ اُن عدم سے وجود میں آ جاتی ہے یہ راز نہایت وقیق معرفت کا نکتہ ہے کہ سب

مخلوقات کلات اللہ ہیں یہ راز عارفوں پر کشفی طوسے بعد مجاہدات کے عیاں ہوتا ہے اور یہ کیفیت بالکل کھل جاتی ہے اور نظر کشفی میں کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام ارواح و احجام کلات اللہ ہیں یعنی ہر شے خدا کے علم میں ثابت تھی تو موجود ہوئی اور ہر شے خدا کے علم میں پہنچا تھی پس ظاہر ہوئی فتوحات کیہ کے باہم میں حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ اس بارہ میں نظم ذیل لکھتے ہیں۔

لَعْلَمُ بَيْانَ الَّذِي سَمِعْتَ مِنْ قَوْلِ كُنْ صَنْهُ قَدْ خَلِقْتَ

اس بات کو جانو کہ جو کچھ تم نے خدا کے قول کیتے تھے اُس سے تم پیدا ہوئے ہو
نَظَاهِرًا كَمَرْكَانَ قَوْلَ

اور باطن اگر امیر انت کنست
لَوْلَمْ يَكُنْ ذَالَّكَ مَا وَجَدْتَ

اگر خدا کے علم میں وجود نہ ہو تو تم موجود نہ ہوئے
ثُبُوتٌ عَيْنٌ نَقْلٌ صَدَقَتْ

پس عدم بعض بھی کہا نہیں جاتا۔ بلکہ علم الہی میں ٹھے کا وجود ہوتا ہے پس نہ بھی اسی کو سچ کو
لَوْلَمْ تَكُنْ لَكُمْ تَكَنْ سَمِعْتَ

ایسکے درست اگر تم علم میں اُس وقت نہ ہوئے جبکہ اُس نے تم کو کہا تو تم نہ سنتے اور نہ پیدا ہوئے
الغرض خدا تعالیٰ کا کن کہنے سے کسی چیز کو پیدا کرنا گویا مخفی نہیں ہے ہست کرنے کے اور یہ با
خدا تعالیٰ کے قادر طاقت ہونے پر دال اور اس مریض ایک بڑی عجیب بات یا بستی ہو جائے
کہ بعض کشفی امور اور رذیا کے واقعات جن کا خارج میں نام و نشان نہیں ہوتا بعض
قدرت غیبی سے وجود خادمی کے نفس میں نیا ایں ملتے ہیں۔ یہی یہی سے ہست کرنے۔

بعض اوقات صاحب کشف اپنی توجہ اور روتے ایک دوسرے شخص پر با وجود صدیہ کو سوں کے فاصلہ کے باذنہ تعالیٰ عالم بیداری میں ظاہر ہو جاتا ہے حالانکہ اس کل وجود عنصری اپنے مقام سے جیش نہیں کرتا ہے۔ اور عقل کی رو سے ایک چیز کا وجود جگہ ہونا محال ہے۔ لگر خدا کے کن سے ممکن الوقوع ہو جاتا ہے۔ ترجمہ فتوحات مکیہ ص ۹۰۶۔ حضرت سلطان الاولینا نے فرمایا کہ اگر عاشق کی زبان سے کوئی بات غلط نہ کل جائے تو خدا کو سچ کر دیتا ہے۔

حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ فرماتے ہیں از قرآن بشنو
 إِنَّ الَّذِينَ يَبْشِّرُونَ بِأَنَّهُمْ بِعِيْتُ كَرْتَهُنَّ وَهُوَ
 بِشِّيكَ وَهُوَ لُكْ جَوَّا پَكْ هَنَهُ پَرِيْتُ كَرْتَهُنَّ وَهُوَ
 يَمْبَارِيْعُونَ اللَّهُ يَسَدُ اللَّهُ فَوْقَ
 أَيْدِيْهُمْ اُوْرَهُرْفُنْ رَمَاتَهُنَّ
 وَمَارَمَيْتَ لَادَرَمَيْتَ وَلَكَيْنَ
 اللَّهُ رَحْمَنِيْ دَرِيْسَ آيَاتِ اسَرَّهُ بَلْعَجَ
 اسَتَ كَهَلَيْحَتِلَ الْحَالَ كَشْفِهِ لَهْجَائِكُلَّ
 مَنْ عَلَيْهِمَا فَانِ وَيَبْقَى وَجْهُهُ رَبِّكَ
 ذُو الْجَلَلِ وَلَهُ كَرْأَوْ صَحَافُ السَّلَوكِ ص ۷۰

حضرت سلطان الاولینا نے فرمایا کہ مجتہ میں کفر و اسلام ایک ہی۔

حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ کہ توحید را دو طریق است۔ طریق الفنا و طریق
 چوں از راه غنا در آید از غد بحق پیغمبر و پوچوں از رسیل بقا آید از حق بحق رس کفر باتفاق
 توئی است در تو چوں ازان شفر کردی بایمان فَمَنْ يَكْفُرُ بِالظَّاغُوتِ وَيُؤْمِنُ بِاللَّهِ

دانه بخا بفنا رسی در فنا فانی شود پس نهانیز در فنا فانی شود اینجا اشارت و عبارت بخیزد
و کفر دا سلام محو شود چه کفر دایمان هر دو صفت ذات تو بود چون ذات در پنهان
رفت صفت خود در آن می افتاد - زیرا که مصرع چون نیست مراد ذات صفت چون
باشد المعرفة معرفت آن معرفت الحق و معرفت الحقيقة یعنی حقیقت الحق
نمی معرفت الحق ممکن الحق و معرفت حقیقت الحق بغير الحال ولهد اقال
کایمیطون به عمل آچون عق خواهگ از عین حقیقت جمع بر جان عارف تجلی فرماید داند
که میدش است تجلی حمله قدم نه تو اند گرا در رابتا نیماید اید هم بروح منه موید گرداند
پس از عین حقیقت جمع ذات در حقیقت صفت و از حقیقت صفت بحقیقت اثر و از
حقیقت اثر بحقیقت آثار و از حقیقت آثار بجان عارف تجلی گردند اما عارف از عین

شارب صفات ذات بیاشامد - صحائف السلوک ص ۱۳۶

حضرت سلطان الاولیائی فرمایا محبت کرو کبے کچھ حاصل نه ہو گا
حضرت نصیر الدین چراغ دہلی رحمتہ اللہ علیہ می فرماید عزیز من در کل مشی
من بدل ایوالیہ یعود سے عظیم است می گوید کہ انسان سری والسر صفتی
والصفتی لا تتفکث عنی ایں جز کا لے دارد - اگر ذرہ آفتاب آں سری عالم تابدا
عشر تاڑے بوزد ہر کم در خلوت خانہ نیست لشت از هجرت فارغ آمد پیش فر
نکند کا بھرتہ بعد الفتی خود از خلوت خانہ سفر تو ان کر دیا بن تذہبون لاسا
فی امنی اشارت محو گرد حکم انا و ہو و من والی باطل باشد تعدد و تعداد بوجدة و
اتحاد باز گردد و کل شی یزجع الی اصله دوست آمد لے دوست واحد در اعداد ہمیشه

ساریست وحدت در اتحاد جاری - صحائف السلوک ص ۱۳۷

حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا کہ عاشق کے مرید کا انجام خراب نہیں ہوتا ہے
 لفظ خواجہ کانچت کتاب اسرار الاد دلیا جھٹا میں تحریر ہے کہ ایک مرتبہ آنے والا
 ملتان سے دعاگو کے پاس آیا اور دعاگو سے بیان کیا کہ میں شیخ بہادر الدین ذکر یاد کی
 خدمت میں حاضر تھا اُن پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ خانقاہ سے باہر گئے اور
 سوار ہو کر ملتان میں گشت لگانے لگے اور کہتے تھے کہ اب لوگوں جو آج مجھے دیکھ لے گا
 اُس پر آش دوزخ حرام ہے اُس کا ضامن میں ہوں اور قسم کھاتے تھے کہ قیامت
 کے دن ملوگ دوزخ میں نہ جاؤ گے کیونکہ یہ محبہ شہزادہ قطب الاقطاب حضرت
 بہادر الدین جو تھے آج دیکھ لی گا میں قیامت کے دن دوزخ کی آگ اُس پر حرام
 کر دے گا۔ جب آنے والے نے یہ حکایت تمام کی تو مجھ پر اُسی وقت ایک حالت طاری
 ہوئی اور یہ حکایت کی کہ اے درویش اگر بہادر الدین نے یہ بات کہی ہے کہ لمحہ کی
 بوجھ کو دیکھ لی گا وہ دوزخ میں نہ جائیگا تو یہ دعاگو قسم کھاتا ہے کہ جنے دنیا میں میرا
 ہاتھ پر کڑا ہے یا میرے خانوادوں میں سے کسی کا بھی ہاتھ پر کڑا ہے دوزخ کی آگ اُسی
 حرام ہوئی اور اسے دوزخ میں نہ لے جائیں گے کیونکہ میرے شیخ قطب الاقطاب حضرت
 قطب الدین بختیار کا کی قدس اللہ سرہ الغزیہ نے ایک قربہ سخن فرمایا ہے کہ اے
 فرید مجھے خدا تعالیٰ نے وہ درجہ عطا فرمایا ہے کہ جو کوئی میرا ہاتھ پر میرے مرید و نکاحات
 یا میرے مریدوں کے مریدوں کا ہاتھ پر کڑا گا وہ دوزخ میں نہ جائیگا۔ اور ہزار ہزار
 میرے ستریں یہ نہ لے کی جا چکی ہے کہ فرید احمدی میں نیک بندہ ہے۔
 ان اقوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلطان الاولیاء کا مرتبہ اپیسا تھا کہ جو ہزار دو
 دریاپی جائے اور ڈکار نہ لے۔ ڈکار لینے سے مراد یہ ہے کہ افسار راز سربتہ نہ کے

بلکہ کن فیکون کے درجہ میں رہا اُسی نظم پر نظر ہے)

مولف رادی ہے کہ حب بیڑے والد ماجد نے دارفانی سے دار بقا میں قدم رکھا تو بعد تحریر و تخفین کے دو سکے روزیں حضرت سلطان الاولیا کی خدمت بالپرکشی میں حاضر ہوا کہ والد کے انتقال کی اطلاع کروں اور پہنچ کر دروازہ کی زنجیر کھٹکھٹا نی جب دروازہ کھلا تو اندر رگیا اور دیکھا کہ حضرت حیم شاہ خادم رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے بیٹھے چنور جمل ہے ہیں اور آپ شکل محمدی داہنے پہلو پر آرام فرار ہے ہیں جیسے ہی میں حیم شاہ کی نظر بھپر پری ہے آواز بلند ردا ڈھے۔ فوراً حضرت سلطان الاولیا نے بائیں کروٹ بدل کر مولف سے فرمایا کہ صفر ر صفر ر تھا سے والد کا انتقال ہو گیا یہ نے قدبوس ہو کر جواب دیا کہ حضور ہاں اُس وقت حیم شاہ کی طرف مخاطب ہو کر آپ نے فرمایا کہ حیم شاہ چھیدا دنیا دار نہ تھے وہ فقیر تھے مُناشوں اسے حیم شاہ وہ چھیدا شاہ تھے مُناشوں اسے عاشق تھے اُس وقت حیم شاہ کی زبان سے یہ کہہ نکل گیا کہ حضور کے کسی مرید کا انجام خراب نہیں ہوا۔ اُس وقت حضرت سلطان الاولیا بستر سرارت پڑا ٹھکرنا ڈھیجے گئے۔ اور حشم مبارک سرخ ہو گئیں اور فرمائے لگے کہ وہ کون ہے جو عاشق کے مرید کا انجام خراب کریگا۔ یہ الفاظ آپ کے زبان مبارکتے پے در پے نکلتے ہے اور ادھر حیم شاہ و مولف دست بستہ یہی کہتے ہے کہ حضور ہاں حضور ہاں۔ بعد اسکے اوس حالت سے دوسری حالت میں اُکر باتیں کرنے لگے۔

اکثر لوگ کہ نماق لصوف سے بہرہ نہیں رکھتے وہی لوگ حضرت سلطان الاولیا کی نسبت خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نماز نہیں پڑھتے تھے اور شرعیت کے پابند نہ تھے یا ائمہ الناظرین غور و خوض سے نظرِ اللہ یعنی خیال فرمائیے کہ منتی مقام صحیح و ثبات

ہوتا ہے اور دعوت حق کو بیکارتا ہے اور حب تمام مقامات کو طے کر کے نگلینے کے مقام میں پہنچتا ہے تو اسکے اقوال کبھی متغیر نہیں ہوتے اور حادث کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اسکے تزدیک شدت و آسانی منع و عطا اور جفا و فنا برابر ویساں ہیں اور اسکے میں گرینگی و آسودگی و آرام دراحت و تکلیف و اذیت اور خواب و بیداری سب اپنی (اکلہ ک جو عہ و نومہ کسہ رہ) اُس کے حظوظ نفس بالکل فنا ہوتے ہیں۔ صرف حقوق نفس باقی رہتے ہیں تو خیال کیجئے کہ جب حقوق نفس باقی ہیں تو کیسے وہ احکام شرعاً کے ادا نکریگا۔ اور حقیقت میں یہی حال اُس کا ہوتا ہے۔ مگر حق قوت حقوق نفس کا خیال آ جاتا ہے تو وہ ضرور ادا کرتا ہے۔ گوہ حضرت اولیٰ قرنی عاشق رسول اللہ فرمادی کہ جو وقت عبودیت تمام ہوئی اُس کا عیش عیش خدا ہے یعنی صفت الوہیت اُس میں ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور فعل حق ہوتا جاتا ہے۔

حضرت ابوالعباس بن القضاۃ الالمیؑ سے حضرت ابوالحسن خرقانی و حضرت عبد الدا دستانی نے پوچھا کہ اند وہ ازل وابد تمام تر ہے یا بشادی ازل وابد۔ حضرت ابوالعباس بن کہا کہ اسکے بعد کہ قضاء کے بیٹھے کی بارگاہ ان دونوں سے بالاتر ہے لیکن عیناً رب کو صباح و لامسائے یعنی جماں حق ہے والا صبح ہے نہ شام۔ حضرت شیخ احمد غزالیؓ فرمایا کہ حضرت مشوق طوسی ایک بزرگ ترک قبابستہ ہے اور ہرگز ناز نہیں پڑھتا اور فرد لئے فیامت تمام صدیق اس آرزو میں ہونگے کہ کاش ہم خاک ہوتے تاکہ غذا طوسی رحمتہ اللہ علیہ اُس پر قدم رکھتا۔

حضرت بازی یہ سلطانی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مرد کو کتنے سن کم مچھکو تعجب آتا ہے یہ کہ جو اُس کو پہنچانے اور پھر اُس کی عبادت نکرے حضرت بازی یہ سلطانی رحمتہ اللہ علیہ

پڑ کر فرمایا کہ مجھے توجہ ہے ایسے خصوص پر کہ جو اُس کو پہچاتے اور پھر اُس کی عبادت کرے
زیادہ توجہ یہ ہے کہ اسکو پہچاننے کے بعد پھر اسکے ہوش و حواس باقی رہیں اور وہ سماں
لارفل نہ ہو جائے اور طہیات لاطائل نہ کئے۔

حضرت سیل بن عبد اللہ تشریفی نے فرمایا کہ جتنے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے خداوند تعالیٰ کو
پہچانا۔ وہ نعم و شادی کے سمندر میں ڈوب گیا۔ (بعد کو منزلیں طے کر کے احکام صوریہ
حاصل کیا) تذکرۃ الاولیا صفحہ ۳۲۲

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ راجحیقی مجھ پر اُس وقت گھلائے جب مجھے
دیوانہ بنادیا (بعد کو جذب سے سلوک ہیں آیا) تذکرۃ الاولیا صفحہ ۱۶۱۔

حضرت اوس قرنی عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگرچہ تو خدا تعالیٰ کی
عبادت آسمانوں اور زمینوں کے برابر کرے لیکن وہ بے قبول نکریگا جب تک کہ تو اپر
یقین نہ رکھتا ہو گا۔ پوچھنے والے نے پوچھا کہ کس طرح یقین رکھا جائے آپنے فرمایا اُس
چیز سے کہ تیرے واسطے تقریر فرمائی ہے بیفکر و فارغ ہو جاتا کہ اُس کی عبادت کے وقت
دوسری چیز کے ساتھ مشغول نہ ہو۔ تذکرۃ الاولیا صفحہ ۱۶۱

لفظ خواجہ گانج پتی ہیں ہو کہ مرید کو چاہئے کہ جو پیر کی زبان سے سننے اُس پر بہت ہوش کے
ساتھ عامل ہو اور جو نماز دروزہ و نظیفہ وغیرہ ارشاد فرمائے اُس کو عمل میں لائے اور
ستوار پیر کی خدمت میں حاضر ہو تاہے۔ بمصداق اسکے حضرت سلطان ابوالدین نے فرمایا
کہ جس شیخ کا ادب اور شیخ کی محبت کی وہ منزلِ مقصود پر ہو پنجا۔

حضرت نظام الدین ابوالدین فرماتے ہیں کہ ایک فتح خواجہ خبید بغدادی عید کی رات کو اپنی
خانقاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ چار شخص مردان غیر بے آپ کی خدمت میں آئے آپ نے

ایک کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم عید کی نماز کیا پڑھو گے اُس نے کہا کہ سعظت میں
پھر دس کے سے پوچھا اُس نے کہا مدینہ منورہ میں۔ پھر تیرے سے پوچھا اُس نے کہا کہ
ہیئت المقدس میں۔ پھر چوتھے سے پوچھا اُس نے کہا بغداد خواجہ ہی میں۔ حاضر ہو کر نماز
پڑھون گا آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا تو ان میں سے بہت اچھا زاہد اور بہت
جانشی والا اور بہت بزرگ ہو (لفظ خواجہ گانج پشت)

حضرت سلطان الاولیاء صنیع الدین عنہ نے فرمایا کہ ہمارے یہاں نزلِ عشق میں لونڈی
و غلام اور میاں و بی بی سب ایک ہیں۔

حضرت نظام الدین اولیارح نے فرمایا کہ بندہ کا ایک غلام ملیح تھا۔ شکراندار ادب میں
خواجہ صاحب کی نظر کے اُس کو آزاد کیا آپنے میرے حق میں بہت دعاۓ خیر فرمائی
اُس وقت وہ غلام مخدوم کے قدموں پر آپڑا اور شرف یوتے سے مشرف ہوا۔ احمد ندا اُس
دریمان میں خواجہ حب ادnam السید رکاتہ نے زبانِ مبارک سے فرمایا کہ اس اہ میں خواجہ بگی
و غلامی الگ الگ نہیں ہے۔ بلکہ جو اس عالمِ محبت میں آیا اُس کا کام سنگیا (لفظ خواجہ گانج پشت)
حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا کہ وصلِ فراق ہے اور فراق وصل۔

حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحیب یہ آیت شریف نازل ہوئی فَإِنَّ مَعَ النَّعْصَرِ
يُسْرًا وَإِنَّ مَعَ النَّعْصَرِ يُسْرًا یعنی ہر دشواری کے ساتھ آسانی ہے یعنی جس مون کو
دشواری پیش آئے عبادتِ خدا کو نہ چھوڑے اور صبر کرے اُس وقت وہ شوای
بدل ہو آسانی کی طرف جب قبض لبٹ ہو بعد اس کے فراق وصل ہو

حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا تصدیقِ عمومی چیز نہیں بہت نشکل امر ہے۔ صاحب
تو حید ہونا آسان صاحب تصدیق ہونا مشکل جس کو یہاں تصدیق نہیں وہ کعبہ

جا کر لیا کریگا صحبت سے کچھ حاصل نہیں جب تک تصدیق کامل نہ نماز روزہ اور عہد
تصدیق اور کچھ تصدیق نماز روزہ کو انجام نہیں۔

حضرت نصیر الدین چرانی دہلی رحمۃ اللہ علیہ درکتوب صحائف السلوک صفحہ ۳۵۴ پر
قالَ بَعْضُ الْعَارِفِينَ مِنْ كَعَّادَةَ الصَّدَقَةِ بعض عارفین نے فرمایا کہ جلوت و خلوت میں سچائی کی دعا
محبت کا سبب ہے۔ اور بعض نے فرمایا کہ محبت سچائی کا نام ہو اور سچا خدا کا جیب ہو۔
خدا فرما تا ہے اور جو سچائی کو لایا اور اس کی
تصدیق کی وہی لوگ پر ہیزگار ہیں۔

فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ مُؤْجَبٌ الْحَبَّةُ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْحَبَّةُ صِدَاقٌ وَالصَّادِقُ حَبِيبُ اللَّهِ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَاللَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَقَ بِهِ أَوْنِثَكُ هُمُ الْمُتَقْوَنَ بِيَتِ

عَلَيْكَ بِالصِّدَقِ وَلَكَ آتَةٌ

أَحَرَقَكَ الصِّدَقُ بِنَارِ الْأُعْيُدِ

حضرت سلطان الاولیاء نے مولف سے پوچھا کہ صدر صدر رئیخاے اُستاذ عالم ہیں میں نے
جواب دیا کہ ہاں اُس وقت آپنے فرمایا کہ تم ان سے ہماسے سوال کا جواب لاویں نے
کہا کہ حضرت کیا سوال ہے آپنے فرمایا کہ جب تک انسان میں حس و حرکت قائم ہے
اُس وقت تک خدا کی عبادت ظاہری یعنی احکام شرعیہ ادا کرتا ہے اور جب حس و
حرکت جاتی رہی تو وہ عبادت آگئی یعنی احکام شرعیہ کی تعمیل کیسے کریگا۔ مولف نے
جواب دیا کہ جب تک حواس خمس انسان کے قائم رہیں اشارہ و کتاب پر ہے احکام شرعاً
ادا کریگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ جب حواس بھی باقی نہیں اُس وقت مولف نے جواب دیا
کہ اب آگے علماء ظواہر خاموش ہیں۔ اُس وقت آپنے فرمایا کہ جو جسکا کام ہے وہ
پیامت تک ادا کرنا مہیگا۔ آپنے اس قول سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ علم و عمل تاحدیا

جاری رہیگا۔ اور بعد ماتھی قائم نہیں گا۔ یہ اُس قول کی تطبیق ہو جو حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا کہ تصدیق کچھ نماز و روزہ کو مانع نہیں۔ رسالہ منہاج العشقیہ رشادۃ الوارثیہ تالیف کردہ جناب مرتضیٰ محمد ابراهیم بیگ صاحب المخلاص شید الکھنوی میری نظر سے گزر اُس میٹھ لف موصوف نے ارشادات حضرت سلطان الاولیاء رمودیگر ارشادات صاحبان عارفین و کالمین سے کامل و کمل مطابقت کر کے فقرے دارثی کو ظاہر و ماهر کر دیا۔ اس میں شک نہیں کہ فقرے دارثی کا وہ گروہ جسکے از کان مختلف مقامات مثل سر زین عرب و عجم و ہند وغیرہ مقیم تھے اور جنکاشا رہبالقین میں پیکا گیا ہے انھیں ارشادات دارثی سے سبق حاصل کر کے اور اپنا پورا حصہ لیکر اسی سبیل پتا ہوئے۔ مگر موجودہ فقرے دارثی کے اکثر سیتوں پر افسوس ہو کر وہ اپنے ادی کے قدم پقدم چلنے کی کوشش نہیں کرتے اور اپنے خیال میں ارشادات حضرت کاظماہری اور طحی مطلب سمجھ کر علم و عمل کو ترک کئے ہوئے ہیں اور علی الاعلان یہی کہتے ہیں کہ حضرت سلطان الاولیاء کا یہ قول ہے کہ جو کچھ ہے وہ محبت ہی ہے حالانکہ دیکھنا چاہئے کہ حضرت سلطان الاولیاء نے منزل عشق و محبت و تصدیق دیگر منزلوں کو کیسی کیسی جانشنازیوں و مشقتوں سے حاصل کیا ہے۔ مثلاً جب آپ سر زین عرب غیرہ سے واپس تشریف لائے علاوہ احکام شرعیہ کے آپ روزے طے کے رکھتے تھے اور ساتویں روز ایک قاش بھونی ہوئی اردوی جو بلانک ہوتی تھی افطار فرمان تھے اور ایک کوزہ پانی کا پی لیتھے تھے اور پھر سات روزہ کھتے تھے جس کا ذکر پہلے گزر پڑکا ہے۔ بعض عارفین کا قول ہے کہ عارف نہزادوں دیا شراب محبت کے پی جائے ڈکارت کہ نیکا اور ایل من فرید کانفرہ بلند رہیگا۔ کیونکہ اُس کو

بہت سی متر لیں طے کرنا ہے جب تک متر لیں طے کر کے متر مقصود حاصل نہ کر لیگا
یعنی درجہ صحیح۔ اور بعد حاصل کرنے درجہ صحیح کے سیر فی اللہ ذکر تاریخ ہے گا۔ اور سیر فی اللہ
ہمیشہ قائم رہیگی۔ کیونکہ سیر فی اللہ کی انتہائیں ہے حیات اور ممات دو نوں میں۔
انھیں قولوں کی اور خاصکار اس قول کی کہ کچھ تصدیق نماز روزہ کو مانع نہیں ہے تطبیق میں
حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مصنفہ خود غائب الفوائد میں تحریر فرماتے ہیں
کہ صاحب نزہۃ الارواح گفت بہیث

گر غ حقیقت دریں دام باعلم و عمل گیسر آرام

یعنی اہل حقیقت مفید علم و عمل نگردد و علم و عمل لا مقصود بذاته نہ اند بلکہ وسیطہ
وصول حق و وجود ان حضرت مطلق داند و آرام بحق گیر نہ آنکہ از علم و عمل ترک گرد و تبری
ناید و اگر ایجاگہ وسیند کہ منقول است چوں بحق آرام یافت از علم بلند رفت و ترقع لکھنا
گشت پس حاجت بعلم و عمل نہ اند جواب گوئم آنکہ در بعض جائے ذکر رفع تکالیف
واقعہ است امر ادا ادا ارتقاء کلفت است بہ ارتقاء عمل یعنی اور اد عمل ظاہری
و باطنی رنج بنا شد و اعمال ازوے بے رنج صدر یا بد و معنی تکلیف و لغت آن است
کہ کاے از کسے خواستن کہ اور ادا رنج بنا شد پس چوں رنج در عمل بنا شد تکلیف
نہ اند و ایں بیشا بدہ نیز معلوم شد کہ حضرت قطب عالم پیر دشکیر قدس اللہ سرہ در آخر
عمل بیا ضعیف و نجیف شدہ بودند چنانچہ پیچ طاقت بدی نہ اند و نہ اند و بود و متنی
طویل پیچ از آب طعام و شیر و جزاں نخوردند ایسا در عمل پیچ فتو رہ بودی آئے مردان
خدا بحدا رسند و با خدا یکے شوند و پیچ گا و از عمل خالی بہوند کہ خلو از عمل علطتی بود و
والعطا حسرام بہیث

می ندانم کیس چه مردان بوده اند
 کر عمل کیدم نمی آسوده اند
 لاجرم در بندگی سلطان شدن
 هم تخلق جهان ایشان شدند
 و اگر گویند که علم و عمل و سیله باشد پس بعد حصول مقصد علم و عمل را پیغ فائدہ نبود
 جواب گویند که ایجاد طلب برایافت است هر چند یافت بیشتر طلب زیاده تر که
 صاحب لمعات گفت است امّه چیز را تابخونی نیابی - بخودست را تابخونی
 بخونی - یعنی هرچیز را تابخونی نیابی مگرای دوست را تابخونی نه بخونی - و سرآنست که چو
 مطلوب را نهایت نه بود طلب را نهایت نه بود هر چند حق رسید کمال یا بد و طلب
 کمالات و گیرشتا بد که خدا رئ تعالی را نهایت نیست و کمالات او را نیز نهایت نیست
 اگر از طلب بازماند مقتید گرد و دلک نقصان فی نقصان پس چوں طلب انتہا نه پزد
 و سیر فی اندھا اقطاع نگیرد و سیله منقطع نگیرد و اکم پ بدرقه علم و عمل در سیر بود و
 صاحب کمال پیغ حال اذان خالی نباشد نه بخونی که مصطفی علیہ السلام با کمال ضبط
 کر اجمع همه محققان و موحدان و عارفان کامل تراوست و پیغ کس بکمال او زرسد
 یچگاهی از عمل خالی نه بود و خود را در خود بعل می فرسودند حکمی تو رست قدّام که
 فائزکت طه مَا انْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشَفَّعَ لِعِزِيزِنَا هر چند وجدان بود بکمال
 رسید سیری نشود و تسلي نه پزد که سیر فی الدار انتہا نمی گیرد لاجرم هر دم چوش دل من مزید
 برآرد و طلب فرید کند و قدم بر قدم بپیش راند بلکه او در مقام رسیده است
 و از کلفت رنج بلند رفته است عمل او از عمل با همه بسیار بود و تهیشه در کار بود
 و اعبد ربک حتی یا تائیک الیقین. ای المؤمن برآمیں سراسر استدائم کلوا فکل میسر
 لما حلق که برآمیں برآست. اما اگر و قته از غلبه سوکر حال سطوت نور شاهد

از خود آورده و مظار سبب گردید و سبب شعوری روی نماید و بے شمار بله شود آنکه معدود گردید
 و سری دلائل قربو اصلوۃ و آنستم مسکاری بود ویده او کشف شود و دم اسرار بر زند
 درین شیوه است بر کشاید و این مقام عزیز است که از لیسان مع الله وقت که پس از عزیز فیض
 ملک مقرب باشد تبی هرسن آگاهی دارد و هر سی بین بارگاه رفیع قدم نیار و
 نا آورده اند که حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم را گاهی چنین حال استیلا نمودند
 حال حضرت عالیه رضنه اند تعالی عزیزها حاضر بود حضرت رسالت علیه اصلوۃ و السلام
 درین حال بوسے خطاب کرد و گفت من آنست بفتح الثاقبان سکر غالب آمدند
 که فرق میان خطاب نمک و منث نمود حضرت عالیه رضنه اند عزیزها جواب داد
 آنها عالیه باز حضرت رسالت خطاب کرد و من آنست قالت بنت ابوبکر رضی الله عنہ
 باز حضرت رسالت علیه اصلوۃ و السلام گفت من ابوبکر قال عت ابن ابی تحفون
 باز حضرت رسالت علیه اصلوۃ و السلام گفت من ابو قحافه عالیه رضنه اللہ عزیزها
 چون سکر در بخش دید خود را از آنجا کشید آن عزیز من ارباب کمال را چنین
 حال اجیانا شود نه دانایلوین تکین است و آن مقام عزیز است ذلیک فضل
 اللہ یوئیه من یشاء و اللہ دو الفضل العظیم فائل لا قال اللہ
 تعالی داعبد ربك حتى یاتیک الیقین قوم اذ اهل غوایت اگر ای در تک
 عبادت نیکت بدین آیت گند و گویند که چون یقین حاصل آید مشاهده در مشاهده
 روئے نماید عبادت انتها پزیر و تکلیف ارتقاء گیرد حتی که اینجا بمعنی الی آمدند
 والی بیلے غایت است پس این قوم حصال بطن کمال خود و ارتقاء اعمال خود بمعطل
 و نهی دارند و از احکام شرعیه اجتناب آرنند پس جواب اینجا باید دفعه غوایت

بیں سان موجہ آید بدانکہ چوں حتی فعل استقبل درآید معنی کے بود یا معنی الی۔
 آنکہ معنی کے بود دلالت کند پسینیت و غرض مثل اسلام حتی ادخل الجنة فاَنْ لَمْ يُسَلِّمْ فَلَا يَنْجَنَّ سبب لدخول الجنة و آنکہ معنی الی بود ولا سببیة ولا غرض الکه تفسیر حقی را درست
 مذکور معنی الی دارند و یقین را معنی موت شاند کما قال الامام الزاهد الیقین هُوَ الْمَوْتُ وَ كَلَّا يَقِينٌ أَقْوَى مِنَ الْمَوْتَ وَ إِلَى تَحْقِيقِهِ كُوِيْدَكِ عبادت فرقین مشاهده
 سبب است و چنان یقین و مشاهده از عبادت غرض است که بکمال بندہ در دنیا
 همیں مرتب است نه آنکه بحصول یقین مشاهده عبادت انتها پزیره و عبودیتقطع
 گیرد که در مرتب کمال پیچ مرتبیت که در شرع تکلیف از بندہ مرتفع گردد و عجای
 منتهی شود پس حتی درآیت مذکور معنی کے بود و یقین برمعنی خود باشد نه معنی موت
 پس بندہ را یا ید که بظاهر و باطن چندان عبادت کند که پیقین و مشاهده رسیده ایمان
 حال از قبی عبادت پسیار در حد کمال آید چنانچه اسلام حتی ادخل الجنة کے اسلام و
 دایمان سبب دخول حبست چنان است که مقام رویت سبحان است و مطلوب
 از اسلام دایمان همه همان است و چوں بندہ در حبست مخطوط بکمال بوصفت اسلام و
 ایمان در بکمال بودند آنکه اسلام دایمان در ایمان در ایمان در ایمان در ایمان در
 کن الک العبادت فی حال الیقین و المشاهدۃ تحصیل بالکمال ولا تقص
 الی الرذائل ذینگرفة است که حتی معنی سع بسیار آمده است لے یدخل مع بعد با فحکم
 اقبالها در و است که حتی مذکور عاطفه دارند و معطوف الیه آں را مقدر آرنند فکان التقدی
 داعی بد ربك فی جمیع الحوال حتی حال ایمان الیقین و حصول المشاهدۃ
 بدین معنی معطوف حتی جزئی بود از تبورع برای افاده معنی فوت یعنی بندہ را احوال

است کمال المعصية وحال التوبة وحال اليقظة وحال الانتباه وحال الرجوع
وحال اذابة الى الله وغير ذلك الا ان يصل الى كمال اليقين والمشاهدة فالتي هي مرتبة
عين اليقين وهذا هو الكمال في الدنيا واما حقيقة اليقين وهي مرتبة الرواية
فهي وعد في الآخرة كما هو المشهور من الآقوال واين يعني اے دخول وبعد حكم
اقبل حتى معنى كثير الاستعمال است مررتني را دایں دلیل جریحیت آنست وچوں قربته
صار نه ازان شه ماند صیر ورت بسوے معنی دیگر نشاند والمرتفیسیر که مشغول اند به بیان
ظاهر معنی کلام زبانی بر قدر حال و مرتبه عوام و مراد از یقین در آیت مذکور کمال یقین است
که مطلق است ولهم طلاق تصرف ای کمال و عوام راجز بوت کمال یقین نیست
که شان را نصیب از مشاهده عین یقین نیست ایشان از یقین اینجا ناچاره موت را
مداد داشتند و چوں از یقین موت می ادشود البته حتى معنی خالص ای گرد و معنی حقیقی
حتی اینجا است نه آید که مستلزم می گردد مرزا و معبادت را بعد موت و آن درست
نیست که محل عبادت و تکلیف در ابتداء است و آن دنیا است نه عقبی و اهل تحقیق که
اہل کشف و مشاهده اند و در دنیا مخطوط با کمال مراتب یقین و مشاهده اند تا آن یقین که
بعد موت است ایشان را در دنیا حاصل است که جمال کمال و کشف الغطاء هم از
یقین ایشان وصل است چنانکه لفظ بیان

دیگر ای را وعده گرفت و باود لیک ما انقدر ایم انجی باود
ایشان یقین را در آیت مذکور بمعنی خود داشتند و ازان عین یقین و مشاهده
خواستند که آن کمال یقین است و در دنیا کمال بند پنهان است حتى ای بعنه که
لطفند که مشتعل بمعنی حقیقی حتی یافستند و قدم را بر صراط مستقیم استوار داشتند

و خود را در کمال یقین و مشاهده بکمال عبادت به آراستند و به جمال حق حل و غلام خلقو
گشتهند پر حاصل یعنی آیت‌آیت است که خداوند رب الارباب مرتبه بیتاب را از ام عباد
فمود و اور از عطله نهاده باز و امشتة نموده اولش بپرسیدها دست نمود شود و مشاهده را مخطه نظر
گرد و گفت واعبد ریشه حشی یا تیک ایقین یعنی عبادت کن مر پروردگار خود را
دهمه حال نادر حال که ترا کمال پیش آید و مشاهده و لیست روئے ناید که آن فرشته بزرگ
دقی تراست دران حال نیز مر پروردگار خود را غایب بپاش و خود را از خود پیراش خذانکه
غیر و پیش ناند و چهار وجه محض غیر خطبه خود بخوانند آنگاه خدمت بر صرط استحقیق
راسخ آید و هر کمال عبادت بر قه از روئے خود بکشاید که درین حال بند و بکمال طهار
موصوف گشتند و از اکسایت حظوظ نفس درگذشت که نفس کلی بپرکشیا
و دلش سلی صفا پر یافت و باز اینجا آن قوم اهل غواصت بین خدیث دست تک
میرشد و لطفی بلاجست ایکتله که مصطفی علیہ السلام می فرماید من نظر ای معموده سقط
آن عبادتیه یعنی به که مشاهده مهود رسیده و خود را بسوئی حق کشیده از خود بر دل تا
و از عبادت مهود سقوط یافت. پس اینجا جواب این است که حضرت مصطفی علیہ السلام
با کمال صنفه و جمال احتمال پر فرماید سقط عن عبادتیه و نی کو پس سقط العبادت عن
العبد یعنی سقدر عبادت از عبد دلالت کند بر عدم و چون عبادت و بر اتفاق
آن از عبد و سقوط عبادت از عبادت اشاره کند و بعد قدرت و بعزم عبادت از عبادت د
شستان مابینه‌ها. پس بدآنکه این حدیث مشیر است بحالت عدم قدرت و بعزم عبادت
عادت نه ولیما است بر سقوط عبادت از عبد عذر الاختیار و صحبت آغاز یعنی چون
بند و در مشاهده مبود و چنان حالت روئے ناید که ضایعه نماند و از خود رو و آنگاه سعد و

گردد و مالت از کارهای رُب الصَّلَاةَ دَائِنٌ نَّهَى سَكَارَى پیش کرد و از عبادت سقوط شد و نکره
 باشد و درست و محبت حال عبادت از وساقط گرد و تکلیف فرتفح شود و آنکه در
 بعض محل ذکر ارتفاع تکلیف واقع شده است مراد این ارتفاع کلمه است نیز ارتفاع
 عمل اینی اور ارجل ظاهری و باطنی و عبادت صوری و معنوی بخوبی باشند و اعمال
 از نسبت بخوبی صد و بیاند. و معنی التکلیف فی الغفت کا ہے اسکے خواستن کیم ایں
 بخوبی اشتپ چوں بخوبی در عجل نامذکور تکلیف نامذکور عبادت از و سقوط باید تکلیف
 ایجاد بخوبی لغوی است و بمعنی امر و فرمانی و حضرت شیخ شرف الدین یحیی میری در آجوبہ معنی
 حدیث نہ کو جیسی نوشته اند کہ چوں نظر بعید افتاد از عبادت خود نظر اوساقط شو
 یعنی بخوبی نگردد و بدان عبادت پس مقرگشت کہ چوں بندہ درین مرتبہ رسید عباش
 صفا پر زیر ددر حمد کمال آید نہ آنکه سقوط نماید۔ نوح ائمہ الفوائد حسنۃ لغایتہ مطبوعہ
 سلم پرین چھر۔ حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردی گی لئے آداب المریدین میں اسی ت
 زور دیا ہے کہ اسکام عبودیت اور فرض واجبات و تکلیفات شرعیہ کی شخصیت
 چاہیے وہ کیسا ہی مترب بارگاہ اور ولی اللہ ہوا و رکسی مقام و مرتبہ تک پہونچ پائے
 ہوگز کبھی ساقط نہیں ہو سکتے (جیسا کہ بعض ملاحدہ کا گمان ہو) بلکہ احکام العبودیت
 کا از قدر لعلہ ماداً امر عاقلاً ایعنی بندہ جب تک عقل و ہوش رکھتا ہے تکلیف شریعی
 وہ آزاد نہیں ہو سکتا اور احکام عبودیت اسکے لئے ہر حال میں لازم اور اُن کی پابند
 اُس پر واجب ہے (جب انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً سنت الانبیاء سرور عالم محمد
 صفحیہ علی اہل علیہ وسلم سے تکلیف شرعی ساقط نہوئی تو پھر کسی دلی میں یعنی
 سانقطع ہو سکتی ہے) البته جب بندہ صفائی قلب پوری طور پر حاصل کر لینا اور

عمرت کمال ہو جائی ہے تو نکایت شرعیہ کی کلفت و شقت اس سے ساقط ہو جائی ہے
اُنہیں کلیف شرعی اُسکے حق میں تکلیف نہیں باقی رہتی یعنی فرائض و دو اجات و جمیع احکام
عبدیت جاؤں پر لازم دو اجوبہ ہیں اُنکے بجا لانے میں سے نفس کو کوئی تکلیف نہیں پختی
بگزانت و عبادت و بجا آوری احکام عبدیت میں بجائے محنت و شقت کے عین
اُسے راحت و لذت اور سرت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت شیخ ابوالخیب سرور دی رحمۃ اللہ علیہ آداب المریدین میں ارتقام فرماتے ہیں کہ
بشرت کسی سے زائل نہیں ہوتی۔ ہانعیف اور قوی ہوتی رہتی ہے۔ یعنی جو لوگ
رباط و بجا ہو نفس کرتے ہیں ان کی بشرت و نفسانیت ضعیف اور وحایت
غالب ہو جاتی ہے اور عوام کی بشرت اور ان کا نفس قوی رہتا ہے۔

اپ زراتے ہیں والصفات الارمیۃ لفسمی من العارفین و تنہیہ فی المریدین
حضرت مخدوم رضے اللہ عنہ اسکے ترجمہ و شرح میں ارتقام فرماتے ہیں۔

صفتیاً کہ ذمہ دار چنان کہ بخل و جقد و حسد و محبت دنیا و خشم و کبر و محبت جاہ
خلق اُنچیزیں اندھائی گرد در حق عارفان ذمیر در حق مریدان یعنی صدقہ اسے کہ ذمہ دار
است بحسب کر دن صفات حمیدہ فانی گرد در حق عارفان داما در حق مریدان صدقہ
ذمہ دار نہیں بلکہ ادب و فرمودہ آداب المریدین صلی

حضرت سلطان الاولیاء رضے اللہ تعالیٰ عنہ نامع مجدد
جالی ذات میں جال صفات کو نذاکر دیا تھا عقد نکرنے کا یہی سبب پیدا ہوا کہ ہر ایک
اس شب پر ظہور شد کہ جو بسبب جال ذات کے ظہور میں آیس اور ہر ایک لشکر میں جالی

ذلت کے طور پر آئیں اور ہر ایک نے میں جمال ذات ملوحتاً دوسرے آپ سے
صحبت زنا ریادہ رکھتے تھے جبکہ سب بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر اشیا کو
جمال ذات کے دیکھتے تھے۔ کیونکہ ماسوا اللہ کو فنا کر دیا۔ جمال ذات باقی رہا یعنی حق جل
و علا، یہاں خود کو دوست رکھتا ہے۔ جبکہ جمال اشیاء جمال وضع کمال اُسی کا ہے
جمال اشیاء تمام بھی اُس کو محبوب چانتا ہے جب جمال صفات فنا ہو گئے اور
ذات ہی ذات باقی رہی تو پھر اشیاء موجودہ کو اپنی ذات معلوم کر یگا تو عقد کس کے
ساتھ کر یگا۔ ماسوا اللہ باقی نہیں رہا۔ اور زبان سے کہنا کہ میں حق میں فنا ہو گیا یہ حق
نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ تو اس طریقے سے کھاتے ہیں کہ *الحمد لله*

حضرت مولانا مرشد نا حاجی حافظہ سید وارث علی رضے اللہ تعالیٰ عنہ سے مستورات
پرده نہیں کرتی تھیں اور شب و روز مستورات واسطے بعیت قدیمہ سی کے آتی جاتی تھیں
سبب اس کا یہی ہوا ہے کہ آپ نے اپنی صفات کو جمال صفات باری تعالیٰ میں فنا کر کے بعد
جمال صفات باری تعالیٰ کو بھی جمال ذات فنا کر دیا تھا اور جبقدر اشیاء موجودہ بیب
جمال صفات باری تعالیٰ سے طور پر آئیں ایک لس کا سبب جمال ذات ہے۔ کیونکہ جمال ذات
اپنے جمال صفات کو ظاہر کر کے ہر ایک اشیاء موجودہ کو گن کرنے سے موجود ہوئیں
اور اُس میں اپنا جمال صفات ظاہر کر کے وکھلایا اور خود جمال صفات میں طور کیا
گر جبابات جمال وجہاں کے قائم رکھا۔ جب فضل اپنا جمال صفات پر کیا تو جمال
صفات فنا ہو گئے اور جبابات غائب ہو گئے جمال ذات باقی رہے اور ماسوا اللہ
فنا ہو گئے تو ہر شے موجودہ میں جبیٹ جمال ذات ہی باقی رہا اور غیر ماہہ باقی رہا۔
لکھاں پرده کہاں رہا اور کس سے پرده کر کے جبکہ اُس سے جبابات ظاہری ہو گئے

اب تو وہ سیر فی اللہ یعنی حباب کریگا کسی منزل میں جواب نہیں کرے گا۔ ہر شے میں حب و نظر جمال اپنا موجود ہے تھا دوسرے کے جمال میں پس وہی حب و نظر مطلق ہونے منفید جسم غیر کے لازم ہوا کہ حب صفت ایساں پیدا کر لے۔

درجہ ۵۰ فقر

حضرت سلطان الاولیاء تمام منازل فقر طے فرمائے تھے جنیں سے بعض کا ذکر طالعت کتاب کی وجہ سے مختصر ابیان کیا جاتا ہے۔ یقینہ منازل کے طے کرچکنے کا حال ارشادات حضرت سلطان الاولیاء سے واضح طور پر معلوم ہو سکتا ہے۔ حضرت سلطان الاولیاء مرب فقر و فاقہ پر سوار ہو کر دریاۓ عشق سے گزر کر منزل مقصود پر پوچکر سیر فی اللہ کرتے رہے۔ مراد فقر عبارت ہستی سے گزرا اور فاقہ عبارت شہوات نفسانی سے عیحدہ ہونا ہے اور سیر فی اللہ سے مراد منزلوں کاٹے کرنا۔

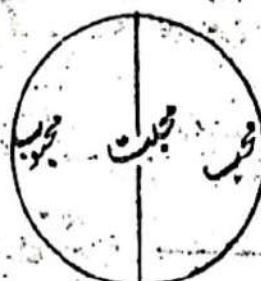
دویم حضرت سلطان الاولیاء نے امر بھوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی موت و اقبال ان موتوں کی تعییل کر کے موت معنوی اختیاری حاصل کی اور حیاتِ ابدی کے درجہ کو پونچے مصالح

ہر کہ او جان پر ہے زندہ بجانا باشد

مراد موت اختیاری سے یہ ہے کہ جمیع خطوط نفسانی و شیطانی مباح و غیر مباح پاک ہو گئے اور صفات ذمیہ و محیدہ سے کوئی سروکار نہ رہا۔ کیونکہ جب میتتے خود کو و تصرفات خود کو غیر کے پر دکر دیا تو کوئی حرکت و سکون وہ خود نہیں

اسی کو موت مذہبی سمجھتے ہیں۔ اور اسی کو درجہ بیشم و رضا۔
 سیوم یہ وہ موت ہے جو حضرت سلطان الادلیا نے حاصل کی یعنی امر حق بسخانہ تعالیٰ
 ہے قَدْمَهُو الْمَوْتُ إِنْ كَتَمْ صَادِقِيَّ وَازْرُ وَسَهُ موت نظاہری کے موت
 معنوی فرض ہے۔ سیوم موت کی دو قسم ہے ایک موت معنوی جسکی تعریف
 ہو گئی دوسری موت صوری یعنی ظاہری موت کہ جو تمام عالم اسی موت میں تائی ہے
 اگر انسان کو موت معنوی کے درجات معلوم ہو جائیں تو ہر وقت وہ اپنے پروار کا
 ہے..... اُسکی یہی استندھا شہ کہ مجھکو موت معنوی
 نصیب کر۔ مگر موت معنوی بجز انبیاء ارسلانیں علیهم السلام والدیا رکراہم کے اوکسی کو
 نصیب نہیں ہو سکتی۔

حضرت سلطان الادلیا کو یہ منزل بھی حاصل تھی کہ جس منزل میں محبت جا بے
 در بیان محب و محبوب کے جبکہ محبت کو فنا کر دیا پس وہ محبوب میں ملکیا
 جیسا کہ محب و محبوب کو ایک دائرہ تصور کر واد رخط اوسطی کو طرح دیکھو
 تو گویا خط اوسطی محبت تھی لگز ظہور اسکم محب و محبوب کا محبت کے تھا جس وقت
 محبت جاتی رہی محب و محبوب ایک ہو گئے دیکھو شکل دائرہ



اور حضرت سلطان الادلیا نے تمام عالم سے درجہ بے نیازی کو بھی حاصل کیا تھا۔
 يَوْمَكُمْ رَأَيْتُ إِسْتَغْتَثِي مِنَ السُّؤَالِ فِي كُلِّ حَالٍ وَمَنْقَلَةً لَمْ يَرَأْ فِي كُلَّ أَيْمَانٍ

السؤال فهو محبوب يعني في المقابل يعني جن شخص نے دیکھا مجنود وہ بے نیاز ہوا
سوال سے تامحال میں (جیسا کہ حضرت سلطان الادل یا فرمایا کرتے تھے کہ سوال
کرنا کسی سے حرام ہے) اور جس شخص نے نہ دیکھا مجھکو نہ نفع نہیں کرتا ہے اُس کو
سوال کس واسطے کر وہ محبوب ہو۔ یعنی وہ شخص گیا ہے قل و قال میں مطلب ہے
کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اول جن شخص نے مجھلو دیکھا مجھکو پایا اب وہ سوال کس سے
کرے گیونکہ اس لفڑتے بہتر و فاضل تر کون سی نعمت ہے۔ اور اس صورت میں اگر وہ
چاہئے اعلیٰ طرف اُن کے رجوع ہو یہ امر محال ہے۔ دوسرے ہے کہ جن شخص نے
مجھلو دیکھا مجھکو پایا اور تام اوصاف و افعال میرے اُس میں آگئے یعنی مجھ ایسا
ہو گیا کہ متن کہ اُنکو ای فکہ اُنکو ایں پسلب وہ کیا چاہے اور کس واسطے چاہے۔

سیوسم جن شخص نے اپنے تعالیٰ کو پہچانا خودی سے پاک ہو گیا۔
چوتھے جن شخص نے حق بجا نہ کو دیکھا اور پہچانا مقام میں الجھت میں پہچا بس اب
اُس کا خودی میں آنا اور محبوب کے غافل ہونا اور سوال کرنا شرک ہوا اور نقصان
کمال حضرت سلطان الاولینیؒ نے فرمایا کہ صدقہ صدقہ رکسی سے سوال نکرے یہاں تک
کہ خدا سے بھی نہ مانگے۔ کیونکہ وہی ہمارے کل کاموں کا کفیل ہے۔

اور حضرت سلطان الاولیا کو پر بھی مثل حاصل تھی لامعراج ملنے کا صلواۃ
لہ المحروم عن الصلوٰۃ ہو المحروم عن المراج یعنی نہیں ہے معراج
محض وہ شخص کو کہ نہ ہونا زخا صکر داسٹے اسکے اور یعنی محروم صلواۃ
محروم معراج ہے والصلواۃ صورج لامو منین یہ فرمان صاحب شریعت کا اذ
یعنی نماز معراج مومن کی ہے۔ نمازو ہے کما صلی اللہ علیہ و آله و سلم و سبحان اللہ

نماز کی تین قسمیں ہیں۔ نماز عام۔ نماز خاص۔ نماز خاص انخاص۔
 نماز عام اُسے کہتے ہیں کہ پرستش کرنے خداوند کریم کی اور ایسی پرستش کرنے کے لئے کو
 حاضر و ناظر جائے ظاہر و باطن میں۔ اور نماز خاص اُسے کہتے ہیں کہ ایسی پرستش
 خداوند کریم کی گرے کہ گویا دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ کو اور اُسکے دیکھنے میں مستقر ہو جائے
 اُس وقت مشاہدہ حاصل ہو۔ اور نماز خاص انخاص اُسے کہتے ہیں جیسا کہ حضرت
 علی کرم افشد و جمہ پڑھتے تھے۔ لکھا عبد الدار باب الحجۃ آرٹا ۱۴ یعنی نعمت عبادت کر کم
 پہنچ پر درودگار کی جیتنے والے دیکھ لو۔

نماز عام شریعت ہے کہ منہ طرف کعبہ قبلہ ظاہری کے رکھیں اور ولی محضور رکعت
 مشغول کریں اور محضور باطن سے بجزرہ رکھیں۔ اور نماز خاص طریقہ اُسے کہتے ہیں
 کہ منہ طرف قبلہ باطن کے لاپیں اور محضور باطن مشغول رہیں۔ اور جانبی چیزیں و
 راست المقادیر رکھیں اور نہ مشاہدہ حق سے آگاہی رکھیں۔ اور نماز اخصل انخاص
 اُسے کہتے ہیں کہ آنکھ جمال و وست کی طرف ہو اور آپ درمیان میں نہ ہو اور ساجد
 و مسجد و کو ایک دیکھ اور سور خود می وہستی کا بھی نہ ہو۔

حضرت سلطان الاولینی اسی یہ منزل بھی حاصل کی تھی۔ قال لی شعوث الاعظم
 ان لی عبادی سوی الائنبیاء المرسلین لا يطلع على احوالهم احد من
 اهل الدنيا ولا احد من اهل الآخرة ولا احد من اهل الجنة ولا
 احد من اهل النار وما خلقتم للجنة ولا للثواب ولا للعقاب ولا
 للجحود ولا للقضاء فطولي من امن بهم وان لم يعرفهم يا شعوث انت
 منهم ومن علامتهم في الدنيا ان احساهم محرقة من قلة الطعام

وَنَفْوِهِمْ مُحْرَقَةٌ مِنَ الشَّهْوَاتِ وَقُلُوبُهُمْ مُحْرَقَةٌ عَنِ الْخَطَرَاتِ فَإِذَا حَمَّ
 مُحْرَقَةٌ عَنِ الْخَطَرَاتِ وَهُمْ أَصْحَابُ الْبَقَاءِ الْمُعْتَرِقُونَ بِنُورِ الْلِقَاءِ
 اسْعَوْتُ بِرَجُلٍ خَاصَّكَمْ مِنْيَرَ بِنْدَيْ هِيَ هِيَ بِنْدَيْ هِيَ بِنْدَيْ هِيَ بِنْدَيْ هِيَ
 ان سے کوئی آگاہی نہیں رکھتا ہے اور احوال اُن کی کے اہل دوزخ سے اور
 وہ پیدا نہیں کئے گئے واسطے حور و قصور کے۔ خوش ہیں خاصکر وہ لوگ کہ ایمان
 لائے ہیں اگرچہ نہیں پہچانتے ہیں اُن لوگوں کو اسے غوث بزرگ انتہم تم انہیں
 لوگوں میں ہو اور بعض علامات اُن لوگوں کے ایسے ہیں کہ رات کو باتلع سلطان
 المحبوبین کے نور سے اسوسی اندھہ کو جلا یا کرتے ہیں اور صبح کو بو جگر سوختہ کی تہی
 برآمد ہوا کرتی ہے وہی لوگ اصحاب بقا ہیں۔ آئے عزیز دریافت کر بسبب محبت
 غیرت ایک کوہی اُن لوگوں کی معرفت حاصل نہیں ہے کیونکہ وہ محبوبان حق کے
 کہ اولیائی مسحت قبلی لا یعرن فهم غیری کہ وہ لوگ ہمیشہ قبرہ نو عظمت الہی
 میں ہیں آئے عزیز ہر ایک پنے محبوبے رشک لیجاتے ہیں جیسا کہ خبر ہیں ہے کہ
 حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مقام قاب قوسین اولاد نے
 وَفِي مَقْعِدِي صِدْقٍ عِنْدَ مِلِيّاً كَمُقْتَدِيِّ رِئَسٍ پہنچا کر دیکھا کہ ایک شخص
 سے ہے پاہک کمل اور ٹھے ہوئے لیٹا ہے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کو غیرت معلوم ہوئی کہ مقام ادب میں یہ بے ادب کون ہے اور یہ مقام
 نیاز ہے (یہ آپ کا خال نسبت جواب کے تھا) اور یہ نا ذکرنے والا کون ہے فران
 حق سجنان تعالیٰ آیا کہ یہ اولیس ہے حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے التائیں
 کیا کہ بھی شوق ہو کر میں دیکھوں ولے لوں فران باری تعالیٰ پہنچا کہ بعد نہ سوال کے اس نے

اس وقت امترحت کی ہے اور مجھ سے وعدہ لیا ہے کہ مجھ کلود و نون جہان میں پوچھ رکھنے تاکہ کوئی دنوں بہان کا مجھ پہچان نہ لیوے بدین سبب میں نے اُس سے عہد کیا ہے۔ اے حبیب میرے آپ کو اور آپ ایسے کسی کو اُس کا شناسان کرو یہ کیا اضافت خاص ہے بلکہ اخض الخاصل ہے کہ ان لی عبادی سوا حکم الہی
المرسلین اگر اس اضافت کو ظاہر کروں تو تمام عالم زیر وزیر ہو جائے لیکن حضرت
محبوب رب العالمین سے سنئے کہ الْوَلَايَةُ أَفْضَلُ مِنَ النَّبِيَّةِ وَيَحْوِلُّ إِلَيْهِ
بزرگی کی نسبت رسالت تاب صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا تلیت
و خلوت گدا یا رسول کجا بگنجو

در تینگنائے معنی صورت چھ کار آپید

میں نے چاہا تھا کہ معنی اس حدیث وخبر کے مفصل طور سے لکھوں مگر وقت نہ ملا
اور یہ بھی خیال ہوا کہ اوروں کے کام اس اصرار کے متعلق نہیں ہو سکتے جیسے بھیں ب
بطوف معرج متوجہ ہوا سرِ الرُّبُوبِیَّۃِ کفر زبان سے نکالاں ہیں نے کہا یطلع
علی الحوالِ الهم احمد یعنی نہ خاص و نہ عام کیونکہ وہ لوگ محبوبان درگاہ رست
الغرت کے ہیں ظہورِ ان کی ذات کا محض ظہور ذات حق ہے۔ ظہور ذات کے مراد
نو راحمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یہ لوگ بہشت کے واسطے نہیں ظاہر کر کر گئے یہ
اور نہ خوار و نہ قصور و نہ عسل و نہ لبِن پر نظرِ ذات لیں گے اور یہی لوگ بہشت میں
ہونے گے کرآن اللہ جنتہ لیس فیہا حُسْرَہ لَبِنٌ وَ لَا عَسْلٌ وَ لَكِنَّ مَجَدَهُ
رَبِّنَّا صَاحِبَہُ کا یعنی بہشت میں ایمانداروں کے واسطے خوار و قصور نہیں ہیں کس
وجہ سے کہ کوئی اُن سے آگاہ نہیں ہے کیوں کہ خلقت اُن لوگوں کے وجود کی

بہشت و حور و تصور کے لئے نہیں ہوئی ہے بلکہ محض واسطے شناخت و محبت ادا
 اور وہی لوگ پیدا کئے گئے ہیں براۓ دیکھنے جمال خود و زبان براۓ کلام خود قلب
 براۓ محبت یعنی نظر ان لوگوں کی جمال ذات کے سوا نہیں پڑتی ہے اور وہ عا
 حضرت سلطان الجوبین کی یہ تھی الکَلْمَهُ مَاجْعَلَ فِي بَصَرِي نُورٌ أَوْ فِي سَمْعِي
 نُورٌ أَوْ فِي قَلْبِي نُورٌ وَ فِي لِسَانِي نُورٌ وَ أَجْعَلْتُنِي نُورًا لِي عَزِيزٌ مَجْوَبٌ بِالْتَّائِفَةِ
 سلطان الجوبی کے بال محل نوری نہیں کہ ہم اصحاب البقاء المحترون نبُور
 لقاء لے عزیز کلام قدسی کو کیونکر سمجھا کہ نہ دہ لوگ بہشت کے ہیں اور نہ حور و نہ قطب
 و نہ بر لئے ثواب و عقاب کے یعنی ذات حضرت حق سبحانہ تعالیٰ پاک ہو و منزہ
 ملکیوں افراد سے یہیں سبب وہ لوگ ہے پرواہ ہیں اور پاک ہیں کیونکہ وہی لوگ
 ہم صفت و ہم تصرف حضرت حق کے ہیں اور متصف باوصاف الہی و حکام الصفا
 باوصاف اللہِ رَحْمَةً لِّمَا يَأْخُذُ لَهُ كَمْ كَمْ كَمْ صراحت نہیں ہو سکتی فهم
 من فہمنا نہیں یعنی اے عوٹ بزرگ تو انھیں ہیں سے ہو یعنی کوئی اُن لوگوں نہیں
 تھکو یا تیرے کمال کو نہیں پہچان سکتا اور سوانئے میرے اور کوئی نہیں جانتا۔
 قطبی میں امن و یہم و آن لہم دیعر فہم پس راحت و خوشی خاص کر اُسی شخص کو
 کہ جو ایمان لایا اگرچہ نہیں پہچانا اُس نے۔ اگر سائل سوال کرے کہ جب پہچانا نہیں
 تو ایمان کیسے لایا۔ عزیز شناخت کرنے کی تین قسم ہیں۔ ایک تقلیدی دائم
 استمدالی۔ سیلووم تشریدی۔ یکے شرعیت۔ دویم طریقت۔ سیلووم حقیقت۔ یکے
 ظاہری دائم پاطنی سیلووم سری دروحی۔ یعنی ہر شخص کمال ظاہر ہونے کو دیکھ کر ایمان
 لا دے اور حقیقت حال انہوں سے بے معرفت ہو۔ جیسا کہ فران صاحب ریتھ

لی مَعَ اللَّهِ وَقْتٌ کَلَیْسَعْنَ فَیْلَهُ مَلَکُ مَقْرَبٍ وَلَا نَبِیٌّ هُرِبَلٌ وَلِنَحْقِیْنَ کَمَکَے
 معلوم ہو گیا کہ انہیں لوگوں کے رتبہ و حال سے کتنی کو خبر نہیں ہے۔ جیسا کہ روایت
 کرتے ہیں کہ ایک مرید حضرت عوْث بزرگ کا ایک شہر پہنچا اور ایک نگن کی
 ملاقات کو گیا کہ جنکو قبطی سے نسبت کرتے تھے اُس بزرگ نے فرمایا کہ میں ہر روز درگاہ
 حن میں جاتا ہوں مگر تھا کے پیر کو نہیں دیکھتا ہوں جب وہ مرید واپس ہو گر مکان پر
 آیا اور حضرت پیر میں حاضر ہوا اُس کو پیر نے دیکھ کر فرمایا کہ احوال اہم زندگی کو پیر فتنے والے
 نہیں جان سکتے کہ جبو بان اندر ورنی پر دع صفت و سراچہ عزت میں ہیں کہ اولیائی
 نخت قبایل لا یعرف هم غیری۔ حضرت سلطان الاولیائی اس منزل کو بھی
 طے کیا تھا۔ قال لی یا عوْث الا عظیم رأیت الرَّبِّ تعالیٰ شفاسالت پارب
 ہمامعنى المشق قال عش لی وق قلبك و عن سوانی پس کما دیکھائیں لیے
 پئے پروردگار کو پس سوال کیا میں نے اُس سے کہا تھے حضرت پروردگار میرے
 کیا چیز ہے معنی مشق کہا پروردگار میرے نے کہ عیش کو ساختا ہمیرے اور نگاہ رکھ
 دل کو غیر میرے سے لے عزیز محبت صادق واثق ہونا چاہتے کہ فرجت و حشت
 ساختہ یار کے ہوا اور ماسوی الہدستے بیزارہ و کہ العشق ناریقم فی القلب و میرق
 ماسوی المحبوب یعنی عشق آگ ہے کہ ہو دل میں اور جلائے غیر محب کو یعنی نہ لئے
 محب ذکر محبوب ہوا اور عیش اُس کا ساختہ فکر کے ہوا اور فران ساختہ جمال دوست کے ادا
 قرار اُس کا ساختہ غیر کے نہ ہو۔

حضرت سلطان الاولیاء رضی الفرد عزمه نے اس منزل کو بھی طے کیا۔ قال لی یا عوْث
 الا عظیم اذا معرفت ظاهر العشق فعليک و با الفتام من العشق فانه جما

بین الحاشق والمعشوق کہا اے غوث بزرگ تو نے چاناعشق ظاہر کو پس لپر
 واجب ولازم ہے فنا کرو منزل عشق ظاہر کو کیونکہ عشق جہات ہو درمیان عشق
 و عشووق کے۔ اے کہ عشق عبارت ہو ذاتے اور عاشق و عشووق صفت
 اُس کی ہے اور اشتیاق عاشق و عشووق عشق سے ہے جبکہ ذات فنا ہوئی اور
 صفات بھی اٹھ گئی یعنی عشق واسطہ ہے درمیان فاشق و عشووق کے پسل یک
 ہو گئے غاشق و عشووق اے عزیز ظہور احادیث کا وجہت سے ہے جبکہ نام و صد کا
 درمیان سے اٹھ گیا اُس وقت واحد باقی رہا اور واحدیت احادیث ہو گئی۔
 فہرمن فہر حضرت سلطان الاولیاء نے یہ مسئلہ بھی حاصل کی تھی۔

من أنس بن أبي الله استوحش من غير الله يعني كیکو ہو انس انہ سے اُس کو
 دعہت ہو گی کل غیر انہ سے من طلب الكل فات الكل جو شخص طلب کے
 کل کو یعنی خاص کو یعنی اُس کل کو کہ جسکا تمام عالم جز ہے تو وہ شخص فنا کر یگا اُسکے
 جزوں کو معنی حدیث ظاہر ہے بیان کی کوئی حاجت نہیں عیان را چہ بیان لیکن
 معنی حقیقی اس حدیث کے یہ ہیں کہ مقصود مراد کی اُس کا حضرت حق سنت ہے کہ
 کل مرادات دینی و دنیوی سے علیحدہ ہو گا کیونکہ کل مرادات و مقصودات اسکے
 ساتھ چیپاں ہیں جب تک ان کو فنا نہ کر یگا مطلوب و مقصود کل سے وصل ہو گا
 جیسا کہ مَنْ لِ الْمُوْلَى وَلَهُ الْكُلُّ وَهُى مَعْنَى رکھتے ہیں۔ اشعار

آناترا بدیدہ تحقیق دیدہ انہ ترک ہمہ گرفتہ ترا برگزیدہ انہ
 آنکہ بجز روئے توجائے نگرانہ کو تم نظر آندھے زدیش نظر آندھے
 حالانکہ تمام خطوط لفسانی و جسمانی و مرادات و مقصودات اُس جہاں یعنی روئی

اُذل کے ادراں جہان کے یعنی دنیا کے اور تصوّرات نورانی و ظلماتی سے باہر نہ تو
اور وصال چاہے ہرگز نہ کرو وصال ذات خاص کا نہ گا اور جنتک آنکھوں میرہ
مازَاغَ الْبَصَرِ كَانَ لَكَ نَعَمْ كَهْ لَا وَاحِدٌ لِلْمُؤْمِنِينَ الْعَاشِقِينَ بِدَارِ لِقَاءِ اللَّهِ

گرہر دو جہاں دیسند ما را چون وصل توفیت بے قوام

حضرت سلطان الاولیاء اس تزل کو بھی طے کیا تھا۔

لیں الفقیر عَنِی من لیں لہ شئ بِلِ الْفَقِیرِ الَّذِی لَهَا هُنْ فِی كُلِّ شَيْءٍ
اذ قال لشئ کن فیکون یعنی نہیں ہے کوئی فقیر تر دیک میرے مگر وہ شخص کہیں
خاص کاروں کے واسطے کوئی چیز بلکہ فقیر وہ ہے کہ خاص کاروں کے واسطے حکم ہو ہر خیزیں
یعنی ہر دو جہاں میں کہ جس وقت وہ فقیر چاہے کہ کہ ہو جائیں ہو جائے جس چیز کو
گمان میں لائے یعنی اذ اتھا الفقیر فہموا اللہ یکون حیثیتہ کی عین اللہ فقیر حیثیتی
وہ ہے کہ مخلوق ابا اخلاق اللہ ہو یعنی جو میری مخلوق ہے وَاللّٰهُ صَنَفَهُ بِأَوْصَافِهِ
اللہ ہو اور صفات بشریت سے لگز گیا ہو اور اوصاف الوہیت اُس میں ہو یہا
ایوں یعنی تمام فقیر حیثیتی میں ہیں یعنی مقام فنا میں ہیں اور صفات بشریت و احتیاج
غیرت سے گزر گئے ہیں اس وجہ سے وہی فقیر مقام تباہ و حیثیت میں پوچھ کر صفات زبتو
و علیش حاصل کی ہے چنانچہ اور حکم سری کے موجود معدوم موجود ہو جیسا کہ حکم مراد
ناظر ہو اور پیدا نہیں ہو جو شخص چلے ہے کہ میں معشوق حقیقی سے لوں تو اُس کو
لازم ہے کہ پہلے اجسام و نفوس بشریت سے باہر آئے اور قلب و روح سے
کیونکہ پہلا قدم رکھنا درد ویشی میں تذکیرہ جسم و نفس ہے دوسرا قدم تصوفیہ
دل ہے میسر اقدم تجلی روح ہے چوتھا قدم تجلی سہر یعنی جنتک جسم و نفس کو

نہ کر سے تصفیہ دل کو نہ ہو پئے اور جب تک تصفیہ دل حاصل نہ ہو تصفیہ
میں کہہ ہوئے اور جب تک بھلی روح سے آزاد نہ ہو بھلی سے پیشہ ہوا اور
جتنک ان سخنوں کو جدا کرے اتصال میں اندھا حاصل نہ گایہ بات بہت وقیعہ
ادق کیوں کہ مرتبہ ذات نام شانوں سے بے شان ہے اور جب تک تعینات
واعقبات بے مذہ بے مرتبہ بلا یقین حاصل نہ ہوا اور تمام شان بے شان سے
مرز جائے یہ شان پیدا نہیں ہو سکتا۔

اب اگر من حضرت سلطان الاولیاء صنی اندھعنہ کی نشوون و کرامات کے واقعات
خوب کہا جاؤں تو زبان کو یار نہیں اور قلم کو چارہ نہیں اگر تمام عمر لکھ تو نہ کہ سکیا
میں بہب نظر اندھا کرنا ہوں ۔ ۔ ۔ اندھا علم بالصواب

ذکر وفات حضرت آیات حضرت سلطان الاولیا

مولانا حاجی حافظ سیدوارث علی شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناظرین کرام و فاریین عظام حضرت سلطان الاولیا کے بعض واقعات یہیں کہ جن سے بعض ظاہر بی حضرات کو سورۃ نبی پیدا ہو جانے کا احتمال ہے اور گستاخانہ نکتہ چینی کا خیال۔ بدینوجہ یہی واقعات کی صفائی ذیز عوام کی تشغیل کیلئے سلطان الاولیا کے واقعات وفات کے ساتھ ساتھ چند واقعات وفات قیامت آیات فخر موجودات سرد کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تحریر ہائیں۔

حضرت سلطان الاولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ برداشت میان رحیم شاہ خادم و مؤلف کتاب بتاریخ ۱۷ خواہ ۱۴۴۰ محرم الحرام ملک اللہ عز و جل کو بغارضتہ پر فر کام علیل ہو چکیوں و داکٹروں کا مجمع کسی تھا شب و روز شخوں میں تغیر و تبدل ہوا کیا اور نواسہ عبد الشکور خاں صاحب رئیس و تعلقدار وہرم پور ضلع بندر شہر و بادشاہ حسین خاں رضی رئیس و تعلقدار ریاست کبر ضلع سیتاپور و عباس حسین خاں صاحب رئیس و تعلقدار بایلو پور ضلع سیتاپور و راجہ محمد شیر خاں صاحب رئیس پور ضلع کھیری کھیم پور و مٹاکر چپم سنگھ صاحب تعلقدار ریاست ملاولی ضلع میں پوری اور چودہ ہری لطافت حسین خاں رضی صاحب و میان فضل حسین شاہ صاحب جادہ نشین منعم شاہ صاحب دیوبی و مرید حضرت سلطان الاولیا معلوم شاہ صاحب رئیس قصبه دیوبی شریف و رؤسنا قصبه خاص و مرید ان مقامات ذیگر قرب و جوار

کو شش بیان سے علاج میں مشغول تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے چاہنے والے کو کب چھوڑنا پڑکر تھا ہے پھر ایسے طالب صادق کو کم جو عشق و عاشقی میں فائز المرام ہوا ہو

واقعات وفات حضرت مسلم بن الحسن الولی | واقعات وفات حبیب احمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

روایتِ حضرت خالشہ صدیق رضی
فہندہ تھی کہ جملہ تراپیٹھل میں لائے رہے
پائی بُنیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو کمکٹا سختی آدا نے
یعنی وقت زرع جو لغم یا سائنن آن کر
حلق میں انک جاتا ہے اور اُسے آواز
بھاری ہو جاتی ہے پس سُنایں نے کہ
آپ فرماتے ہیں کہ شامل کر مجھ کو ساتھ
اُن لوگوں کے کہ انعام کیا تو نے اُن پر
کہ وہ پیغمبر ہیں اور صدیق ہیں اور شہدا
اور صالحین ہیں۔

بیاض لازماً سنبھی و داڑدہ مجلس صفحہ ۱۹
میں تحریر ہے: پس روز بروز بھاری حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑھتی گئی یہاں تک

الغرض شیداں جمال وارثی صحت
وہندہ تھی کہ جملہ تراپیٹھل میں لائے رہے
مگر افاقتگی صورت نظر نہ آئی اور بالکل ہی
صورت اوتی گئی ہے

مریض عشق پر حضرت خدا کی
مریض بڑھتا گیا جیون جیون واکی
ادھر اک الموت کو حکم ہوا کہ میرے عاشق
صادق کو میرے پاس لاو۔ اور ادھر عاشقاً
وارثی اس سعی میں کہ یہ جلد خاکی جس پر شیدا فرقہ
ہیں پنی نظر دن سے جدا ہونے دیں اور ہر
عاشق ادھر کو اپنے معشوق ہیقی سے وصل کا
خیال ادھر شیدھگان جمال وارثی کو آپ کی
فرقہ کا ملال بیت

دیدہ دُفَاعَه آنست کر دل بیڈہ

ایک روز نہایت بچنی سے آپ بچھوئے
پر لوٹتے تھے حضرت صدیقہ رضی اللہ
عنه ان عرض کیا اگر ہم میں سے کسیکو
ایسا اضطراب ہوتا تو آپ غصہ ہوتے
آپنے فریادے عائشہ میری بیماری بہت
سخت ہے اور فاعلہ ہے کہ ابتدی تعالیٰ
انہیا علیہم السلام والیا رحمۃ اللہ علیہم
پربت سختی تاذل کرتا ہے
دیکھو تمہارے مظاہر اسی ترجیحہ شکوہ باب
وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۵۸
قال لَمَّا نَقَلَ الْمَسِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَعَاهَدُ الْكَرْبَ فَقَالَتْ
فَاطِمَةُ وَكَرْبَ آبَاءُهُ فَقَالَ لَهَا إِنَّمِنْ
إِبْرِيْكَ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ
يَا أَبَتَاهُ أَجَابَ رَبَّا دَعَاهُ يَا أَبَتَاهُ
صَنَ الْجَنَّةَ وَالْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ يَا أَبَتَاهُ
إِلَى حَبْرَيْلَ تَعَاهَدُ كُلَّ مَادِفِنَ قَالَتْ
فَاطِمَةُ يَا أَسْنَ أَطَابَتْ أَنْفُسَكُمْ
أَنْ مَحْشُوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَرَبِّيْنَدْ چہ بود فائدہ بیت اُنی رَا
اوہ طالب خلک اپنی حمل کی طرف بصادق
حدیث ذیل مکن شئی یتک جمُع ای اصلہ کا
خال دل میں سایا ہوا۔ القصہ طالب صادق
اپنے مطلوب حقیقی سے ملنے پر تیار اور خدا ان
والی غم فرقے زار و زار قصہ مختصر یہ کہ
۲۹ محرم آخر امام ۲۳ نہ کادون گذر کر شب
چھم بوقت صبح کاذب ہے بچکہ امنٹ بکم
صفر النظر ۲۳ نہ فرشتہ موتی بحکم
ایزد ذوالجلال پر خام قضایا اور اس
طالب صادق نے بصدق شوق داعی اجل کو
لبیک کہا۔ روح پر فتوح نے جلد خاکی کو
الوداع کہکر عالم جاودائی کی راہ لی۔
یعنی وہ عاشق صادق اپنے معشوی حقیقی
دصل ہو گیا۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

قطعہ

حنین کا گھر آج ہوابے چراغ ہے
قرآن علی کے دلپہ لکھوں کیا بعوداغ ہے

وَسَلَّمَ التُّرَابُ رَوَاهُ الْبَخَارِيُّ
رَجَحَهُ (روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے) کہ
چنگی بیمار ہوئے بنی صلی اللہ علیہ وسلم
بیوں کرنی تھی ان کو شدت مرض کی
پس کما حضرت فاطمہؓ نے اے ہو کرب
اپ میرے کو یعنی کیا شدت مرض ہے
آپ کو پس فرمایا اخحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فاطمہؓ کو کہ نہیں ہے تیرے اپ پر محنت
بعد آج کے دن کے
وف یعنی یہ شدت بیب وکھ بیماری کے
ہے اور بعد آج کے دن کے نہیں مونے کا
یہ اس لئے کہ کثرت بیب علاق جنمیہ
کے ہوتا ہے بعد آج کے دن کے منقطع
ہو جائیگا یہ علاق صوریہ اور تعلقات
روحانیہ و معنویہ میں تو کہی نہیں ہے۔
پس جبکہ وفات پائی حضرت نے کما حضرت
فاطمہؓ نے اے اپ میرے اجابت کی
اور گئے طرف پر دردگار کے کہ بیلہ اسکو
پس حضور میں۔ اے اپ میرے اے

جن و بشری ہجر سے حالت خرابی
وارث طی کا آج یہ کیوں لے سراغ ہو
اس خادمہ جانکاہ سے ہر کہ وہ مصروف
آہ و بکا ہوا۔ عشا قان جمال و اربی کی گریہ و
ناری کا شور بیا ہوا۔ غزل فراقیہ
جہاں سے اٹھ گیہ و شاہ او لیا افسوس
سیاہ آنکھوں میں ہے جہاں ہوا افسوس
جد ہر ہیں لکھو کھڑے رورے صنیرو کبیر
ہر کہ جان کو اپنے ہو کھو رہا افسوس
بھوؤں کی تھی یہ صدارت ناکہ مھر گیا
ہیں اکیلا یہاں چھوڑ کر گینا افسوس
صفایہ صدر جانکاہ ہو ترائب کار
وہ اپنی محل میں جام لیا تو کیا افسوس
القصده اُس وقت بیب مہ فرقہ گل بوستان
احمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے برج نے اپنا
فکس ڈالکر آفتاب کو تاریکی میں ڈال دیا تھا
کہ دو گھنٹے اپنے شعاع کو تختہ دنیا پر پھیلائے
جا جزء ہا۔ اور زلما نے بھی تمام عالم کو جنبش
میں ڈال دیا تھا۔ حالانکہ اُس وقت ایک

و شہر کی جنت الفردوس کی جگہ اُنکی ہو
اے باپ میکے طرف جہنم کے پھونخاٹے
ہیں ہم خبرموت کی اُسکے پس جبکہ
دفن کے لئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کہا فاطمہ نے کہاے انس ایا گوارہ ہوا
تمہارے نفسوں پرے صحابہ یہ کہ ڈالوں
اوپر پھیر خدا کے منی۔ نقل کی یہ بخاری
اسی طرح دوسری حدیث میں آئیہ
وَقَالَتْ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بَيْنَ حَافِنَيْ وَذَاقِنَيْ فَلَا
إِكْرَارٌ كَشِدَّتْ الْمُوْتَ لِأَحْدَادَ
بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ روایت ہو حضرت
عائشہ صدیقہ رضی ابدر تعالیٰ عنہا سے
کہ کہاوفات پائی بی بی صلی اللہ علیہ وسلم
پنج جگنی لغبی، ہنسی میری کے اور ٹھوڑی
میری کے پس نہیں مکروہ جانتی میں سختی
موت کی واسطے کسی کے بھی کبھی
پچھے بی صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

قیامت برپا تھی مگر تھیز توکفین کا بھائیک
سمت تذکرہ ہو رہا تھا کہ کس مقام پر
لاش مبارک پر دخاک کیجا تے بعضوں
نے کہا کہ آپ کے والد ماجد کے مزار کے پہلو
اور بعضوں نے کہا یہیں اور بعضوں نے
کسی ایسی جگہ کیلئے رائے دی کہ جہاں پر
و سیع میدان ہو۔ غرض یہی تذکرے
ہوئے تھے کہ شیخ مشرف علی صاحب
رمیس گدیہ ضلع بارہ بنکی نے اکر راقم حروف
سے کہا کہ حکیم صاحب اس وقت خراب
خطرات نظر آئے ہیں اور مجھے ایک شیش
پیدا ہو رہی ہے۔ یکونکہ وہاں مشورے
ہوئے ہیں کہ حضرت سلطان الاولیائی
لاش مبارک کو شاہ اویس میں پہلوے مزار
سیدنا و مولانا سید قربان علی صاحب
کے دفن کر دیں۔ اور آپ واقف ہیں کہ
جس وقت حضرت سلطان الاولیائی اپنی
نظر اچھی صاحب کے مکان پر صبیہ و دولی
ترفی میں رونق افروز تھے ہر اپنے آپ

فیعنی وفات ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس حال میں تکمیل کرنے ہوئے تھے مجھ پر پس میں خوب جانتی ہوں شدت موت اُنکے کی پس نہیں جانتی میں انہیں مگان کرتی تھی پہلے کہ سختی ہوتی ہے لیسب کثرت گناہوں کے۔ پس دیکھی میں نے سختی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کی پس جانائیں نے سختی موت کی نہیں ہے اعلامت ہڑے ہونے خاتم کی بلکہ وہ ہوتی ہے ہڑے ہونے درجات کے اور اگر آسانی موت کی ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لطرق اولاد ہوئی۔

الله عليه وسلم كم بطرق اولاها هي
ذكر درباره قبر رسول الله صلى الله
عليهم السلام
دیکھو تمہر مظاہر الحج ترجمہ مشکوہ جلد چارم
صفحہ ۹۹ باب فات النبی صلی اللہ علیہ وسلم
عن عائشہ قالت کما قص رسول
الله صلی اللہ علیہ وسلم اختلفوا
فی دفنه فقال أبو ذئرا سمعت من

گدیہ سے قدیمبوسی کے واسطے گئے تھے اور
دریں پہنچ گئیں نے اپنے ارادہ گواہ پر
ظاہر کیا تھا کہ آج میں حضرت سلطان
الاولیا سے یہ ضرور دریافت کر دن گا کہ
بخدود صدال آپ کمان تشریف کیجئے گے
پکونکہ اکثر آپ یہ فرمایا کرتے تھے کہ فتحور کے
پہنچان دیلوی شرفیت والوں کا سر توڑ کر کرو
اپنے یہاں فتحور لے جائیں گے۔ اُس وقت
دیلوی شرفیت والے کہتے تھے کہ ہم ٹھانوں کی
ہڑیاں چور چور کر دینے گے وہ کیا آپ کو
لے جاسکتے ہیں۔ اسی وجہ سے میرا بہ خیال
ہوا کہ آپے دریافت کروں جن قت
ہٹلوگ رو دلی شرفیت پہنچے اور حضور
آپے آئے کی اطلاع کی آپنے طلب فرمایا
جب ہم دونوں حضوری میں پہنچے
تو آپ بترستراحت پر آرام فرمائے تھے
اوڑیاں کل تہنائی تھی۔ ہٹلوگوں کو دیکھ کر فیزا
آگئے آگئے۔ جواب دیا حضور ہاں بھر
آپ انھر بترستراحت پر ملبوچھے گئے اور فرمایا

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
شَيْئاً قَالَ مَا قِبْضَنِي إِلَّا فِي الَّذِي
فِرَأَتِهِ رِوَاةُ التَّصْدِيَّةِ تُرْجِمُهُ
روايت یکاپے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے
کما جگہ روح قبض کی گئی حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی تودفون کرنے میں اختلاف
کیا لوگوں نے۔ ف یعنی دفن کی جگہ میں
اختلاف کیا کہ کہاں دفن کرنا چاہتے
بعضوں نے کہا بقیع میں اور بعضوں نے
کہا حضرت کی مسجد میں اور بعضوں نے
کہا کہہ میں اور بعضوں نے کہا قدس میں
کہ وہاں قبور انبیاء علیهم السلام کے ہیں
یا نفس فن میں اختلاف کیا کہ ایا دفن
کریں یا نہیں جیسا کہ شامل ترددی میں ہے
کہ کما صحابہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی
کے صاحب ایا دفن کے جایں سونا خدا
(صلیم) یا نہیں فرمایا انہوں نے کہاں
کما صحابہ نے کہاں فرمایا حضرت ابو بکر
صدیق نے کہ اُس مکان میں کہ قبض کی

کہ شرف مُنَاسُنا و یکھو دو ضری یوں لگاتے
ہیں اور ذکر کرنا شروع کیا بعد کو پھر
سہ ضری کا ذکر کیا اسکے بعد چھار ضری کا
ذکر کیا۔ اور فرمایا کہ اس وقت ضری بی
و چھار ضری کا اس طریقہ پر ذکر کرنے والا
کوئی نہیں ہے بعد کو فقر کا ذکر کیا اور اسی
سلطان میں فرمایا کہ مشرف مُنَاسُنا
کہ فقیر جہاں مرتا ہے وہیں گردتا ہے فقر کی
یہی شان ہے وہاں تو حضرت صاحب نے
یہ فرمایا تھا اور یہاں یہ ذکرے ہو رہے ہیں
اس وجہ سے دل میں ہزار بہادرات
آتے اور جاتے ہیں اُس وقت اُتم احترام
جواب دیا کہ حضرت سلطان الاولیا کا
کوئی فعل خلاف سنت صوریہ و معنویہ
بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسییم کے نہیں ہوا
ابھی دیکھتے تو کیا ہوتا ہے۔
القصدہ رحیم شاہ خادم دنیغیرہ نے کما کہ حضرت
سلطان الاولیا اُسی جگہ پر دفن کئے جائیں گے
جن جگہ پر کہ روح پر فتوح قبض معلیٰ ہے

اللہ تعالیٰ نے روح ان کی مگر مکان طلبیں
پس جانا صحابہ نے کہ پچ کہا ابو بکر صدیق
انتہی۔ اور یہ مبنی نہیں ہے کہ روایت
کیا گیا اُن سے اس حدیث میں۔

ترجمہ۔ پس کہا حضرت ابو بکر صدیق نے
کہ سنایں لے حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے یعنی پیغمبر
کی اللہ تعالیٰ نے روح کسی پیغمبر کی گراں
جلگھ کو دوست رکھتا ہے وہ پیغمبر چاہتا
اہل تعالیٰ کہ دفن کیا جائے وہ پیغمبر اُس پیش
دفن کر قبیح جاہ بھپنے اُنکے میں یعنی
جہاں وفات پائی ہے۔

ذیکھوڑ جب اب الغائب کہ حضرت ابو بکر صدیق
نے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمائے
ہوئے تھے کہ جس جگہ بی کو اللہ تعالیٰ نے
موت دی وہ دین مدنون ہوا جہاں اُسکی
موت آئی اہذا بتر اٹھایا اور اُسکے پیچے
لوگوں نے قبر کھودی اور حضرت ابو طلحہ نے
اپ کی قبر میں کچی نہیں رکھ دیں ورانگوں نے
قبر کو سطح بنایا اور لوگوں نے دفن کرنے کے بعد

یہ یونکہ حضرت سلطان الادلیا کو فرماتے ہو
میں نے سُننا ہے کہ فقیر جہاں متا ہو وہیں
گرتا ہے فقر کی بی شان ہے سبھوں نے
مشنک رسند کیا اور لاش مبارک کو اُس
جلگہ سے اٹھا کر ورب جانب کے دروازہ کے
قرب اُسی والان میں رکھا اور پسر کے
شپے کو رکنوں نے قبر کھوڈنا شروع کیا
ہوا کیا کہ بجاۓ مٹی کے راہنما نکلنا شروع ہو
اور قبر قدِ آدم سے زیادہ ہو گئی لیکن مٹی
مضبوط نہ نکلی۔ اُس وقت لوگوں نے کہا
کہ شاید اس مقام پر کسی زبانہ میں اینٹ
پکانے کا بھٹہ تھا اور اندر شیہ بٹھ جانے کا
ہوا۔ علماء دین نے فرمایا کہ شرعت میں
حکم ہے کہ جس مقام کی زمین مضبوط نہ ہو
تو لاش کو چوبی صندوق میں رکھ کر دفن و
سبھوں کی مائے قرار پائی کہ صندوق چوبی
تیار کیا جائے جس مکان میں الہی بخش
رام پوری رہتے تھے اُس میں ایک بیر کا
دخت لگا تھا خورا کا نام آیا اور تھستے

قبر پانی چہرہ کا۔ دیکھو ریاض الاذہاری
دوازده جلس صفحہ ۶۶ مطبوعہ مشنی نوگذر
لکھنؤ کے بعد اس کے صحابہ میں خلافت ہوا
کہ ہر ایک مزار آپ کا دوسرا جگہ تجویز
کرتا تھا بعضوں نے کہا کہ جس جگہ روح
قبض ہوئی ہے بعضوں نے مسجد میں
بعضوں نے کہا کہ بقعہ میں دفن کرو۔

تب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ
یہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا ہو کہ سب پندرہ اُسی جگہ دفن ہوئے ہیں
جہاں ان کی روح قبض ہوئی ہے پس
ان کو بھی یہیں دفن کرو۔ اور جناب امیر

علیہ السلام نے بھی یہی کہا کہ اس سے

زیادہ کوئی جگہ بزرگ اور بہتر نہیں۔

پھر ابو طلحہ انصاری نے گوئنون کو بلکہ
اور لہر استراحت اٹھا اُسی جگہ پر مزار بستر
بطور لحد کھدا وایا۔

بیان لامش مبارک کو قبریں اُتائیں گے
دوازده مجلسین بخی ریہے کہ حضرت عباسؓ

بیانے گئے اور صندوق تیار ہوئے لے لے
اُس وقت ریشم شاہ خادم وغیرہ نے کہا
کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ صندوق میں لامش
مبارک رکھ کر دفن کیجاتے بلکہ اینٹ خام
سے تبریزی جلتے اور داسا مجوسا کا
لگایا جائے اور لاشی مبارک اُس میں فن
یکجا نے بھروسے لے پند کیا اور اینٹ
خام چودہ بھری طہیر الدین صاحب رئیس
قصبه کے بھٹہ سے آئے لگی اور سعار قل
بخوبی شروع کیا اور تیاری کے بعد
داسا مجوسا کا لگایا گیا اب لوگ اپنے
اپنے سردار پر اینٹ دگارہ دھوتے تھے
دیکھو رسالہ دفات سلطان الاولیاء صفحہ ۲۲۸

دربارہ قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
القصبه ایک تھان نہیں سکھ کا واسطے کنفن کے
منگایا گیا اُس نے قت ریشم شاہ خادم وغیرہ نے
کہا کہ حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا ہو
کہ جو فیض انتقال کرے تو وہی تھے بند جو کہ
اُسکے پاس صاف ذھلا ہوا موجود ہو گیا

وعلیٰ فضل و قسم رضی اللہ عنہم قبریں
اُرے اور ایک چادر دھاری دارجو
خیر کی لڑائی میں ملی تھی اور آپ
انکو اور ہتھ اور کجھ بھالیستے بموجب
وصیت تہ کر کے قبرین پھادی بعد اُسکے
لاش مبارک کو قبریں رکھا اور کچھ ایسوں سے
بند کر کے مٹی ڈالی اور زین سے ایک
بالشت اور پنچا کر کے سرخ و سفید
پھر جن دے اور حضرت بلال رضي
سے کر پئتی تک پانی ڈالا۔ دیکھو یاد
محلی صفحہ ۶۱۶

درہیان غسل و نماز جنازہ حضرت
رسالتہاب صلی اللہ علیہ وسلم
یازد ہم محلی صفحہ ۶۱۶ میں منقول ہو کر صحابہ
کرام نے آپ پوچھا کہ آپ کوون ویگا
فرایا کہ میرے الہبیت سے جو لوگ زیادہ
قریب ہیں پھر ہمیں التماس کیا کہ کفن آن پکا
کس کپڑے کا ہو آپ نے فرمایا انھیں
کپڑوں میں کہ میں پہنے ہوں یا مضریں کے

پڑیت کرہ فن کر دیا جائے اُسی وقت سے آپ کی
حیات میں آپ کے حکم کی تعمیل شروع ہوئی
کہ جس فقیر کا انتقال ہوا بوجب ارشاد
آپ کے صاف تہ بند میں بعد غسل پڑیت کر
دفن کر دیا گیا۔ برابر یہ طریقہ جاری رہا تو اس
یہ کہ سکتا ہوں کہ حضرت سلطان الاولیاء
نے اپنے جسم شریف کے واسطے کفن بند کا
تجویز کر لیا ہوگا۔ بعد اس کے ہم لوگوں کے
واسطے حکم دیا۔ الغرض سمجھوں کی رائے بجائے
کفن کے تہ بند کی ہو گئی اور وہ تھا ان
نین سکھ چوآیا تھا غسل دینے میں صرف ہوا
اور لوگ تبرکائیں گے۔

ذکر غسل حضرت سلطان الاولیاء
القصہ جبراہم کے غسل کی تیاریاں ہوئے
لگیں اور جو حصہ دالان میں پورب جانب
تھی اور اس میں ایک دروازہ محراب دار
بنا ہوا تھا اور ایک قدیم خختہ واسطے پاک
کرنے استخنے کے بنا ہوا تھا۔ اُس پر کامی
خختے بھاٹے گئے اور دروازہ میں پڑہ

رویہ

کسی سفید کپڑے میں جو میر آدمے پھر
ہنے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
 وسلم آپ کی نماز کون پڑھافے یہ پوچھکر
 ہمارا دل قابو سے جاتا رہا اور نہایت
 گریہ وزاری طاری ہوئی اور آپ
 بسبب شفقت آبدیدہ ہوئے اور فرمایا
 تم صبر کرو اللہ تعالیٰ تپر رحمت کرے اور
 تھاںے گناہ بختے تم مجھکو نہ لارک کفن میں
 لپیٹنا تب اُسی گھر میں میری قبر کے کنارے
 مجھکو رکھکر باہر نکل جانا۔ اکیلا چھوڑ دینا
 کہ اُس گھر میں پہلے میرا پروردگار
 اپنی محبت خاص مجھ پر نازل کر گیا پھر
 جیزیل میرا درست نماز پڑھی گا پھر
 اسرائیل پھر میکائیل پھر ملک الموت
 یعنی عزرائیل بہت فرشتوں کے ساتھ
 مجھ پر نماز پڑھنے کے بعد اسکے میرے اہلیت کے
 ہر دو پھر عورتیں بعد اسکے تم فوج کی فوج
 نماز پڑھنا اور روئے پئنے سے مجھکو
 تخلیف نہ دینا پھر ہم نے عرض کیسا

ڈالا گیا اور لاش ببارک ان تختوں پر کمی
 ذکر شرکاء غسل حضرت سلطان الاولیا
 غسل قینے میں حضرت ذیل شرکیت تھے۔
 حضرت محمد ابراہیم بوکہ حضرت سید جامی
 خادم علی شاہ قدس سرہ الفرزی کے حقیقی
 نواسہ کے اور حضرت سلطان الاولیا کی حقیقی
 ہمیشہ مسیحی سیدہ بنی بی رحیم النساء حاجی
 سید خادم علی شاہ کو بیانی تھیں اور ان سے
 سیدہ بنی بی مقبول النساء پیدا ہوئیں
 جو کہ سید محمد ابراہیم کی والدہ تھیں اس رشتے
 حضرت سلطان الاولیا کی مقبول النساء
 بھانجی ہوتی ہیں اور اسی رشتے سے سید
 محمد ابراہیم آپ کے نواسہ ہوتے ہیں۔
 راقم الحروف کہتا ہے کہ حضرت سلطان
 الاولیا کو بارہا فرماتے ہوئے میں نہ ساہے
 کہ منا منا ہمنے اپنے ہمیشہ کا درود پیا ہے
 جبکہ مقبول اگودیں تھیں۔
 ظہور افسوس ساکن قصبه میہن ضلع لکھنؤ
 حافظ عبدالقیوم ساکن پانی پت کرنا۔

کہ قبریں آپ کو کون اُتارے فرمایا کہیر
البیت اور ان کے ساتھ فرشتہ ہونگے
اور تم انہیں نہ دیکھو گے۔

ذکر دربارہ کفن حضرت نصیر الدین
چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ فرشتہ ارد و جلد دوم صفحہ ۶۱۳
سطہ مطبوعہ نشی نوکشوار لکھنؤ میں تحریک
کہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی خلیفہ
حضرت سید نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ
علیہم کا جب قتار تحال فربیع پختاں
وصیت کی کہ سید محمد گیسوردراز مجھے
غسل دیں اور اوس خرقہ میں جو کہ حضرت
شیخ نظام الدین اولیا سے مجھے پوچھا ہو
پیٹ کر مع عصا و مصلیہ مجھے دفن کر دے
ویکھو کتاب حیات النبی شداد بن ہادس
روایت ہو کہ ایک شخص دیہاتی حاضر میو
او حضور سردار دو عالم محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اُرس

جو کہ حضرت ابو علی شاہ قلندر رح کی اولاد
میں تھے۔ شیخ منظر علی رئیس قصیرہ ولی
صلح بارہ بنکی۔ میان نفضل حسین شاہ
بسجادہ نشین سمع شاہ رحمۃ اللہ علیہ
 حاجی فیضو شاہ خادم دہمڑا نعمت میگ
وغیرہ غیرہ۔

بعنیش لاش مبارک اُس مقام سے اٹھا
دوسرے تختہ پر رکھ کر کافور لگایا گیا اور
احرام جبیکارہ حیات میں آپ باندھتے
باندھا گیا اور عطریات لگائے گئے۔

ناز جنازہ حافظ عبد القیوم صاحب نے
پڑھائی۔ راقم احرف کہتا ہے کہ سات
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کی آواز میں
ئنا اور صرف بندی سوانحی اندر کے ہے
نہ ہو سکی جو جس سمت رخ کے کھڑا تھا
اُسی سمت ناز میں مشغول تھا۔ اور آواز
ہرست سے السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
کی آ رہی تھی۔ القصہ بعد نماز اندر قبر کے
حافظ عبد القیوم و شیخ منظر علی صاحب

شخص نے عرض کیا کہ میں نے اس لید پر
اپکی ابیاع کیا ہے کہ جمادیں میرے حلقہ میں
پر تیر لگیں اور میں مر جاؤں اور جنت میں
دخل ہوں آپنے ارشاد فرمایا کہ اگر تو اللہ
ساتھ اپنی نیت میں پنجا ہے تو خدا تعالیٰ
تجھکو اس امید میں سچا کر دیکا غرض کے
تھوڑے دن گزرے تھے کہ جماد کیلئے
لوگ تیار ہوئے اور وہ شخص بھی چلا۔
پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
اسکی لاش لائی گئی اُسکے خاص حلقہ میں
تیر لگا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا کہ یہ وہی شخص ہے لوگوں نے
عرض کیا کہ یہ وہی شخص ہے آپنے فرمایا کہ
یہ اللہ کے ساتھ سچا تھا اللہ نے اس کو
سچا کر دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
تمیص منبارک میں اُس کو کفن دیا گیا
روایت کیا اس کو نسائی تھی۔

ادترے اور لاش مبارک اندر قبر کے انواری
گئی برگہ دئے گئے جبکہ مٹی ڈالکر برایک
ہاشمی قبر اوپنی ہو گئی تب حاجی فیضوشان
خادم نے قبر پر راستے سے پامنستی تک
پانی ڈالا۔ اور جس وقت لاش مبارک
قبر میں انماری گئی ہے وہی وقت تھا کہ
جس وقت روح پر فتوح نے جسد اطہر سے
پردار کیا تھا۔

دیکھو رسالہ ہزار وفات حضرت سلطان
الاولیاء دربارہ غسل و نماز جنازہ و اوقانہ
اندر قبر کے دربیان وفات سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۲۴۴ ص ۲۴۴
القصہ اس ساتھ قیامت خیز سے حلقة
بگوشان وارثی کو وہ صدمہ جانکاہ ہو چکا
کہ جس کا معرض تحریر میں لانا مشکل امر ہے۔
مختصر یہ ہے کہ ہر ایک مائدہ مرغ بسن پیرا
تھا اور اُس گل بستان احمدی کی جدائی
میں ہر ایک زار و زار تھا اور اُسی صورت
زیبائے تصور میں دو روگریہ کہ رہ تھا۔

اشعاں

یہ گھر گھر شور محسوس کر سکتے ہے
کذالہ کرتا ہر جو بشر ہے
میرے دارث کا جانا اس جا سے
جو گذرا صد ہر ہوا ہر بیان سے
جناب حضرت ارشاد کی رحلت
قیامت ہے؛ قیامت ہے قیامت
اندھیرا جھاگیا ساتے جہاں میں
چھپا خود شید برج آسمان میں
نہ وجہ سائنس وہ گالشنا آزا
دل بیتاب کو کب ہے چارا

بیبا یہ چین فرقہ نے لٹھاری
بیبا کرتا شب دروز آہ دناری
صفا بیکا ہے تیسرہ آہنا
ذل بیمار کو صدمے ہیں سما
اب قاریں کرام کی خدمت میں تا چھڑو لفت
اُن واقعات غلالت کو پیش کرتے ہے جنکے
حل کیلئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے واقعات غلالت و نعمات لکھے گئے ہیں

صفحہ آخریں

وصیت اقل آنست کہ در تھیز و تکفین و
غسل و دفن رعایت سنت کنند و در
چادر رضائی یعنی ابرہ واست مراد است
کہ حضرت ایشان شہید رضے امداد عنہ
عنایت فرمودہ بل و نہ در ان تکفین نایند
و عمامہ خلاف سنت است ضروریست
و نماز جنازہ بجماعت کثیر و لام مصالح
مثل محمد علی و حکیم سکھوا ایا جا پیر چھا آزد
و بعد تکمیر اولی سورہ فاتحہ خوانند۔ ان
مالا بد فارسی۔

رقم الکھوف کرتا ہے جبکہ حضرت ناصر الدین
چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر اجلہ کیا رکن
پیر کے خرقہ کو بعد وصال بجائے کفن کے
پانے واسطے جائز رکھا اور اندر قبر کے اسی
خرقہ کو بعد وصال پہنکر گئے اور حضرت
بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جبکہ صحابہ
کرام نے پوچھا کہ آپ کو کفن کس کپڑے کا
دیا چاہئے تو آپ نے فرمایا کہ جو کٹ پڑیں ہوں

الفصلہ اقام احرام کو علامت حضرت

یا مصریا میں کاس فقید کپڑا جو میسر آ جائے۔
دیکھو حضرت سلطان الاولیاء نے بھی
وہ لباس جو کہ عطیہ خدا و رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم تھا اور سنت حضرت ابراہیم علیہ السلام
تمام عمر زیب بدن رکھا۔ جس وقت نیت حج و
عمرہ کر کے احرام باندھا اور جن ابو منہیات سے
جالت احرام پہنچ کرنے کا حکم تھا اُس سے
بچتے ہے اور تمام عمر اُسی لباس کو زینت بنا
اور بعد وفات بھی وہی لباس پہنکر اندر تبرکے
قیامت تک کیلئے آرام پذیر ہو گئے۔

منہیات احرام و احکام و قواعد حج کا
امتحان پڑنے کے محل ہے لیکن سہیں یہ
دکھانا ہے کہ حضور نے احکام خداوندی
و شریعت محمدی پر کس تقلال سے عمل فرمایا
کہ حیاتِ مات دونوں ہیں شریعت محمدیہ
و سنت نبویہ سے جدا نہ ہونے۔

ما لخ طے کیجئے آئیہ کر میہ وَاتَّمَّواْ تَحْجَّةً دَالْعُمْرَةَ
يَلِلَّهِ وَفَإِنْ أُحْصِرُواْ فَمَا أَسْتَيْسَبَ
مِنَ الْهَدْدِيِّ وَكَمْ تَحْلِقُواْ وَرَوْسَكُمْ

سلطان الاولیاء کی خبر پہلے سے معلوم نہ تھی
جب میاں ریکم شاہ خادم حضرت مد فتح

بذریعہ ڈاک بتاریخ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ

اطلاع کی تومولت بتاریخ ۲۶ محرم الحرام

۱۳۲۳ھ چار چھوٹے شنبہ بہرا پنج سے صبح

کی ٹین سے روانہ ہوا اور ساری چھپائیں

شام کو استیشن پارہ بنگی پہنچ کر سیواری

یکر دیوی شریعت پہنچا اور حضرت سلطان

الولیاء رضے اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں

پہنچا۔ بعد قدیموسی حالات بیماری کے

دیکھے حضرت کو اُس وقت تپ بہت

زیادہ تھی اور بغیر گلوے مبارک او رسنیہ

بے کینہ میں اس قدر لے رج ہو گیا تھا کہ

کہ آلات تنفس سے آواز خراست کی

آتی تھی اور کرب و اضطراب از حد تھا

کہ جسکی وجہ سے بولنے میں تکلف ہتو تھا

حتیٰ کہ بتاریخ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ

پہنچا شنبہ کو آوانیں مرکا وٹ زیادہ

حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مِحْلَهُ فَمِنْ حَانَ
 هِنْكُمْ مِرْيُضًا وَبِهِ أَذَىٰ مِنْ رَأْسِهِ
 فِدْدِيَةٌ مِنْ صِيَامٍ وَصَدَاقَةٌ وَنُسُكٌ
 فَإِذَا أَمْتَهُ قَدْ فَمَنْ نَعْتَهُ بِالْعُسْرِ
 إِلَى الْحِجَّةِ فَمَا السُّتُّرُ مِنَ الْهَدْيِ
 فَمَنْ لَمْ يَخْلُدْ فِي صِيَامٍ ثَلَاثَةَ أَيَّارٍ فِي الْحِجَّةِ
 وَمُبْعَثَةً إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشْرَ رَجَّاً
 كَامِلَهُ طَلْلَاتِ لَهْمٍ لَعْنِيْكُنْ أَهْلَهُ
 حَاضِرِيُّ الْمَسْجِدِ الْمُحْرَمٌ وَالْقَوَالِهِ
 وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ
 الْحِجَّةُ آشْرٌ مَعْلُومٌ فِيْ قَمْزٍ فَرَضَ
 فِيْهِنَّ الْحِجَّةَ فَلَأَرْفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَ
 لَا حَدَّالٌ فِي الْحِجَّةِ دَالِمٌ وَلَا تُفْسِيرَ
 مُظْهَرٌ تَرْجِمَهُ ارْدَقَاضِيُّ شَادِلِيَّهُ بَلْيَانِيْ
 صفحہ ۴۶، پارہ دوسرے صفحہ ۲۷ کو عہد ۵۰
 مطبوعہ مطبعہ ایشی میرٹھ و کافسون و موسوٰ
 اور نہ کوئی گناہ کا کام کرنا ابن عمر فرماتے
 فسوق سُس شے کو کہتے ہیں جس سے محروم
 منع کیا گیا ہے مطلب یہ ہوا کمحرام

ہیاں تک کہ بہت ہی آہستہ پولتے بلکہ دو
 اپک الفاظ زبان مبارکے نکلتے اور باقی
 رہ جاتے صاف نہ پول سکتے تھے چنانچہ
 بر ذرخ شبینہ یعنی جمعرات بتاریخ ۲۹ محرم
 سال ۱۳۷۸ھ کو انحدار کر پڑی تیجی بڑھتی
 جسکی وجہ سے آپ پائے پائی مبارک
 پورب جانب سے دکھن جانب کو فرش سے
 علیحدہ کر دیتے اور سر مبارک جو لفات
 پیٹا ہوا سر لانے رکھا تھا اُسے الگ
 ہو کر اتر جانب کے گوشہ پر ہو جاتا۔ اس وقت
 حاجی فیضو شاہ خادم دیگر اصحاب
 پائے مبارک اٹھا کر فرش پر کر دیتے۔
 پار بار حب پر کیفیت ہوئے لگی اس وقت
 حاجی فیضو شاہ خادم نے ایک ضانی
 لیکر چارتہ کر کے دکھن جانب کو بچھا ہی جو
 فرش سے بالکل ہوئی ہی کیونکہ آپ کا
 بستر استراحت پورب تھیم تھا۔ اس وقت
 آپ کے پائے مبارک کبھی بستر پر اور کبھی
 رضانی پر رہے اس سے یہ بات ثابت ہوئی

احرام کا اتنا کاب مت کر داد رائی پر
 بالاتفاق چہہ ہیں۔ اول رفت یعنی وطی
 اور عجیز وطی کی طرف مائل کر دیں
 جیسے بوسے لینا و دیکھنا۔ اُس کو اللہ
 تعالیٰ نے الگ کر کے اس لئے فرمایا
 کہ یہ ایسی شے ہے کہ حج و عمرہ کو فاسد
 کر دیتی ہے بخلاف اور محظات کے کہ
 اُنکے اتنا کاب سے صرف دم لازم آتا ہے
 اور حج و عمرہ لازم نہیں ہوتا۔ لیکن اگر
 جامع و قوف عمرہ کے بعد ہو تو اُس وقت
 حج کے فاسد ہونے میں اختلاف ہے
 لیکن حرمت میں اُسی وقت بھی شک
 نہیں اور دوسرے بالوں و ناخن کا دو
 کرنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولاستھا قوا
 رؤس کو حتیٰ یہ بلغ الهدی شکل
 اور نہ منڈا اُسروں کو حبیب تک ہدی
 ٹھکانے پر نہ پوچھنے تیر کے جوں جوں
 پیدا ہوتی ہے اُس کا قتل کرنا بال منڈا
 کے حکم ہیں ہے اور پوچھنے بدن یا کرتے

کہ آپ کو گویا اصل ہی سے منتظر تھا کہ اور
 دکھن ہو جاؤں اور یہ بھی گویا اشارہ کیا
 کہ میں بعد قبض روح اسی جگہ آرام
 کر دیں۔ الفصلہ یہ سب کچھ تھا مگر وہ
 خمسہ میں کسی طرح کا فرق نہ آیا تھا کیونکہ
 برابر سلسلہ مرید کرنے کا پیشہ نہ تک
 چاری رہا صرف ہر وقت کی گفتگو سے
 عار تھا۔ سبب اس کا یہ تھا کہ طوطی روح
 شریف گفتگو رے راز دنیا زیارت میں ت
 دنیا نے دن سے بات کرنے کی کب
 فرضت جسد اظر مشغول ایجاد میں ت
 یعنی جسد اظر ہر اعضا رو بن مو سے پہنچ
 صاحب خانہ کے محبت میں اُس کے
 اسم ذات کے ذکر میں مشغول تواب
 تھا یہ کہ اس دنیا رذانی کے لوگوں سے
 کیونکہ بات چیت کر سکتے تھے۔ مگر لوگوں کے
 دلوں میں یہ خطرات اضر و پیدا ہوتے ہوئے
 کہ ایسے ولی احمد کی روح جسم سے اس طرح
 نکلا چاہتے کہ جس طرح ماں پہنچ کو

عطر کا استعمال کرنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے کہ ایسی شے مت پہنچو کہ جسکو رسما لگا ہوا س حدیث کو ابن عمر مرض نے روایت کی اور بخاری و مسلم میں ہے یہ چار اشیاء مردوں و عورتوں پر حرام ہیں اور سلا ہوا کپڑا و موزے پہننا لیکن سی کے پاس جو قی نہو اُسکو موزے پہننے کی اور جسکے پاس تہبید نہو پاچا مہر پہننے کی اجازت ہو اور دوسرے سر کا ڈھانکنا اور رہا چڑھا کا ڈھانکنا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور امام مالک کے نزدیک تو یہ مردوں اور عورتوں دونوں پر حرام ہے۔ اور حضرت عثمان غنی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجت احرام میں پھرہ کو ڈھانکتے تھے اور تو ان شے یہ ہے کہ حالت احرام میں اُسکی حرمت کے اندر اختلاف ہو وہ عقد یعنی نکاح الحجہ اسٹھر معلومات یعنی حج کے جو ہیئے دایام اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہیں کہ ماہ شوال و ذلیقہ و دس روز

سلارچھاتی اُس کے منحصے نکال لیتی ہو یہ انسان کا خیال ہی خیال ہے ویکھو رسالہ صفحہ ۲۲۲ الفایت ۶۳۶ در بیان واقعات وفات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت سلطان الاولیاء کے اپنی آنکھوں ویکھا حرف بھرت لکھ دیا اور یہ شدت مرض کی حضرت سلطان الاولیاء کو حشم میراث صوریہ و معنویہ میں لاتھا۔ سب قول بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آپ اولاد بھی فاطمہ میں تھلہ جسنسی و حسینی تھے ویکھو تو اتنے جیب اللہ صفحہ ۲۲ باب دوسرا فصل چوتھی نکاح حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما۔ یہ حال حصن حسین میں ہے۔ کو کہ بعد ازاں بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما آپ نے خصبت کر دیا اور آپ اُنکے گھر تشریف یلگئے اور پہلے حضرت فاطمہ سے پنٹ طلب کیا وہ ایک قاب میں پانی بھر کر

ذی الحجہ تودہ ماہ دس روز ہیں اس س
میعاد میں میرے بندہ خاص جو میری محبت
یں سرشار و از خود رفتہ ہیں مکان کی طرف
متوجہ ہوں تو وہ کیا کریں جو مقام وایام
میں نے مقرر کیا ہے وہاں پونچ کر با ج داہ
دس روز مقرر ہیں جس وقت
جی چاہے اپنے کپڑے اٹھا کر اور بوجب
حکم فمن فرض فیضن الحجج کے پڑ
بیخ سلے ہوئے کہ ایک کپڑے کا تہ بند باند
اور دوسرا کپڑا لکر دلائیں سے بائیت کے ڈال
لیں اور کیس اللہ حرماتی اُریڈ الحجج
فیسکر کافی و تقبلہ صنی و لانی علیہ
وبار ارشادی فیڈ نویت الحجج و آخر
یہی اللہ تعالیٰ اور اگر ارادہ حج و عمرہ کا
کرے تو دونوں کی نیت کریں اور حکم میں
فلادرفت ولا فسوق و کہ بحدال
فی الحجج کے آکر مجھہ کس آفے اب
عاشق اللہ پر بنہہ سرو بہنہ پا اور بال بجھے
ہو۔ یہ خاک بالوں پر چڑھی ہوئی ناخن

لائیں آپنے اُس پانی میں کلی دالی پھر حضرت
فاطمۃ الزہراؑ سے کہا کہ آؤ وہ آگے ہیں
آپنے اُنکے سرو سینہ پر چھپر کا پھر فاطمہؑ سے
کہا کہ پیٹھ پھیر و انہوں نے پیٹھ پھیری آپنے
اُن کی پیٹھ پر پانی چھپر کا اور دعا کی اللہم
إِنِّي أَعْيُنُ هَادِيكَ وَذُرْيَّتِكَ مِنْ
الشَّيْطَانِ كَأَنِّي أَرَجُي مِنْهُ إِيمَانًا
مِنْ كَرْتَاهُوْنَ فَاطِمَةَ كَوَاوَرُ اُسْكِي اولادِ كَوَا
شیطانِ مردودِ سے۔ پھر آپنے فرمایا پانی
لا او حضرت علی کرم اللہ وجہ کتھے ہیں میں
سمجا بمحکم ہے میں قعب میں پانی لایا
آپنے پانی میں کلی ڈال کے حضرت علی
کرم اللہ وجہ کے سرو سینہ پر چھپر دریان
دونوں شانوں کے چھپر کا اور مشل حضرت
فاطمہؑ زہراؑ کے اُنکے واسطے دعا کی اور بلو
نکاح آپنے دونوں کے خیر برکت کی
دعا کی اور پیدا ہونے بکثرت طیبین طاہرین
کے اُن کی اولاد میں دعا فرمائی آپنے فرمایا
جمیع اللہ سلطکما و سعدا کھما و بارک

بڑھے ہوئے اور موچھوں کے بال لب تک
آئے ہیں اور یہ کہتا ہوا چلا جا رہا تھے
من ہا ندم کہ دوسرا ستم اخشمہ عشق
چار بکیر زدم مکپر بزہر خپر کرت
یعنی جب میں نے تیرے حشمہ عشق سے
وضنو کیا اُسی وقت سے دنیا و ما فہار پر
نار جنازہ پڑھدی اب بھکلو کسی چیز دنیا
و عقبی کی پرواہ نہیں رہی بجز اللہ کے اذ
اور پھر کہتا ہے بلیں ۶

مئے بدہ نادہست آگئی از سر قضا
کہ بردے کہ شدم عاشق و بربتے تو
یعنی اے افشد شراب عشق اپنی پلام جھکو
کہ اُسے پیکر ملت ہو کر تیرے بھیپ دل سے
واقف ہوں اور بتلاوں کہ کسکے رخ انہوں
پر عاشق ہوا اور کسکی زلف عنبریں کی
خوبیوں سے ملت ہوں اب جیوں جیوں
کہ معلمہ قریب ہوتا ہے آتش فراق یار
شعلے نکل رہے ہیں اور بہ آواز بلند کہتا،

پیغمبر

علیہ حکماً دا خر جو منکر کما کیتیا
حکیمیاً یعنی خدا تعالیٰ تم دنوں کو سخنی کھانا
بھکھے اور رخفاً بخت بڑا کرے اور تپیر
برکت گرے اور تم میں سے بہت پاکیزہ
پیدا کرے فدائعاً حضرت سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ نے
قبول کی اب دیکھئے کہ اولاد فاطمہؓ میں
ایسے طبیین و طاہرین و صاحبین
پیدا ہوئے کہ کسی کی اولاد نہیں ہوئے

اور درجات انگی اولاد سے زیادہ کسی کی
اولاد میں یہ درجات نہیں ہو سکتے۔
چنانچہ حضرت سلطان الاولین اسی دعا کی
ایک زندہ مثال تھے۔ مگر آہ کہ تقدیر الٰہی
ہم حلقوں بگوشوں سے انھیں جبرا کر لیا۔

نہار مذوقی رندی نے خالق کرامی۔ بـ۔ مرادیوان لخود کن بہر نگاہ کہ سیدانی
 اور کعبہ میں پوچھتا ہے تو مثل دیوانوں کے چکر لگاتا ہے یعنی طاف کرتا ہے اور
 کہتا ہے **کبیک اللہم لبیک یعنی اے اللہ دیوان و سستانہ تیر حاضر ہے دکھلا**
 دیوار اپنا اور اٹھا درمیان سے جواب۔ دیکھو منظاہرا بحق جلد دوم کتاب مناسک
 باب ایجنبہ المحرم صفحہ ۹۳ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا مَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلِبِسُ الْمُحْرِمٌ فَمَنِ اسْتَيْأَبَ شِينَاءً مَسَدَّدَ رَعْفَرَانَ
 مُتَقْرِبٌ إِلَيْهِ وَرَأَدِيَ الْبُخَارِيَّ فِي رِوَايَةِ زَكَرِيَّا تَقَبَّلَ الْمُؤْمَنَةُ وَكَانَ
 تَلِيسُ الْقِفَاعَيْنَ رَوَى مَعْنَى عَبْدِ الرَّزْقِ بْنِ عُمَرَ قَدْرَتْهُ كہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا پہنے محرم قسم کپڑوں سے اور کیا نہ پہنے فرمایا نہ پہنوا
 کرتا اور نہ باندھو کپڑیاں اور نہ پہنوا پا بجا مدد اور نہ اڈھو پا اینا اور نہ پہنوا موٹے
 مگر وہ شخص جو نہ پاوے پا پوشیں پس پہنے موزے اور جاہے کاٹ ڈالے موزے
 دونوں سُنْنَتَ کے نیچے سے اور نہ پہنوا کپڑوں میں اُس چیز کو کہ لگی ہو اُس کو زعفران
 وورس نقل کی اس کو بخاری نے ایک روایت میں ہے نِقَابٌ ذَالِيَّ عَوْرَتٍ
 اخراج والی اور نہ پہنے و سستانہ فث مراد سا تھے پہننے کر توں اور پا بجا میں کہ پہننا
 اُن کا ہے اس طرح پر کہ معمول ہے پہننے کا جیسا کہ کرتے گلے میں پہننے ہیں اور پا بجا
 پاؤں میں پس اس طرح پہننا منع ہے اور اگر ان کو بدن پر ڈالے مانند چادر کے تو
 نہیں منع ہے اس لئے کہ اس عورت میں یہ نہیں کہیں گے کہ کرتے پہننا اور پا بجا مدد پہنچا
 اور نہ باراٹی۔ مراد اس سے یہ ہو کہ ایسی چیز نہ اڈھے کہ سر کو ڈھانکتے خواہ ٹوپی
 یا باراٹی اور کچھ مگر جو چیز ایسی ہو کہ عرف میں اُسے پہننا اور اڈھنا کہتے ہوں انتہ

رکھیں یعنی کوئی بے یا گھر کے سر پر تو مرضانہ نہیں اور مراد ٹھنڈے سے اس نہ ہب
 حنفی میں وہ ہدایہ ہے کہ پشت پا... کے نیچے میں ہوتی ہے اور امام شافعیؓ کے
 تذکرے میں یہی ٹھنڈہ مراد ہے کہ جبکا وضو میں دھونا فرض ہے اور اختلاف کیا ہو
 علمائے کہ جسکے پاس جوتی نہ ہو وہ نوزے پین لے تو ایسا واجب آتا ہے اُس پر
 فدیہ یا نہیں۔ پس کہا امام مالکؓ نے اور امام شافعیؓ نے کہ نہیں ہے اُس پر کچھ
 اور کہا امام ابوحنیفؓ اور علمائے کہ اُس پر فدیہ ہے جس سے کہ جب احتیاج ہو
 سرمند انانے کی تو سرمند واقعہ اور فدیہ دیوے اور درس ایک قسم کی طہاس ہے
 زنگ مشاہد عفران کے اور زعفران و درس کے زنگ سے منع اس لئے فرمایا کہ
 خوبی ہوئی ہے اور نقاب نہ ڈالے یعنی منہ کو بر قمع و نقاب سے نہ ڈھانکے اور
 منہ پر کوئی چیز اس طرح ڈھانکے کہ الگ ہے منہ سے توجہ نہیں ہے اور مرد کو بھی
 ڈھانکنا حرام ہے مانند عورت کے امام عظیم رحمۃ رحمہ ذکر ذکر اور یہی کہا امام مالک ف الجبل
 رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اور ہودج اگر سر کو لگے تو اس میں بیٹھنا منع ہے اور نہیں تو
 نہیں اور خجھہ سر کو لگے تو منع ہے اُسکے پیچے کھڑا ہونا والا نہیں دیکھو مظاہر الحج جلد
 دوم کتاب مناسک صفحہ ۳۵۱۔ روایت ہے ابن عباس رضے اللہ عنہ سے کہ کہا تھے
 میں ڈالے حج گرتے اور نہ تو شہر لیتے اور کہتے ہم تو کل کرنے والے ہیں پس ب
 آتے کہ میں مانگتے ان سے پس نادل کیا اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ شریف وَتَزَوَّدُوا
 فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ یعنی تو شہر نہ اور پہنیزگاری کرو سوال سے اس لئے
 کہ تحقیق بہترین تو شہر پہنیزگاری ہو۔ دیکھو مظاہر الحج جلد دوم کتاب مناسک
 حضرت ابن عمر رضے اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پوچھا ایک شخص نے رسول خدا صلعم سے

کہ حاجی کی صفت کیا ہے آپنے فرایا کہ سر غیار آ لودھ اور پا گندہ بال ہوں اور
بو آتی ہو بلبب پسینہ فیصل کے یعنی تارک الریثت ہو۔
الحاصل حضرت سلطان الاولیا کی ہر داشتے زندگی عاشقانہ تھی اور جب عالم
فانی سے رائی ملک بقا ہوئے تو اُسی عاشقانہ امداد سے۔

اب ہم حضرت سلطان الاولیا کی شان میں ایک السلام اور ایک نوحہ وفات
ہدیہ ناظرین کر کے اس کو ختم کرتے ہیں۔

ہدیہ السلام بحضور حضرت سلطان الاولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ منجا نسبت یقینہ حال
دارثی حکیم محمد صہدر علی مؤلف کتاب ہذا

جس نیں در عشق کا کچھہ ہو بیان
کچھہ تو کہ شتاق ہوں شتاق ہوں
ما بجز نئے رفتہ کی تکرار کر
بعد اسکے در در قرقٹ کو کھوں
کھتا ہوں ان سے جو ہیں مل قیں
نمانتہ اے دل کھڑا ہو سامنے
خود بدلت خود ہیں حاضر لا کلام
السلام اے حضرت دارث علی
السلام اے زیب بستان رسول
السلام اے فاطمہ کے دل کے چین

اے جنوں اب نالہ کراہنا عیاں
یا ہو ذکر عشق یا سوز در دن
ذکر سوز جان کا پھر اکت باز کر
پہلے ہادی پرسلام پئے ٹھوں
بجلوہ فرمائیں یہاں وہ شاہد دین
با ادب اے دل کھڑا ہو سامنے
کیوں نہیں سدم ٹپھوں لب پر سلام
السلام اے دارث ارش بنی
السلام اے گل گلستان رسول
السلام اے مرضی کے نور عین

قرۃ العینین ہو حسین کے السلام اے لخت دل زین العبا السلام اے بحر عمان صدف خاک پاہی آپ کی کھل البصر السلام اے تل ج نجش القیام السلام اے ماہ پرویں السلام السلام اے راز دار مصطفیٰ السلام اے عاصیوں کے چارہ سا السلام اے وارث جاناں ما لب پا آئی ہو مری جان حسین بی محاب آب نکل اے مجہین واسطہ ہے مصطفیٰ کا واسطہ چار پارِ احمد نخت ار کا ہے شہید کر بلکا واسطہ واسطہ کل او لیا کا واسطہ دیکھ لو حاضر ہے یہ خدمتگذار عشق تیرے ہو سینہ چاک چاک مرغ بعل جو کے چیخ اٹھتا ہوں تب نرع میں کبتک رہی گایا اسیر	السلام اے جان دل حسین کے السلام اے نور حشم انبیا السلام اے گوہر در بخف السلام اے حضرت والا گر سلام اے تاج سدار اضفیا السلام اے آہ نکیں السلام السلام اے راز دار کبسرہ السلام اے عاشقوں کے دل نوا السلام اے دین ما ایمان ما کرنہ بخشے پردہ اے پردہ نشیش ترس کھاتے نازیں ای نازیں واسطہ ہے کبریا کا واسطہ واسطہ ہے چیس در کرار کا واسطہ خیر النسا کا واسطہ واسطہ کل انبیا کا واسطہ ترجمی چتوں سے بائے کر دگار کیا کہوں میں حال جان دنماک یاد عدم وصل دل کرتا ہو جب یا فرا ول بدہ یا جاں بکیر
--	--

سر کو اس دا ترا ایا جان کو جزن
 رات و دن صہرا نہ ردمی کی بھطا
 شرست دیدار ہے میری دوا
 کب تک یہ ہجڑیں تڑپا کرے
 غمڑہ دل بر کی جان کو آرزو و
 بوئے گیسوئے تو جانم آرزو
 خاک بیٹری بیابان آرزو و
 گر کی خانہ جان کو آرزو
 چنبش عنابِ لب کی آرزو
 دل کا آنکھوں سے نکل کیا ہوں
 دیکھوں گا کبی نیتاں تک تاک
 باز آبے دارثا حالم نگر
 ہاں حیاتِ روحِ عشق قان بیا
 اے علاجِ دردِ محبوں ان سبیا
 آمرے محبوبِ کسفانی ادھر
 چشمِ نایینا کو بیت کر دکھا
 آکہ میں صدقے ہوں تجھر لا کھ بار
 شرم کو اب چھوڑ مبتانہ تو آ
 ہجر کے صدمے کھان تک دل سے

ہجر نے تیرے کیا ہو دل کا خون
 تیری بھوری نے بھکو پہ د پا
 در و فرقت میں بہست ہوں مبتلا
 یا رُخ انوہ دکھا بیا جان لے
 ہے رُخ انوہ کی جان کو آرزو
 دیدن روے تو جانم آرزو
 لے جنوں چاک گریاں آرزو
 گردشِ مبتانہ جان کو آرزو
 تیری باتوں کی بھان کو آرزو
 ہو گیا ہے حال اب زاروز بون
 عشق نے تیرے کیا ہو جان کی خاک
 بن ترسے کھاتا ہوں میں خون ہجر
 لے مراد جان مبتانہ بیا
 لے سرو قلبِ رنجوراں بیا
 سنلے مرے دردِ نہانی کی خبر
 لے مرے گمِ گشہ یوسف پھر تو آ
 ہجڑیں اب جان دل ہو بے قرار
 دل میں میرے پے بھجا بانہ تو آ
 اب نہ تڑپا د خدا کے داسطے

ہائے ہو ہر گز نہ کم ہو حس مکھ
 جو کرے تو میں ہوں آنادہ شہ
 کیوں پسند آیا ہے ایسا قاعدہ
 رحم کر رنجور پر اب رحم کر
 رحم کر اب اس دل بیمار پر
 لے خراب چین آتا ہی نہیں
 آپ ہیں ارش علی کے لافے
 دیکھ کر خوش ہوتے ہیں جبلو حسین
 باقر و جعفر کی جان دل کے چین
 آپ ہی نے پایا ایسا تمہرے
 آپ ہی کے نور سے روشن جہا
 میں تے انوار کا مشتاق ہوں
 یہ بتا دے اے صدر مشکل کش
 کب تک پھر تار ہوں گا در بدر
 کر تو گلزار آکے اب مثل خلیل
 جوں کلیم اللہ ہوش من ببر
 خانہ جاں کو مرے آباد کر
 دیکھوں ہاں دیکھوں ہاں دیکھوں
 کچھ نہ آیا رحم لے یمرے شہ

یک نظر جبتا نہ دیکھے تو ادھر
 سر گفت تیری گلی میں ہوں کھڑا
 وارثا دوڑی ہے کیا فائدہ
 رحم کر ہجور پر اب رحم کر
 رحم کر اب اپنے عاشق زار پر
 رحم کر اے چشم زہرا کے لکمیں
 آپ ہیں وارث بنی کے لادلے
 آپ ای ہیں فاطمہ کے دل کے چین
 آپ ہیں زین العاب کے نور عین
 آپ ہی نور بنی ہیں وارثا
 آپ ہی ہیں نور احمد کے نشان
 نیں تے دیدار کا مشتاق ہوں
 کب تک جاں ہجر سے ہوگی رہا
 جان من انصاف کر انصاف کر
 آتش فرقتے جلتا ہوں حلیل
 طور کے نائند جاناں جلوہ کر
 اس دل ناشاد کو آشاد کر
 تیری صورت کا ناشاد دیکھوں
 تھک گیا میں کرتے کرتے التجا

	شمع بے رویاں کل کیوں پرواہ نہیں جان دوں یا میں جگر کا خون کروں رہ رضاۓ دوست پر اے ل خدا	یہ سحر ہے یا کہ میں دیوانہ ہوں پچھوڑ کے عشق اب میت کراؤ سر کو رکھو اپنے پہنچے ناز نہیں
	رکھ قدم اپنا پتیلیم و رضاۓ چارہ میں پچھوڑنے ہوئے صفا	

نوح در فراق حضرت سلطان الاولیاء صنی احمد تعالیٰ عنہ ارمولف

	کیوں در فراق نے گیا تو اڈس سے جا کے لگیا تو	اے داریش جاں کدھر گیا تو یاں پچھوڑ کے مجھ کو چوگیا تو
	بڑی سیم نظر نہ کر دی	رفقی و مر اخبار نہ کر دی
	کیوں کر ہو فراق سے رہائی جس جانہیں ہوتی ہو رسائی	وارث تری شان ہو جدائی وہ کوئی بستی ہے بسانی
	بڑی سیم نظر نہ کر دی	نستی و مر اخبار نہ کر دی
	الفت جوازیں کی تھی وہ توڑی کیوں چھپیں مجھ چوری چوری	کیوں مجھ سے طبیعت اپنی موڑی منجد ھماریں نا فیری بوری
	بڑی سیم نظر نہ کر دی	رفقی و مر اخبار نہ کر دی
	پھر تار ہوں در بدر میں کہتا ک رو تار ہوں وارثا میں کہتا ک	ڈھونڈھا کروں آپکو مینٹک در درقت سہوں میں کہتا ک
	بڑی سیم نظر نہ کر دی	رفقی و مر اخبار نہ کر دی

خون دل کانہ آنکھوں سے گراو اُس مصھیت نخ کو آدکھاو	بڑی کیم نظر نہ کر دی	جھو رکو اب نہ تم دلاو مل جاؤ نہ در بد رچھ راو
حافظ مرے تم کماں ہوآو دار شد مرے تم کماں ہوآو	بڑی کیم نظر نہ کر دی	خابی مرے تم کماں ہوآو سید مرے تم کماں ہوآو
سماں مجھے چھوڑ کر گئے تم حال اپنا نہ مجھے کر گئے تم	بڑی کیم نظر نہ کر دی	نستی دمر اخیر نہ کر دی
سماں تھا پنے نہ مجھکو لے گئے تم بر باد کیا مجھے گئے تم	بڑی کیم نظر نہ کر دی	نستی دمر اخیر نہ کر دی
ایے شاہ ترا مکار کماں ہو فرقت سے تر پتی جسم و جائے	بڑی کیم نظر نہ کر دی	نستی دمر اخیر نہ کر دی
اویاد علی کے تم ہو پیاسے کیا ہو سردار ہو ہائے	بڑی کیم نظر نہ کر دی	بشت بھری کے ہو دو لائے قرہان علی کے تم ہو تارے
آئے تھے ازل سے جان دیکھ پہ شاق ہوا ہے میرے دل پر	بڑی کیم نظر نہ کر دی	نستی دمر اخیر نہ کر دی
آنوش ہو گئے یاں پر تم سے ملک و حاصل ہوئے حاصل سے جو چھپکر	بڑی کیم نظر نہ کر دی	آئے تھے ازل سے جان دیکھ پہ شاق ہوا ہے میرے دل پر
کیا رُخ پہ ہو نور صطفائی ہے چڑہ پہ شان کب سریائی		نستی دمر اخیر نہ کر دی

صورت تری دل ہیں ہو سمائی	کیوں دیتا نہیں ہو تو دکھائی		
نستی و مرا جس زندگی کر دی	بزیں کیم نظر نہ کر دی		
بڑھتی ہے یوں ہی آہ و زاری	کرتا ہے یوں ہی آہ و زاری		
وارث مرے لو خبر ہماری	ہے تیر لگا جس گریں کاری		
نستی و مرا جس زندگی کر دی	بزیں کیم نظر نہ کر دی		
صبر اے وارث مرے عطا کر	شکر ہے صفا تری رضا پر		
صحابہ ہوا اپنے رہنمای پر	فانی ہوا ذاتِ مصطفیٰ پر		
نستی و مرا جس زندگی کر دی	بزیں کیم نظر نہ کر دی		

دریان سجادہ نشینی حضرت سید براہمیم شاہ صاحب

نَعْلَمُ لَكُمْ أَنَّكُمْ عَرُوقَتُكُمْ

بِرَوْزِ سیوم حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد فراغ قرآن خوانی و فنا
دیکھ دیگی حضرت سید غلام جیلانی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین با نہ شریف
صلح بارہ بیکی و حضرت سید التقات احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ روڈ ولی شریف
صلح بارہ بیکی و حضرت مولانا عبدالجی شاہ وارثی جگوری صلح لکھنؤ و روسانے
قصبہ دیلوی شریف و تمام فقرائے وارثی وہزارہ امریدین و محتقدین حضرت سلطان
الاولیاء احرام حضرت سلطان الاولیاء مزار شریف پر لاکر رکھ دیا گیا اُس وقت
حضرت سید غلام جیلانی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سید صاحب آپ اُس

احرام پاک کو مزار بارک سے اٹھا کر باندھ لیجئے آپ کو احرام پاک مزار شریف سے عطا کیا گیا ہے ان الفاظ کے سنتے ہی حضرت معروف شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ نے اس احرام پاک کو مزار بارک سے اٹھا کر کہا کہ سید صاحب لیجئے میں آپ کو دیتا ہو حضرت غلام جبلی نی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ کو یہ احرام مزار بارک سے عطا کیا گیا ہے آپ لیکر باندھ لیں غرضیکہ با تفاق آرائ جاؤ حضرت سید مولانا حافظ محمد راہم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے احرام بارک لیکر صفت باندھ کر اور صفت اور ڈھنیا اور فرمایا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے حضرت مولانا عبد الحجی رحمۃ اللہ علیہ جواب دیا کہ صاحبزادے اب آپ کو اس احرام پاک کی لاج رکھنا چاہئے۔

اسکے بعد حضرت سید حافظ مولانا محمد راہم شاہ سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ مزار بارک سے جانبِ دو منزلہ روانہ ہوئے (یعنی جانب مقام) تو یہ کیفیت مؤلف خود دیکھتا ہوا ساکھ ساختہ گیا کہ فقراء وارثی اپنے اپنے احرام سے راستہ کو صاف کرتے ہوئے دیگر صاحبان وارثی دو منزلہ پر لے گئے اور مخلوق خدا جو قبھر پیدا ہوئے الی اور نہ رہیں گزرے لگیں مؤلف کا خیال ہے کہ اس موقع پر تقریباً ہزار دو ہزار مخلوق خدا نے سید صاحب موصوف کے قدموں پر سر رکھا ہوگا۔ یعنی یہ وقت میں داخل ہو کر قدیمبوسی حاصل کی ہوگی) اب اس مقام پر حضرت سلطاناً الاولیاً کا قول صادق آیا کہ جسکے قدموں پر ہزاروں عالم گرے اُسی کو سمجھ لیا یہ قول اُس وقت آپ فرماتے تھے کہ جب لوگ کہتے کہ حضور کے بعد حضور کا قائم مقام کون ہوگا اُسی وقت آپ فرماتے کہ ہماری منزل عشق ہے، ہاتے یہاں خلا نہیں کیا ہم پر زادے ہیں۔ اُسی وقت لوگ سر اسے کہتے کہ کیا آپ کو منظور ہے

کہ یہ سلسلہ مرشدی و مترشدی کا بند ہو جائے اُس وقت آپ فرماتے کہ جبکہ
قدموں پر نہار دیں عالم گرے اُسی کو سمجھ لینا۔ گوکم بعد وصال و تجذیب و تکفین حضرت
سلطان الاولیا کے تمام فقرائے وارثی موجودہ و دیرگر صاحبان وارثی نے اُسی
شب کو ایک مقام پر مجمع ہو کر رزویونش پیش کیا کہ سید محمد ابراہیم کو فتح درگاہ
شریف حضرت سلطان الاولیا پر کر دیا جائے۔ اور ایک صدر روپیہ ماہوا تجوہ
مقرر کی جائے۔ اگر کام مزار شریف کا بخوبی انجام دینے کے تو آئندہ تجوہاں میں ترقی
کر دیجائے گی۔ وہ رزویونش پاس کر دیا گیا۔ اور حضرت سلطان الاولیا رضی کو
بقوت علم و حالی منظور یہ تھا کہ جو ہوا۔ اور حضرت سلطان الاولیا رضی نے اپنے
فعل کو جو قبیل وصال کیا تھا ظاہر کر کے دکھلا دیا۔ اب بعد جو طریقہ قاعدة خاندان
 قادریہ و خاندان حشمتیہ کا مرشدی و مترشدی حضرت سلطان الاولیا رضی کا تھا
اُسی طریقہ سے سید حافظ محمد ابراہیم سجادہ نشین صاحب قدس سرہ الغربیہ
یہی سلسلہ مرشدی و مترشدی کا جاری رکھا۔ اور جس طریقہ پر حضرت سلطان الاولیا
کے مریدین حضرت کو اپنے گھروں پر لے جایا کرتے تھے اُسی طریقہ سے حضرت
سلطان الاولیا کے مریدین و نیز سید صاحب موصوف سجادہ نشین کے مریدین
حضرت حاج قطب سید محمد ابراہیم شاہ سجادہ نشین کو اپنے گھروں پر لے جایا کرتے
تھے اور طریقہ قدیم پر خدمت میں موعود رہتے تھے۔ اور اس دوران کے سیر
و سیاحت کا حال تقریباً بالکل واضح و ظاہر ہے اور قریب تریب شخص و ا
ہج جنکوئیں نے بھی ضرورت نہ سمجھ کر نظر انداز کر دیا۔ (مگر اُن ہستیوں کا ذکر نہیں
کرتا کہ جنکی طباصیں سید صاحب موصوف رضی کی تشریف آمد رہی ہے مگر مہم تھیں)

القصہ آخر وقت تک حضرت سید صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے مزارِ مبارک
 حضرت سلطان الاولیاً پر فقرائے وارثی حضرت نعمت علی شاہ زیر و حضرت
 لونگ شاہ وغیرہ وغیرہ وزیر اپنے احرام پوش فقیر و نیں رشید شاہ وغیرہ کو
 انتظام کے واسطے مقرر فرمایا اور احکام آپ کے مزارِ مبارک پر دس سال دو ماہ
 چارہی و قائم رہے۔ آخر کار آپ سفر میں تھے کہ مراد آباد میں علیل ہوئے اور
 جو مرض درد صدر کا آپ کو عرصہ دراز سے چلا آ رہا تھا اُس میں ترقی ہوئی
 اُس وقت آپ نے فرمایا کہ رام پور چلو اور بعد افاقہ ہونے کے رام پور سے دیوبئی ہر چیز
 چلیں گے۔ جب آپ رام پور پہنچے تو درد صدر اس قدر ترقی کر گیا کہ نواب
 علی خامد خاں صاحب بہادر کو خبر ہوئی اُس وقت نواب صاحب بہادر موصوف
 کو شش بیان سے حکیموں و ڈاکٹروں کا علان شروع کر دیا اور ٹیلی فون پر
 مکان سے سید صاحب موصوف سجادہ نشین رحمۃ اللہ کے مکان تک لگوادیا۔
 اور حکم عطا کیا کہ ہر وقت کی حالت سے اطلاع ہوتی رہے اور اپنے وزیر اعظم کو
 حکم دیا کر و قتا فوت تا آپ جا کر دیکھا کریں۔ مگر کار ساز حقیقی نے بتایا کہ بیع
 الشافی ۱۳۴۰ھ کو فرشتہ موت کو بھیجا رہے طالب کو طلب کر لیا حضرت
 سید صاحب نے داعیِ اجل کی صدارت پر لبیک کہ کر دنیا فانی کو وداع کیا اور طالب
 حقیقی سے ملک حیات جاوہ فانی حاصل کیا اَنَّا لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ رَبَّ حُجَّةٍ ه
 جناب نواب کرنل ہر انیں فرزند دلپسند دولت انگلشیہ مخلصاً للدولہ۔
 نصیر الملک امیر الامر انواب سر سید محمد حامد علی خان صاحب بی۔ سی۔ آئی۔
 اے۔ بی۔ سی۔ ڈی۔ سید جنگ فراز وائے رام پور صاحب بہادر نے

نے غسل و تکفین و نماز جنازہ سے فراغت کر کے اپنا ارادہ یہ ظاہر فرمایا کہ سید غلام
وصوف علمیہ الرحمۃ یہیں دفن کئے جائیں مگر آپ کے درشاکی یہی رائے قرار پائی کہ
دیوبھی شریف لاش بھی جائے اور وہیں مدفن ہوں اُس وقت جناب نواز
صاحب بہادر نے حکم دیا کہ کاڑی کا انتظام کیا جائے اور ایک تار دیوبھی شریف کی
دلواہ یا کہ لاش مبارک سید حافظ محمد ابراهیم شاہ سجاوہ نشین کی استیشان بارہ بُلکی
پہنچیگی بتارتیخ ۲۰ ربیع الثانی سنتہ الیہ کو جب سائے قصبه و نیز مریدین حضرت
سلطان الاولیا کو خبر ہوئی سب ہذا جہاں استیشان بارہ بُلکی پہنچ پئے۔ مگر دوسرا
تار آیا کہ ۳۰ ربیع الثانی کو لاش مبارک پہنچیگی رو سائے قصبه و مریدین حضرت
سلطان الاولیا و نیز سید صاحب صوف کے مریدین ۲۰ ربیع الثانی کو
استیشان مذکور پر آئے اور لاش مبارک سید صاحب کو دیوبھی شریف لائے
اور حضرت سلطان الاولیا کے مزار مبارک کے اندر دفن کرنے کا انتظام کیا
پکھہ لوگوں کو اندر دفن کرنے سے اختلاف تھا اور ادھر بھی خیال کیا گیا کہ اندر
مزار مبارک کے زین کنکریٹ پر ہے۔ قبر کے کھونے میں بہت عرصہ گز ریگا بیٹیں بج
پودھری ظہیر الدین صاحب تیس قصبه نے یہ رائے دی کہ صنچھی بچھم و دکھن کے
کرنے پر فزار شریف میں ہے اُسی میں قبر تیار کر کے لاش مبارک دفن کیا جائے۔
لہذا قبر کھو دی گئی اور لاش مبارک دفن کی گئی جو زیارت خلائق ہے۔ مگر
افسوس صد افسوس اُن ہستیوں پر کہ جن ہستیوں کے خیال میں نہ آیا اور ایسے
کامل و اکمل کے افراد کو کہ جبکو حضرت سلطان الاولیا نے ظاہر کر کے دکھلا دیا اُسے
دل سے نکال کر پیش ڈال دیا کہ ایک چراغ کی روشنی سے بھی مزار حافظ سید

محمد ابراهیم شاہ سجادہ نشین کو محروم رکھا جو کہ حضرت سید حاجی خادم علیشہ کے حقیقی نواسہ تھے اور حضرت سلطان الاولیا کی حقیقی بھاجنی کے صاحبزادے اگر میں اس کے متعلق نظر پیش کروں تو وہ بھی اظہر من الشمس ہے بدیہی بات کے ثابت کرنے کی ضرورت نہ سمجھ کر چھوڑتا ہوں وائد اعلم بالصواب۔

ذکر سجادہ نشینی حضرت سید علی احمد شاہ عرف کلم میان نواف حقیقی حضرت مولانا حافظ سید محمد ابراهیم شاہ سجادہ نشین دیوبندی شریف رحمۃ اللہ علیہ

ایک روز قبل سیوم حضرت حافظ سید محمد ابراهیم شاہ سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ کے مولانا عبدالرحمن برادر سید صاحب موصوف سے اجتماع نے باصرار کہا کہ آپ اس سجادہ نشینی کو منظور فرمائیں گر مولانا صاحب موصوف نے نامنظور کیا اُس وقت جسموں نے کہا کہ آپ ہی جن صاحب کو منظور فرمائیں ان کی احرام پوشی کیجائے اُس وقت مولانا صاحب موصوف نے فرمایا کہ میں تجویز کرتا ہوں کہ حضرت سلطان الاولیا کے فقراء اور سید صاحب موصوف کے ورثان سے کے نام قرعہ اندازی کی جائے جس کا نام نکلے وہ اس خدمت پر معمور کیا جائے۔ اجماع نے آپ کی رائے کو منظور کیا قرعہ اندازی ہونی سید علی احمد عرف کلم میان کا نام نکلا آیا طرح تین قربیہ قرعہ اندازی ہوئی ہر قربیہ کلم میان کا نام نکلا۔ بوجباتفاق رائے جسمورضا ہر کیا گیا کہ کلم بر فریب سوم بعد فرغ قرآن خوانی و فاتحہ کلم میان کی احرام پوشی ہوگی۔ چونکہ اُس زمانے میں بیماری

طاعون دیوبی شریف میں زیادہ تھی بہیں سبب بہت سے مریدین حضرت سلطان
 الادلیاً و نیر مریدین حضرت سید حافظ محمد ابراء ایم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین
 دیگر مقام کے حاضرنہ ہو سکے چنانچہ بروز سویم سید صاحب موصوف وال جانب
 جہتوں طوکر کیا گیا کہ بروز چلم کلن میان صاحب کی احرام پوشی ہو گئی چنانچہ حسب
 تجویز ہمہور کلن میان صاحب سجادہ نشین کر دئے گئے۔ اور حضرت معروف شاہ
 منتظم مزار شریف مقرر ہوئے لیکن کچھ لوگوں نے سویم کے روز فاتحہ خوانی کے
 بعد سید رفیع احمد صاحب کی احرام پوشی کے سجادہ نشین مقرر کر دیا تھا۔
 جسپر عوام راضی نہ تھے چنانچہ کلن میان صاحب کی احرام پوشی کے بعد مقدمات کا
 سلسلہ جاری رہا جس سے خلق خدا واقف ہو بعد تھوڑے زمانے کے سید رفیع احمد
 شاہ پریشان ہو کر اور احرام جسم سے اٹا کر بھوپال تشریف یافتے۔ ان کی پریشانیوں
 کے واقعات سے بھی مخلوقی خدا واقف ہے جب بروز چلم حضرت سید ابراء ایم شاہ
 رحمۃ اللہ علیہ برضاء و غبت والدہ سید صاحب موصوف بوجود دی حضرت
 احمد میان صاحب رحمۃ اللہ علیہ گنج مراد آبادی ابن حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن
 صاحب گنج مراد آبادی قدس سرہ و حضرت حافظ اظہار الدین شاہ صاحب سجادہ نشین
 کرسی ضلع بارہ بنگی وغیرہ و حضرت نعمت علی شاہ وارثی و حضرت لونگشاہ وارثی
 و حاجی خمیر شاہ جنکا ٹھہری میں قیام ہے و مقبول شاہ وارثی احرام حضرت سید صاحب
 موصوف لایا گیا اور اجھا احرام پوشی و سجادہ نشینی سید علی احمد عرف کلن میان ہذا
 ملے سید رفیع احمد صاحب سید ابراء ایم شاہ سجادہ نشینی کے داماد تھے۔ سید محمد ابراء ایم صاحب بُنے بعد
 انتقالِ زوج اولیٰ کے پھوپال میں اپنی شادی کی تھی جو نہایت غالی خاذان کی صاحبزادی تھیں ان سے
 جو صاحبزادی سید اہمیں دہ سید رفیع احمد صاحب کو منسوب تھیں رفیع احمد صاحب صحیح لزب سید تھے۔

کی سبئے تسلیم کی۔ اور سید علی حمد شاہ عرف ملن میاں پنے نانا جان حضرت سید
صاحب کے طریقہ پر مرشدی و مدرسہ جاری کیا اور انشا را لشناز ند کی اسی
طرح قائم ہے گا۔ جملہ مریدین حضرت سلطان الادلیا دسید صاحب صوف سید
علی حمد شاہ کو پنے گھروں میں لیجاتے ہیں اور حسب دستور قدیمانہ تنظیم و تکریم اور
خدمت کرتے ہیں۔ اس سے تمام لوگ واقف ہیں۔ مگر انھیں سیلوں کے عناوینے بعد دفات
حضرت سید محمد ابراہیم شاہ صاحب بجادہ نشین کے ٹرسٹ کمیٹی حضرت سلطان
الادلیا کے مزار بارک پر قائم کر کے دم لیا۔ جو قبل سجادہ نشینی حضرت سید محمد ابراہیم
شاہ کے چلا آئا تھا۔ اُس کا ظہور بعد دفات سید صاحب صوف حک کے ہوا۔ باوجود
حضرت علی حمد شاہ عرف ملن میاں نواسہ تحقیقی حضرت سید محمد ابراہیم شاہ بعد اپنے
نانا جان کے سجادہ نشین ہو چکے تھے جسکو تمام ساکنان قصبه و قربت چوار مریدین و
غیر مریدین کبیر و صغیر اتفہ ہیں۔ دوسرے یہ کہ جو مقدمات عدالت میں بعد دفات
حضرت سید صاحب بنام آپکی والدہ سمی مقبول النساء پر دائر کرنے کے اور ان کی
ذکر یاں برابر بسام مقبول النساء ہوتی رہیں۔ بجز ایک مقدمہ ٹرسٹ کمیٹی کے کہ جس کا
فیصلہ عدالت نے درثائے حضرت سلطان الادلیا کے حق میں نہیں کیا اور بخوبی
لکھ دیا کہ ہم درثائے حضرت سلطان الادلیا کا حاظ نہیں کرتے ہیں۔ باقی دُگر یاں
والدہ حضرت سید محمد ابراہیم شاہ نے بحق سید علی احمد شاہ سجادہ نشین عرف
ملن میاں ہبہ کر دیا تھا۔ والدہ اعلم بالصواب۔

رسان

علم رسمیا، همیا، کمیا، سیمیا

مصنف

حضرت مولانا سید علی الدین کنتوی قدس سرہ الغریب احمد حضرت
مولانا حافظ حاجی سید دارث علی شاہ قدس سرہ اسرار احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سپاسن ستائش مر حضرت بے نیاز را که وحدائیت صفت اوست و در ویر غایب
بد انکار اول اخلاق اللہ لوری سورگر دنیا نیده حکماء صادق چنانکه در بر عقل و نظر کام
و هر ظرف انت و چیزی که در عقل انسان بگذرد جمیع آرزو و نقیق علاو الدین کنتوی مصنف این
رسالہ تجارب کرد و تجارب کناییده است چوں کسے را ہوس می شد از یاران معاون
بیرون می آمدند تا حد یکہ در بر طرف لشکر و بارگاہ پیدا نیگشت و نیل و شتران و
آدمیان و بازار می نوشے و ایں رسیما است و جمیع علم چیار نوع است اول ہمیا
است دویم ہمیا است سوم ہمیا است چهارم کمیا است و ہمیا آنکہ کم
روح را نقل میکند از وجود خود در وجود دیگرے و ایں چگونہ پیدا آید اول چهل و نزد
خود را از حیوان جمالی و جمالی نگاه وارد و از حسد و ابغض و ملوثات محترز باشد و خلوت
و غزلت بود تا چهل روز خواب ہا غوب بود و آنکہ مطلوب دل بود بنید بعد آن ایں
تبیح را بعد دکبیر حرماتے اس نام علم مداومت نماید و در وقت سعاد شروع کند
یا باید دیعۃ الحجاء بیت بالخیر یا باید دیعۃ بعد از چهل روز تماشائے دیگر پیدا آید

آرزو هانے کہ درویں دار ددار جاں نظارہ کنندو ایں مرتبہ سوچ است و مقام علوی
 و مقام ملکوت است بعد آں مقام عقل می تایید و بعد از این مقام معرفت می تایید بعد
 آں مقام نور می تایید بعد این سجت گاہ بعد آں مقام محبت می تاید بعد مقام طیر
 می تاید زیرا کہ دل مقام طیر و تخت گاہ و کرسی و مطلوب طالب است اطاب
 اگر خواهی کہ در علم ہمیسا تماشا نے عجائب کئی بیار خود خالص و مشک لطفی کے دریچ
 علت نیاشد جامہ خود را پاک دار و مقام خواہگاہ خود را پاک سازد و عطرت
 بیشتر نالند و برگ تنبول بیار بخورد چنانکہ اور اعلوم گرد و اذب بیار بخورد
 برگ تنبول در و نہ اعل شود و پیغام سرخ آیدی می تایید کہ ہر روز سورۃ البقر
 تمام بخواند و هفت کرت در و دعا نے عظمتا پھل روز بخواند و شب تماشا کن
 و حشم را بست کنند ہر چہ در دن او گذشتہ باشد آں تماشا اور المنود ارشود اگر آرزو
 پر یہ دن کنند ہیں پر دار خود ظاہر ہیں۔ اگر محلی پر دلدار و دو ممکن پیروں پر آمد
 نباشد چون سورۃ البقر و آں اسکم را ہر چند تباشد بخاند و خسید و شب آنجا کنند
 کہ اذ زین خواہم پرید اور اعین بھلی کہ نیت کر دہ ہماجا پرند می تایید کہ خود را صحت
 دار دیعنی از حرام خوردن و از حرام کر دن و لفظ پر دن اور ارادہ اباشد دوبار یا
 سیما ب خام یک جب اقل برگ تنبول نصفت بخورد بیو سیما ب بخورد و بعد برگ تنبول
 بقیہ بخورد و ہم چنان خورده باشد کہ قوت بماند و رعن بادام بخورد و برتن بالند
 کہ شخصی اور لاک نکند و بعد از ریاضت طعام سبک بخورد و اذگوشت مادہ گاؤ و
 کاؤ میش راحتران ناید و اگر گاہے بخورد گوشت بز بخورد و اذ یک کر وہ تاسہ کر دہ
 پر یہ دن عادت شود آنگاہ نظارہ غاشقان دست دهد مگر چل روزہ ہو شیار بماند

تا این هم شیاری در دبود او قرار گردید بگاذ نظاره اچنانکه از مقامه بمقام پرین
 گیرد و این اول مرتبه بهمیا است تا پاصلند سال راه برود و ملکه چنانکه قسم اولیاست
 داین مرتبه است که در هر قسم راست باشد فاتح راه راست این است که با کسی سخن از دیا
 نهاید گفت و سکوت می باید کرد مردمشم دل طاروش می باید کرد تا هر یکی را معاف نماید که در
 مرتبه هر یکی شناخته در خود مرتبه ایشان سخن می باید گفت تا استعفم مقام گردد
 مرتبه نیکو شناسد چون مرتبه نیکو نماید بگردم نیاز نکند در تصویرات نه بینی
 دو یکم علم زیبا است و این مرتبه دارد که در گروه زاموازه هر روز نظاره کند
 و حوران و فلان خوش شکل و شجر و بزرگ تنبول و سازند ها و گویندها و سرو و بالطف
 عجیب پیدا آید تا این زمان خواهد دوق گیرد بعد از این چون خواب کند و آن خواه
 بیدار شود هم ازان تماشا در نظر پیدا شود چنانکه در شکار بوزنه و شیر و باز و چیز و آن
 و چیز که بآن درین شکار شاهانه بدرست آید و نیاران و دوستان را نماید لیکن بهم کس
 با او ضرب بشند و هر روز غسل کند و عطر بیات بمالد و با عالم جنات لاتفاقات کند
 و اگر وضوب شکند فوراً و صفو تازه کند تا شیر دیگر برآید بعد از این تماشالت گیرد و برسی
 طرق با جناعقر کند فاما در دنیا غرض حاصل نمایند و با جناب ملاقات کند هر روز
 لیکن روبروی یاران نه طلب خطر است و هر خطبه هزار شوق دیگر جنبش آیده اگر
 خواهد که نظر یاران اداریا پیدا شود شش صد بار این آیت بخواند و اسم ہمے اعظم
 نذکور بعد ذکیر بعد دا سم اعظم ذکور بخواند و بخواهیت بسوزانه در حال و میان دیوار
 نظر پیدا شود آیت این است لِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ قُلْ لَوْلَا كَانَ الْجَنَاحُ
 مَدَاداً لِّكَلِمَاتِ رَبِّيْ تَأْخُذُ بَخَانَدْ در حال و میان فوج جانوران آبی پیدا

تایلساں یادہ روز بھر دست کے صاحب میں بدارد دریا بمانہ اما خواک پاک پائی
 دار د غفلت نہ باشد و چیخ سخن لاطائل نگوید باکس متعرض نشود و از اهل علم
 و حکم و عقل اشتکایت کنند و خدمت حکمی او اولیا در ویشان بکنند و ایں علمان اہل ایں
 نہ بدو الافردا قیامت دامن گیر او باشم و ایں انا استاد خود یافتہم
 حضرت شیخ ابو البرکات شیخ بیهی کہ تمہیشہ با خواجہ خضر علیہ السلام محبت داشتہ
 و ایں علم بخیر شاگرد صادق دیگرے نہ باید داد و قصر علام الدین را یاد کنند کہ چیخ چیز
 ہاتھی نامد و ایں واقعات را بکسے ظاہر نکنند بخیر محرم را ذہر کہ دریں فن در آپنے
 عادت را فرض داند۔ اول بے وضو نباشد و وحکم سورہ فیصل دامن بخواند
 سوکھم غوش کلام نگوید جهار مرم جسم خود را از چیز دیانت است از نامحرم تک مدارند و آنکہ
 ایں تجارت کنند و ایلیاگردد و سورہ طور نیز بخواند مدت چیل روز ریاضت
 پکشند تماشا نی ہر مقام دہر شهر و ہر دیہ بیند آپنے در علم تماشا کر دہ باشد علم ریایا
 جوانان است دمیپا پیران است چرا کہ پیشستہ تماشا کنند چون مونے سفید شود باید
 از بخیر بادام سردیش بستو یہ ماضی عطف پیرے در وجوہ پیدا نگردد و در نہ دریا
 تمام آنعام سنت شود۔ دآں وقت ایں دو بخورد ہمیلہ یک درم تکینگڑہ ۹ درم رعن
 مادہ گاؤ و سیترینی بالا بخورد تا قوت باطنی پیدا آئید و علیش او هزیر شود و براید
 فرشتگان شود چنانچہ سیر و عالم یعنی جروت ولاہوت روزے چند بار کنند
 زیر اکہ دریں دستگاہ داشتہ باشد تاکہ اور ادراہ و شرائط راسخ باشد فیصلہ
 علام الدین ایں نسخہ را نام راحت الروح و حکمت الفتوح داشت ہر کہ را ایں
 عمل دست دہ پیغام برسلے اللہ علیہ وسلم را درخواب بیند در درج اولیا رانیز

در خواب بیند و که مغطیه را زیارت کند و در روز آنجا مختلف باشد حتی کرشب الله
 باید و آن سو ره انا از لئنا بخواند و در گفت نمازگزارد و بعد نماز هر بار در وقت
 بخواند و در گفت نمازگزارد و ام بین نوح سر کرت تام کرد و باشد تا که شفید
 باید هر چه محاشره خواهد همان لمحه بیند و هر چه از خدا تعالی خواهد همان وقت باید
 این جمله طبعاً برای اهل است از هر چهار علم در قسم آور دم تا هیچ کس در سخن
 مدخل نباشد لیکن طعام کم خورد و خواب کم کند و سخن کم گوید و عیش تام کند
 علاوه اقل سیر دیگر سیر کند بعد از در خواب شود و نظاره کند و اهل دیس ملاقا
 میکند و عقل را از خود باد محبت حق تعالی بد هر چنانچه سیاپ قطره قطره می شود
 و ام زنگ و هم چنان این طائفه باعث تعالی در روزه هر ارار بار جدا می شود و هر
 می شود هر چنانچه عاشق و غشوق یکت و گاهی چه جدوا ایں او لیا زاند داشت و شربت
 در کام او لیا داده اند. دیگر تاشا شهه ای دگر است روز چهار برسد در عالم پیر
 اما بشرا ظ سابق پیر در وجود تو پیدا می شود لیکن در عالم نیای خود را می بیند که بالا
 می پرند و ادر اسکے نبی بیند و راحت می گرد و هر چیز که در آفاق است معاف
 کند و اگر خواهد که پیغمبر تاشانه عرش و کرسی و بهشت و دوزخ و پل هر از
 و اپنی مطلوب از حق تعالی باشد بیند و هیا بد انشا را اند تعالی بفضلیه و صاحب
 و صاحب ایں نوع تاشانه می بیند اما بعد مرگ فرد ای قیامت حق تعالی اند
 که چه نوع معامله خواهد شد. آنچه دلیل قبل کل حائل و بعد کل حائل شکرانه
 حق است که تعییم اذ اُستاد خود یا فتم اقل هر کس که بوسان می علم کند همیز رود
 مجامعت نکند و با جا همان و کافران سخن نکند درین حکمت نامه را اهر روز بیند

در تجارب هر پیکن حاصل آمد و این نکته است که هر کس به این نتیجه رسید
 چنانچه حاج بن یوسف بادشاہ بود آرزوه ایں تماشگرد چنانچه احمد سمرقندی بر جال
 او آگاه شد تزداور سید دید که او را طلب بسیار است گفت ازین گلزار حکایت
 جهان گم تماشچه داری و چه دانی گفت بر لئے خداناگی گفت اگر بنایم تو دران
 حیران باشی و ساعتی از خود دور گرد نخواهی اگر همین است بیا برابر من محل خلوت
 بر وهم تماشانیم چنانچه مستادان مرایی عل داده اند بر ماکشوده اند صلایت
 چهل روز از هر چیز نگاه باید داشت تماشای کلی و جزئی باید دید سه علم را نموده
 چهارم علم را نکته بازیک است یعنی کمیها سو درج کمی گیا است که بخ آس طرف آفتاد
 می نماید آخراً چهل سفید برگ او برگ شفتالومی باشد بیاردو در سایر خشک کند و
 گهری که اذانلاخته زیو طیار گشته از زرگران گهریه آ در ذه ایک جبره زر اعلی اذاخته
 بچرخ آید گردش دهنده برگ مذکور چهار ماشه اذناخته دهن آس بند گشته و از سرچشی
 که پیچ ظرف کشاده نمایند آتش دهنده بعده گرفته آنرا نگهدارند و مس یک توکله بازیک
 کرده چرخ دهنده چون بچرخ آید اکثیر بزرگ دران اند از ند بقدار ایک رتی کامل
 زر طیار شود الشمار اند تعلیم

تام شد رساله همیا در پیا و سیپیا و کمیا مصنفه حضرت مولانا سید علام والدین اعلی بزر
 گنستوری سابق ساکن نیشاپور در زمانه هلاکوخان بادشاہ که عناد از اولاد اهلیت
 بسیار دارد و قتل گشته بین سبب از نیشاپور جدا شد آس معه اهل و عیال دهنده وستان
 قریب کنستوره ضلع باره بگلی آمد و درختان انبه که پیچ درخت می خود بودند زیره درختان
 آن سکونت اختیار کردند و بعد چند سه قریب آن درختان مکان طیار نموده در

سکونت اختیار نہ دند و آں مقام را سو پور نام دیشتندا اولاد آں صاحب
دران موجود اند۔ فقا۔ اب اس کتاب کا سلسلہ تجزہ مناجاتیہ و چند غزہ بیات پر
ہم ستم کرتے ہیں۔

شجرہ مناجاتیہ قا دریہ و آریہ

از مؤلف کتاب نہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحم کر جپھر دایا نام ہے تیر حسیم	قرے مجھکو بچنا حشریں تو ہے کریم
پانے محبوب محمد مصطفیٰ کے واسطے	
نام عشاقوں کے ذفترین بر الکھی لمحے	بادہ جام محبت مجھکو پواد یہ مجھے
کامل الامکن علی مرتفع کے واسطے	
یاخذ اگر ذکر سے اپنی زبان کو میری تر	نور کو اپنے دل بیتاب میں روشنی کر
پانے شہزادے حسن صاحب لو اکیلو سطے	
لَا اللّٰهُ سے نفی کر مساواتیرے بوجو ہو	اور الائھہ سے ظاہر کر اپنے نور کو
پانے مشوق شہید کر بلا کے واسطے	
کر عناصر میں الفتن دل ناشاد کو	ست کر کیم جام وحدت کے دل نشاد کر
شانہ رائے صاحب زین العبا کیو اسٹے	
اگر بنا یا پنڈہ مجھکو بندگی کر دے عطا	اور کرنے معاف جو محبے ہیں جو جنم خطا
باقر و جعفر امام ہمت دا کے واسطے	

کر دے ہاطن صاف سیراۓ خدا جلیل	اتشِ دینخ سے تو مجھ کو بچا مشل خلیل	
موسیٰ کاظم علی موسیٰ رضا کے واسطے		
خواہ غفلت سے جگا کر مجھ کو تو ہوشیار کر	جعفہ شہ جسکو کہا اُس سے مجھے بیزار کر	
شہ حسن بصری خلیفہ مرضیٰ کے واسطے		
بجیکہ اپنے سایہ سے پیدا ہجئے تو نے کیا	اگر نہ پانے رحمت سے سایہ سے سایہ کو جد	
شاہ جلیل عجمی حجم کے پیشوں کے واسطے		
در میاں سے فی اُنھا اُسکو جو حائل ہو جائے	تاکہ ل بیٹھیے یہ سایہ تیرے سایہ سے شنا	
حضرت داؤد طاعی اولیا کے واسطے		
لے بہرے خالق جو کچھ بھی سے بُرائی ہو گئی	ما سوایتے جو کچھ دل میں رسائی ہو گئی	
معاف کر معروف کر خی باحیا کے واسطے		
بیس نے جو کچھ قول تھا روزِ انل تجھے کیں	عالمِ ناسوت میں اگر دیا بالل بھیلا	
بخت بد سری سقطی باحیا کے واسطے		
بوریا مجھ کو عنایت کر جو ہو وہ پئے ریا	تاہبوبے بے ریا دلمیں مُر سچ و مسا	
پاک دامن اُس حشید بے ریا کیوں اسٹے		
یا آگی بے دیا ہو جو عبادت ہو ترہی	تا تے محبوبے تر دیک ہو عزت مری	
شلی و عبد العزیز رہنماء کے واسطے		
جام وحدت کا پلاکر مجھ کو متوا لا بینا	جستجو اپنی اسیستی میں کر مجھ کو عطا	
شاہ عبد الواحد پیر بدی کے واسطے		
رہنماء کر اجڑ سے تا ترا بندہ بنوں	بن کے بندہ حق عبویت ادا کر تارہوں	

شیخ عبداللہ راس الادیا کے واسطے	
کرچکا عالم اليقین سے بمحکم حجب آگاہ تو	دے مجھے عین اليقین کا استلام تو
بو احسن ہنکاری شاہ ہدمی کیوں سطے	
ہادیا م طریقت کی بتا کر بمحکم کو راه	کرنے اظہارِ حقیقت دل پر میرے یا الہ
بو سعید پیر مرشد رہنمائے کے واسطے	
ہادیا دن رات ہتھی ہے ترمی ہبی بستجو	کرنہ مجھے پردہ بے پردہ تو آنے سیکھو
پانے شاہ شیخ عبد القادر اکیوں سطے	
ہادیا تو درگذر کر جو ہوئے مجھ سے گناہ	تو شہنشاہ دو عالم بندہ تیرا مگناہ
عبدالزاق کرم پیشوائے کے واسطے	
نفس امارہ کے شر سے مجھے دلکوپاہ	قید جسم عنصری سے کر رہا میرے الہ
پانے اس سید محمد دل رہا کے واسطے	
مجھکو راضی رکھ رضا پر اپنے اور العلا	اور صابر کر مجھے اُپر جو ہے مجھ کو بلا
شاہ علی الدین شاہ صابر اکے واسطے	
بحشیدے مجھے گناہوں کو مرے پر درگاہ	یہ ترا بندہ رہا کرتا ہے ہر دم شرما
محی الدین د سید احمد باصفا کیوں سطے	
نام میرے لکھ دیا ہو لوح پر جستنے گناہ	محو کر انکو ملتا حشر میں مجھکوپناہ
شاہ علی اور شیخ موسیٰ پارسا کے واسطے	
حشر میں مجھکو نہ شرمندہ کر لے میے غفو	تو ہے تار العیوب اوز نام ہو تیر غفو
سید شاہ حسن سر القیل کے واسطے	

پارساں گر عطا اور پارسا کرنے کے نتیجے	پارساوں میں تو لکھدے پارسا کر کر مجھے	پارساوں میں تو لکھدے پارسا کر کر مجھے
شاہ بولا عباس شاہ پارسا کے واسطے	شاہ بولا عباس شاہ پارسا کے واسطے	شاہ بولا عباس شاہ پارسا کے واسطے
راز کا محروم بنا اپنا مجھے لے کر دگا ر	ظرف دے ایسا کہ جس سے کچھ نہ ہوئے آشکا	راز کا محروم بنا اپنا مجھے لے کر دگا ر
شاہ بہاؤ الدین شاہ پر ضیا کیو واسطے	شاہ بہاؤ الدین شاہ پر ضیا کیو واسطے	شاہ بہاؤ الدین شاہ پر ضیا کیو واسطے
لے خدا نے پاک یہ مجھ سے مری ہوا التجا	ہونہ میرا ہنما محسن پیش بھی مجھ سے جمد ا	لے خدا نے پاک یہ مجھ سے مری ہوا التجا
شاہ محمد اور جلال سہ لقا کے واسطے	شاہ محمد اور جلال سہ لقا کے واسطے	شاہ محمد اور جلال سہ لقا کے واسطے
ایسی نے جس کوئی کرم دیتا الابول	جس کیستی میں سخ دلدار کو دیکھا کروں	ایسی نے جس کوئی کرم دیتا الابول
شہ فرید بھکری حق نام کے واسطے	شہ فرید بھکری حق نام کے واسطے	شہ فرید بھکری حق نام کے واسطے
یا الٰ العالمین حمت کی ہو مجھ نظر سر	میرے دل میں پیر کا برش ہے آٹھوں پر	یا الٰ العالمین حمت کی ہو مجھ نظر سر
شاہ براہمیم لستان با خدا کے واسطے	شاہ براہمیم لستان با خدا کے واسطے	شاہ براہمیم لستان با خدا کے واسطے
بپر دی جھکلو عنایت کر مرے مرشد کی تو	غیر کی آنے نہ پاوے دلمیں میرے کچھ بھی لو	بپر دی جھکلو عنایت کر مرے مرشد کی تو
شاہ براہمیم بھکر خوش ادا کے واسطے	شاہ براہمیم بھکر خوش ادا کے واسطے	شاہ براہمیم بھکر خوش ادا کے واسطے
زنگ عصیاں سے میرے دل کو خدا یا پاک	شل آئینہ کے اُس کو صاف اور شفاف کر	زنگ عصیاں سے میرے دل کو خدا یا پاک
شاہ امان اندھ شاہ خوش ادا کیو واسطے	شاہ امان اندھ شاہ خوش ادا کیو واسطے	شاہ امان اندھ شاہ خوش ادا کیو واسطے
قلب پر میرے فاخت فیہ کا اظہا ر کر	تاکہ قلب بمنظر ہو تجہ سے واقف نہ بسر	قلب پر میرے فاخت فیہ کا اظہا ر کر
سید شاہ حسین با حیسا کے واسطے	سید شاہ حسین با حیسا کے واسطے	سید شاہ حسین با حیسا کے واسطے
جب کہ اسماخن اقرب پھر تو کیوں پردہ کیا	بھیلیں پردہ کا جھکلو میسے خالق دے بتا	جب کہ اسماخن اقرب پھر تو کیوں پردہ کیا
شاہ ہدایت ہادمی را وہدی کیو واسطے	شاہ ہدایت ہادمی را وہدی کیو واسطے	شاہ ہدایت ہادمی را وہدی کیو واسطے
صفات باطن کر کے مجھکرو راہ ملنے کی بتا	مجھکو اپنے راز سے آگاہ کر دے لے خدا	صفات باطن کر کے مجھکرو راہ ملنے کی بتا

		سید عبد الصمد عاشق خدا کے واسطے
پردہ غفلت اپنے خادی دار کر اپنا عطا	مجاہت کرنے میں آئے آفاجو ہوئی مجھ سے خطا	سید عبد الرزاق پیشوائے واسطے
تو نہ رکھ دیدار سے محروم اے مولا میر	بیخودی ایسی دے تا جلوہ ترا دیکھا کے	سید اسماعیل شاہ خوش ادا کے واسطے
گفت ترزا نجیبا سے مجھ کو تو منسون کر	بادہ عرفان پلا سرشار اور غصہ مور کر	شاکر اشہد حقیقت آشت ناکیو واسطے
معرفت دے نورا خدم کی خدا فند ا بھم	حاجی خادم علی اہل صفائی کے واسطے	یا مر مشکل کشا مشکل جری حل کیجئے
خاتمه تیر امرے وارث کی صورت پر توکر	کیونکلاس صورت پر قرباں ہوچکا ہوں بشیر	حاجی فارث علی اہل رضنا کے واسطے
بیخودی میں بھی ٹے دل کونہ افرش ہو فرا	زندگی اپنی گزاروں میں پسیلیم و رضنا	سید ابراہیم وکلن با صفائیو واسطے
اے مرے وارث معما کم کی بھم تصدیق تو	تاصفایت را تمے داں میں آکر جپ پہنے	پانے نانا جان احمد مصطفیٰ کے واسطے

نام شد

غزل دریح تاریخ کیم صفر المظفر یعنی تاریخ وفات حضرت سلطان

حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ از مؤلف اور مات زنہ

شناخوان میں ہمیشہ مہتا ہوں تاریخ پہلی کا
کہ جسدن چاند ہوتا ہو مری تاریخ پہلی کا
صفر تھا دن جمعہ کا تھا سفر تاریخ پہلی کا
بنیا یا فتح مسجد کو اُسی تاریخ پہلی کا
پچھا فرش مصفا منتظر تاریخ پہلی کا
ہوں خادم پیشواؤں کا اُسی تاریخ پہلی کا
قدم رنجہ ہیں فرمتے جو دن تاریخ پہلی کا
شناخوان میں بھی ہو جاتا ہوں اُسی تاریخ پہلی کا
محبت کا یہ شمرہ ہے اُسی تاریخ پہلی کا
کہ سپریِ روح یعنی ہو تو نکر کہ تاریخ پہلی کا
سام جو دل میں میکے آگیا تاریخ پہلی کا

نظارہ کرنا رہتا ہوں ہر اک تاریخ پہلی کا
مرے شاہنشہ والا کی آمد ہوئی ہو اُس دن
ہر سڑا قائمے وصل خدا سے چاند جب نکلا
ماجہن میں آقا کا غلام آزاد ہوں ان کا
بنیا ہو بکار کستہ جسے منزل ہو دارث کا
سمی یاں صفیار والقیا تشریف لائے ہیں
حمد مصلطفے اور اہل سیل صحاب سب اُنکے
شناخوانی کے عالم اور سب قول آتے ہیں
شناخوانی کے بعد اطعام کی تقسیم ہوتی ہو
ہو ضل خدا بمحبہ مرزا یمان رہافت اتم
ہمارے دل عید کو قربان کروں میں اُسیہ بخت

	صفا تو جان دل کر دے فدا تاریخ پہلی پر کہ تیرے چمڑا ہے وصل اُس تاریخ پہلی کا
--	--

تمت بالغیر

حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ از مؤلف اور مات زنہ

فہرست غلط و صحیح کتاب جاودہ وارث

صحیح	غلط	کتب	صحیح	غلط	کتب
کبھی	-	بھی	فَاجْبَتْ	فاردُتْ	۱۱
نورہ	نیوادہ	۱۶ ۱۱۷۶	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ	بِسْمِ اللَّهِ	۸
حتیٰ کہ ہندو	حتیٰ کہ علاوہ ہندو	۸ ۱۲۶	چین	جیش	۱۵
قصبه اور	قصبه واور	۱۱ ۱۳۶	صفوت	صفوت	۱۴
بسوں	بوزد	۱۵ ۲۰۳	ایمار	وجہانے	۱۹
مجھ سے پوشیدہ طور پر	مجھ سے پوشیدہ طور	۷ ۲۰۲	نار	غار	۱۲
فرید احمد حسن	فرید احمد دین	۱۶ ۲۰۲	تقدیر	چند	۷
پرید	پریدہ	۶ ۲۱۲	یزدان	مردان	۱۳ ۲۹۵
اور ہر کیا شاید ہیں جال	ڈاٹ کے ٹھوپریں آئیں	۱۹ ۲۱۸	علاؤ الدین رشت علی	علاؤ الدین رشت علی	۳
ہمیں علمون ہو گا ہے۔	ہمیں اتوبا ہے۔	۱ ۲۱۹	قلم و محرخ	قلم و محرخ	۲
ذات میں فنا کر دیا	ذات کے فنا کر دیا	۱۱ ۲۱۹	درخواجی	درخواجی	۳
وقت دو ضری	وقت ضری	۶ ۲۳۶	کوسوی	کوسوی	۶
جو سال کا گایا جائے	جو سال کا لگایا جائے	۵ ۲۳۹	عیاض	اعیاض	۱۳
جو سال کا لگایا	جو سال کا لگایا	۱۱ ۲۳۹	ایک نام	ایک نام	۱۹
اسپر کڑی	اسپر کڑی	۱۸ ۲۴۰	حضرت شریعت زندگی کر دیج ہے	شایق ایں نہیں	۱۱ ۸۶
یہ کتابت رجہل اعماقے بھی مسلکتی ہے	برق نیائے	پوئے	برق نیائے	برق نیائے	۱۹ ۸۶
۱ - حکیم محمد حسن صاحب وارثی	بیٹے	سکان آبائی میں	بیٹے	پوئے	۶ ۹۱
۲ - حکیم و داکٹر محمد اظہر صاحب	قلی عده اول سے آخر	حس مکان میں انعام	قلی عده اول سے آخر	سکان آبائی میں	۱۶ ۹۷
۳ - حکیم و داکٹر محمد اظہر صاحب	تک عیشہ آپکارہ	قلی عده اول سے آخر	تک عیشہ آپکارہ	قلی عده اول سے آخر	۳ ۹۸
۴ - محلہ شخیا پورہ بہاری	اسی طرح اقل سے آخر	اسی طرح هزاروں	اسی طرح هزاروں	اسی طرح هزاروں	۲ ۹۰
۵ - مشی خشت علی صاحب	تک ہزاروں	آپ کو دیا جب آپنا	آپ کو دیا جب آپنا	آپ کو دیا جب آپنا	۱۳ ۱۱۰
۶ - محلہ طہینٹ بہاری	پیاسا شروع کیا۔	پیاسا شروع کیا۔	شروع کرنے	شروع کرنے	

آج ہے پرچم تجویزہ حکومتیہ جو بڑی الہادنہ اب برا رہیں گے ملکہ تھا اسیں ہمارا شہزادی دیکھو



اس کتاب کا

حق تایف حب قواعد جیش
کتب بھی مؤلف محفوظ ہے کوئی خدا
بلاء جانت مؤلف قصد طبع نفرماتیں۔ وزیر بھی
فع نقسان شدید اٹھائیں گے مؤلف نے کسی فتنی
نقع کیلئے نہیں بلکہ ایک دارثی یادگار کے قیام کیلئے
تلیع کیا ہے۔ اہذا جقدر سخ مطلوب ہوں

ناچیر معلم سے طلب فرمائیں۔

المشتہر
حکیم محمد صنفدر

والدی
محکمہ شیخا پورہ
بہاری

